منصور موہنا

مؤلفہ

...یم صاحب شرر لکھنوی مصنف دربار حرامپور

فردوس بریں، فتح اندلس، حسن انجلینا

...العزیز ورجنا، فاتح مفتوح وغیرہ

باہتمام

...لم یزلی سید محمد علی باغ مہا...

مطبوعہ فیض احمدی پریس بازار ... لکھنؤ

مختصر فہرست کتبخانۂ تجارتی حاجی غنی احمد تاجر کتب چوک لکھنؤ

ناول تصانیف مولانا عبدالحلیم صاحب شرر

نام کتاب	قیمت
عزیزہ مصر	[illegible]
الفانسو	۱۲ر
فاتح مفتوح	[illegible]
ایام عرب کامل	[illegible]
فتح اندلس	[illegible]
یوسف نجمہ	[illegible]
زوال بغداد	[illegible]
رومۃ الکبریٰ	[illegible]
فلپانا	[illegible]
شوقین ملکہ	[illegible]
حسن کا ڈاکو کامل	[illegible]
دربار حرامپور کامل	۱۰ر
غیب دان دولھن	عہ
مینا بازار	عہ
طاہرہ	[illegible]
لعبت چین	عہ
قیس لبنیٰ	[illegible]
بابک خرمی کامل	[illegible]
آغا صادق کی شادی	۱۰ر

نام کتاب	قیمت
مقدس نازنین	[illegible]
جویائے حق اول	[illegible]
〃 دوم	۱۴ر
اتالیق بی بی	[illegible]
خوفناک محبت	[illegible]
ماہ ملک	[illegible]
افسانۂ قیس	۳ر
ملکہ زنوبیہ	۳ر
سکینہ بنت حسین	۶ر
ابوبکر شبلی	[illegible]
سوانح جنید بغدادی	عہ
سوانح خواجہ حسن بصری	۶ر
منصور موہنا	۶ر
ملک العزیز ورجنا	۶ر
حسن انجلینا	۶ر
فردوس بریں	۵ر
حسن بن صباح	۸ر
بدر النساء کی مصیبت	۱۰ر
دلچسپ کامل	۶ر
دلکش کامل	۱۰ر
پاداش عمل اول	[illegible]

نام کتاب	قیمت
پاداش عمل دوم	[illegible]
〃 سوم	[illegible]
〃 چہارم	[illegible]
〃 پنجم	[illegible]

مختلف مصنفین کے دلچسپ ناول

نام کتاب	قیمت
نیلی چھتری	[illegible]
بہرام کی گرفتاری	عہ
بہرام کی رہائی	عہ
نشتر	۵ر
اشک حسرت	۸ر
مشتاق زہرہ	۵ر
رزم بزم کامل	۱۲ر
ڈاکٹر کی بیٹی	۵ر
مظفر راما بائی	۴ر
جنت الفردوس	۸ر
کنیز فاطمہ	۴ر
کایا پلٹ	۵ر
میٹھی چھری	۲ر
سہرے کی کنفی	۳ر

خط و کتابت بنام منشی غنی احمد تاجر کتب چوک لکھنؤ آنا چاہیئں

کامنی او مقبول النجمی

ہمارا قصہ ۳۹۵ھ ہجری سے شروع [illegible] ہجرت کی پہلی صدیوں میں فتوحات
کا ایک طرف افریقہ کو طے کر کے اندلوسیہ یعنی ہسپانیہ عظمیٰ تک پہونچ گیا تھا اور
دوسری طرف شام اور ایشائے کوچک اور سرزمین ایران سے تجاوز کر کے خراسان [illegible]
ہوا ملک افغانستان تک آگیا تھا۔ اس [illegible] ال اس کی موجیں ہندوستان کو [illegible]
رہی تھیں اور دریائے اٹک کے کنار [illegible] یوں کے اکھاڑے بنے
تھے جنھوں نے آخر ہندوستان میں آریں بہادروں کی قوت توڑ کر مسلمانوں کو کامیاب
کیا۔ ہندوستان کے اس مشہور دریا [illegible] دونوں جانب دور دور تک میدان پھیلے
ہوئے ہیں جن میں ہر طرف یا تو [illegible] آتا ہے جو راجپوتانہ کی سرزمین کا نمونہ دکھا رہا
ہے یا سنگستانی پہاڑیاں ہیں جو سلسلہ بندی کے ساتھ جاتے جاتے افغانستان کے دشوار
گزار پہاڑوں سے مل گئی ہیں۔ یہاں سخت اور تاخت اور تاراج پر زندگی بسر کرنے والی
قومیں آباد ہیں جنکی وجہ سے اکثر خونریزی اور لوٹ کا بازار گرم رہا کرتا ہے۔ مگر ان
دلوں بے امنی ترقی کر گئی ہے کیونکہ ایک طرف ہندوستان کی فوجیں تمام اطراف
سے سمٹ کے فراہم ہوئی ہیں اور ایک طرف ترکی اور افغانی قرآن شریف کے دین کو
لے کے آتے ہیں اور یہاں معرکے سر کرکے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

اس سے پیشتر کی لڑائیوں نے ہندو راجاؤں کے دل میں خوف بھی پیدا کر دیا
ہے وہ خوف رعایا پر اس قدر اثر کر گیا ہے کہ [illegible] اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں

مسافروں نے راستہ چلنا چھوڑ دیا ہے سپاہیوں سے بھی جو کوئی کسی کام کو فوج سے
نکلنا چاہتا ہے تو تنہا نہیں نکلتا بلکہ اپنے بڑے کے بہت سے سپاہیوں کا گروہ باندھ
کے نکلتا ہے جو تنہا کسی طرف نکل گیا اپنے حریف کے ہاتھوں قتل ہوا یا گرفتار کر لیا
گیا عورتیں جو ہمیشہ صبح تڑکے دریا میں جا جا کے نہانے کے عادی ہو رہی تھیں وہ
گھروں میں بھی بیٹھی کانپ رہی ہیں کہ ظالم و جابر ترک سپاہی گرفتار کر کے لونڈی نہ بنالیں
دریائے اٹک کے کنارے جو بت خانے اجلے گئے ہیں اور جنگی خوشنما اور مستطیل عمارتوں سے
وہاں کے صحراؤں کی زینت ہے سب سنسان اور خاموش پڑے ہیں۔ چند روز پہلے
ان میں دیوتاؤں کی پرستش بڑی دھوم دھام سے کی جاتی تھی خصوصاً صبح کے وقت گھنٹوں
اور ناقوسوں کی آوازیں کثرت گونجتی تھیں۔ وہی تلوار جس نے شام و روم میں عیسائیوں
کے گرجے ویران کیے جس نے ایران میں مجوسیوں کے آتشخانہ سرد کیے۔ اسی کا سایہ
اب ان تنجانوں پر پڑا ہے۔

اس دریائے اٹک کے مشرقی کنارے پر ایک وسیع سبزہ زار ہے جو مسافروں کو
ملک سندھ تک پہونچاتا ہے کبھی یہاں وہ مسافر نظر آیا کرتے تھے جو [illegible]
میں آئے تھے۔ پنجاب سے سندھ کی طرف جانا چاہتے تھے لیکن افسوس اسوقت اس صحرا کو
بالکل سنسان پاتے ہیں۔ چونکہ دریا قریب ہے اس وجہ سے طیور ہر طرف سے کثرت
سے نظر آتے ہیں جو اپنی آزادی پر اس درجہ نازاں ہیں اور اس جوش مسرت سے کلیلیں
کر رہے ہیں کہ گویا ان کو ملک کی موجودہ مصائب اور تباہیوں کی کچھ پرواہ نہیں اگرچہ خوف
کا موسم ہے۔ مگر غیب کے ڈر سے اپنے زبان ہر شیشنا کے چہچہے قہقہے [illegible] ہیں لیکن ہر چہار
طرف گھبرا گھبرا کے دیکھتے جاتے ہیں کہ کہیں ایسا نہو کہ کسی طرف سے مسلمان سپاہی
آپڑیں اور جانوروں کو پکڑ لیجائیں۔

اس وقت پہر دن چڑھا ہوگا گرمیوں کا آفتاب سرزمین ہند سے نمایاں ہوا ہے اور
اس کی حرارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہندو راجاؤں [illegible] ہے اور اس
عہد کی ہندوستانی پبلک کے مسلمانوں کی روک تھام کے لئے جو گرمجوشیاں ظاہر ہوتی تھیں انکا

نمونہ دکھا رہا ہے صحرا کی بالو گرم ہوا ہو کے اوڑنے لگی ہے اور اس خیال سے کہ ترکی سوار آکے پامال نہ کرنے لگیں زہریلی لو بھی پیٹھ پر سوار ہو ہو کے زندگی ہی میں آسمان کے سفر پر آمادہ ہو گئی ہے یا شاید سرزمین ہند کی قدیم شاہیت سے اپنے ہندو فرمان رواؤن کے ساتھ گمراہی اور بے وفائی کرنے کو تیار ہوئی ہے اور ان ہی کی طرف زبان حال سے اشارہ کر کے کہہ رہی ہے کہ مسلمانون سے لڑنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ یعنی اس حال میں شمال کی طرف سے ایک فوج نمایان ہوتی ہے اور ایسی تیزی سے بڑھتی چلی آتی ہے کہ جس سین میں ہمین یہ ملی ہے یا تو ابھی آسمان کی افق شمال سے ملی ہوئی نہیں یا ابھی وسط صحرا میں آ گئی سوارون کی اور ان کے ہاتھ پاؤن کی بناوٹ بتا رہی ہے کہ یہ صورتیں جس سرزمین پر سیر کر رہی ہین وہین کی خاک سے ان کے پتلے بنے ہین۔ سرخ سفید چہرے چوڑے چکلے سینے بڑے بڑے ہاتھ پاؤن لمبی لمبی ڈاڑھیان تیز آنکھین جن سے غصے کے وقت شعلے نکلنے لگتے ہین۔

یہ سب چیزین ایسی ہین کہ جو خاص ہندوستان کے باشندون سے انکو جدا کر رہی ہین یہ سوار شمار مین چھ سو سے زیادہ نہ ہونگے ان کا سردار جو ایک خوشرو اور نو عمر شخص ہے شجاعت اور جوانی کے جوش مین بھرا ہوا سوارون کے آگے جا رہا ہے معمولاً سپاہی اپنے اپنے افسر کا حکم مانتے ہین مگر اس نوجوان کے پیچھے پیچھے جس وضع سے جا رہے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابع فرمان ہونے کے علاوہ اسکی وقعت اور اس کا ادب بھی بہت کچھ انکے دلون مین موجود ہے اس قدیم زمانہ مین یہ ضابطہ اور یہ انتظام کہان مگر صرف نوجوان کے رعب وداب نے سوارون کو اس قدر باضابطہ بنا دیا ہے اور کسی طرح ممکن نہین چلتے چلتے نوجوان نے بہ آواز بلند پکارا یحییٰ! یحییٰ!

ایک قد آور شخص جو سب سوارون کے ساتھ چلا جا رہا تھا آگے بڑھا اور ادب سے سلام کر کے خاموش کھڑا ہو گیا۔

نوجوان — کیا تم ان راستون سے واقف ہو یہی راستہ ہے نہ؟

یحییٰ — حضور یہی راستہ ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ وہ بھاگ کے ادھر ہی گئے ہین

راستہ سے گیا ہے"

نوجوان "ابھی تک تو کہیں پتہ نہیں ہے مگر ہماری تلواروں سے بھاگ کے کہاں جا سکتا ہے"

یحیٰی "یہ تلوارین ہمیشہ عرصۂ کارزار مین اپنے جوہر دکھاتی رہی ہین اور دنیا کو آخر کفر اور شرک کے ان ہی آبدار تلواروں نے پاک و صاف کیا ہے"

نوجوان "مگر ابھی ہندوستان باقی ہے"

یحیٰی "اس کو بھی خدا نے سلطان والا شان کی ذات پر منحصر رکھا ہے۔ اب وہ وقت آگیا کہ آپکی بلند حوصلگی اس ملک مین بھی فتح و نصرت کے ساتھ اسلام کے جھنڈے اڑا دے"

نوجوان "ہان محمد بن قاسم کے بعد سے پھر تو کسی کو ادھر کا رخ کرنے کی جرأت نہین ہوئی"

یحیٰی "حضور یہان کے راجہ اور راجپوت بہ ہی بہادر ہین اور ان کی شکست کیلئے سلطان جیسا بہادر اور اولوالعزم بادشاہ اسلام چاہئے تھا"

نوجوان "دیکھئے اگر سلطان المعظم کا ارادہ ہے کہ اس راجہ کی بغاوت اور سرکوبی کی سزا دے غزنین کو واپس جائین"

یحیٰی "سلطان کو فتوحات کا بڑا شوق ہے اس ملک کی فتح ضرور کرینگے اب نہین پھر سہی"

نوجوان "ہان یہ صحیح ہے۔ مگر مین تو واپس جانے کے بالکل خلاف ہون اعلاء کلمۃ اللہ ہمین کس کا خوف ہے یحیٰی خدا ہمین فتح و نصرت ہی عنایت کریگا۔ راجپوت ہزار بہادر ہون مگر ہمارے سپاہیون کا مقابلہ تھوڑے ہی کر سکتے ہین"

یحیٰی "بجا ہے بارہا تجربہ ہوا اور ہمیشہ ترکون اور افغانون نے راجپوتون پر عرصۂ کارزار تنگ کر دیا۔ مگر حضور اصل یہ ہے کہ ابھی تک سرحد ہی پر لڑائیان ہوئی ہین جب سلطانی فوج ظفر موج دریائے سندھ سے آگے بڑھیگی اسوقت راجپوتون سے لڑائیان ہونگی اور معلوم ہوگا کہ راجپوتون کے دل کس قدر مضبوط ہین۔

نوجوان۔ تم کو ہمارے سپاہیون کا امتحان نہین ہوا ہے۔ راجپوت ہزار شجاع اور بہادر ہون مگر اللہ اکبر کے سامنے انکی کچھ ہستی نہین۔ ہان یہ بھی مانتا ہون کہ وہ

پورے سپاہی ہوتے ہین لیکن ان ترکی جوانون کے سامنے ایکدن سے زیادہ نہین ٹھہر سکتے اب تو چلنے مین جلدی کرنا چاہئے چلو۔

یہ کہہ کے نوجوان گھوڑا بڑھا دیتا ہے اور اس کی ہمراہی تمام سوار باگین ڈھیلی کر دیتے ہین اور تحمند گھوڑے ہوا سے باتین کرنے لگتے ہین نوجوان کے ہاتھ مین جو جھنڈا ہے وہ ہوا مین لہراتے لہراتے یک بیک ٹھہر جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے گھوڑے کو چلتے چلتے فوراً روک لیا تھا۔ نوجوان کچھ دل مین سوچ کے اپنے سوارون کی طرف متوجہ ہو کے کہتا ہے۔ بہادرو امتحان اور زور آزمائی کا وقت آگیا کافر سامنے نظر آرہے ہین۔

نوجوان۔ دیکھئے اب ہندو راجپوت زیادہ بہادر ہین یا میرے جانباز ترک اپنی بہادری [illegible] وقت امتحان کا ہے۔ مگر ان لوگون سے لڑنا ہی کیا بھاگے ہوؤن کو مارنا بھی کوئی مشکل کام ہے؟ جس وقت نوجوان نے یہ تقریر شروع کی تھی اس وقت کچھ ہندو سوار نظر آتے تھے جو اب صاف صاف نظر آتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ شمار مین بھی تھوڑے نہین ہین۔ جتنی دیر مین نوجوان نے یہ تقریر ختم کی اتنی ہی دیر مین وہ مستعد کارزار ہو گئے۔ انہون نے اپنی تلوارین میان سے نکال لین اور اس جوش و خروش سے بڑھے کہ گویا انہین دبا دینے ہی کی غرض سے بڑھے تھے۔ بلکہ مسلمانون کے حملہ کا انتظار بھی نہ کیا اور خود ہی اس شان سے حملہ کر دیا کہ بہادر راجپوت تلوارین ہلاتے چلے آتے ہین اور بھاٹ اون کی مدح خوانی مین اپنی فصاحت اور قادر الکلامی کے جوہر دکھا رہے تھے۔ ادھر سے نوجوان کے سپاہی بھی بڑھے اور دونون فوجون کے بڑھتے ہی گویا دونون طرف کا ہر سپاہی ایک قضا کا فرشتہ بن گیا۔ راجپوت شمار مین پانچسو سے زیادہ نہ تھے مگر اس ثابت قدمی سے لڑے کہ دن آخر ہو چلا اس وقت مسلمان سپاہی زیادہ تیزی سے خونریزی کرنے لگے کہ آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ہی حریف کو بیکار کر دین ناگہان ہندوؤن کے دو سو سپاہی جو کسی ضرورت سے ادھر آ نکلے تھے اپنے ہم مذہبون کی مدد پر آمادہ ہو گئے اور فوراً حملہ کر دیا۔ مسلمانون کے

دلون مین ایک قسم کا خوف پیدا ہو چلا تھا مگر نوجوان نے ایسی پُر جوش تقریرین کین اور
اس خوبی سے راجپوت بہادرون کے مقابل مین داد شجاعت بہادری دی کہ ہندوون کے
قدم کو لغزش ہوئی اور اب کیا تھا ترکی سپاہی یک بیک ٹوٹ پڑے اور دلیرانہ شمشیر
دشمنون کو برابر قتل کرنے لگے۔ کچھ لوگ تو نکل گئے جنکے تعاقب مین نوجوان گھوڑا اڑائے
چلا گیا۔ باقی سب قتل ہوئے اور بہت گرفتار کر لئے گئے اور لڑائی کا بازار ٹھنڈا ہوا جب وقت
ٹھہرا اُس وقت یہ سمان نظر آیا کہ میدان بہادرون کے خون سے لالہ زار ہو رہا ہے اور سپاہی
اپنے قومی جوش مین جان دینے والے بے تکلف خون آلود دامن صحرا پر لیٹے ہوئے
ہین اور خواب مرگ کا مزہ اٹھا رہے ہین اور غنیمت یہ تھا جو بھی مسلمانون کا قیدی تھا جس
کے تعاقب مین یہ مسلمان سپاہی آئے تھے اُس کی آزادی چھین گئی تھی وہ دشمنون کے پنجہ
مین اسیر تھا مسلمانون کا وہ دوسرا افسر یحییٰ لُٹ لپٹ کے ہاتھ لگ گیا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ نوجوان
سردار جو بھاگنے والون کے تعاقب مین چلا گیا ہے آئے تو راجہ سے اُس کی سرکشی کی باز
پرس کی جائے۔ رات گذری جاتی تھی اور اس کے واپس آنے مین بھی ایک اضطراب
پیدا ہوتا تھا آخر یحییٰ مین زیادہ بے صبری پیدا ہوئی وہ گھبرا کے راجہ سے پوچھنے لگا۔

یحییٰ۔ آخر تمھین بغاوت کی سزا مل گئی کیا تمکو نہین معلوم تھا کہ ہمارے سپاہیون کی
جانبازیان ایسی نہین ہین کہ تم مقابلہ کرنا کیسا انکی تلوارون سے اپنی جان بھی بچا سکو اگر
ہمارے سلطان کو تم اپنا بادشاہ نہین مانتے تھے تو اپنے قدیم بادشاہ راجہ دہلی کی اطاعت
کی ہوتی۔ مین نے سنا ہے کہ تم نے اُس کے مقابلہ مین بھی علم بغاوت بلند کیا تھا یہ اُنہی
رنگون کا نتیجہ ہے جو آج ملا۔ سلطان محمود غزنوی کے مقابل مین کوئی بادشاہی کا دعوی نہین کر سکتا
ایک روز آنیوالا ہے کہ دہلی کا راجہ بھی انہی سلطان کے مقابل مین بے بس کھڑا ہوگا۔

راجہ۔ یہ دھمکی دینے کا وقت نہین ہے پرمیشور کی یہی مرضی تھی مجھے تقدیر سے
کسی قسم کی شکایت بھی نہین۔ میرے دل مین استقلال ہے چاہے سلطان محمود ہو اور
چاہے کوئی اور بادشاہ ہو میری نظر مین کچھ اس کی حقیقت نہین۔ ہان اتنا افسوس ہے
کہ اگر دلی کے راجہ سے ملا رہتا تو زیادہ مناسب تھا کیونکہ اس صورت مین مجھکو جرات

نہ ہوتی کہ ہماری زمینون کو آ کے ناپاک کرتے۔

یحییٰ "اصل یہ ہو کہ تمھاری اس متعصبانہ بت پرستی ہی نے تم کو خراب کیا سلطان نہایت ہی دیندار اور خدا ترس بادشاہ ہو اگر تم لوگ بت پرست نہوتے تو وہ تمھاری سرزمین کو کیون شکارگاہ نہ بنا دیتا۔ دیکھو عنقریب ہندوستان مین تمام جھنڈے سرنگون ہو جائینگے اور ہماری تلوارین اگر یون نہ مانوگے تو جبراً اللہ اکبر کی آوازین بلند کرائینگے"

اب زیادہ رات ہو چکی ہو اور یحییٰ کے دل مین ایک تشویش پیدا ہوئی جو ساعت بساعت بڑھتی جاتی تھی۔ کیونکہ نوجوان سردار ابھی تعاقب سے واپس نہین آیا تھا اس نے اپنے چند ماتحت افسرون کو بلا کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بظاہر کل مسلمان سپاہی آ پہنچے صرف نوعمر بہادر سردار فوج منصور ابھی تک نہین آیا۔ یحییٰ نے حکم دیا کہ پچاس سوار تلاش کرکے آئین، سوار ادھر ادھر روانہ ہوے یحییٰ دل مین سوچتا [illegible] ہوا اپنی فوجکشی مین ہم کامیاب ہوئے بجے رام جس کے تعاقب مین ہم روانہ کئے گئے تھے وہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ راجپوت ہماری تلوار [illegible] لگی مگر ہمارے لائق و بہادر سردار منصور کا پتہ نہین خدا جانے کہان چلے گئے اس وقت تک واپس نہ آنا بے سبب نہین ہو سکتا۔ افسوس اگر انکا پتہ نہ لگا تو سلطان کو بڑا صدمہ ہوگا ان کو منصور سے بڑی محبت ہے اپنے بیٹے کی جگہ سمجھتے ہین [illegible] اپنی عالی خاندانی اور نیز جرات کی وجہ سے دل مین جگہ کر لیا [illegible] کر لیا ہے۔ اگر ہم یونہین واپس گئے تو سلطان ہم لوگون سے سخت ناراض ہونگے اور کیا عجب جو ہم لوگون کو الزام دیا جائے اور سختی سے بازپرس کیجائے اور سلطان کی برہمی بھی بیجا نہو گی کیونکہ منصور سا ایسا شریف النسل نوجوان جانباز شہزادہ [illegible] ہے۔ یحییٰ اس کے بعد راجہ گرفتار کی طرف متوجہ ہوا جو سامنے بندھا ہوا کھڑا تھا [illegible]

"یہ راستہ جو سامنے گیا ہے جدھر تم جاتے تھے کہان کو گیا ہے"

بجے رام "یہ راستہ [illegible] گیا ہے۔ میرا بھی یہی قصد [illegible] ہو سکے کوشش کرکے سندھ کو چلا جاؤن اور وہان کے راجاؤن سے مدد [illegible]

تمہارے ساتھ مقابلہ کو آؤن اور بیشک وہ لوگ میری مدد کرتے ۔کیونکہ مسلمانون کے
نام سے بہ نسبت ہمارے یہان کے راجاؤن کو زیادہ عداوت ہے پیشتر مسلمانون
نے اس ملک پر قبضہ کرکے ایسے ظلم کئے تھے کہ وہان کے لوگون کو مسلمانون کے
نام سے نفرت ہے عرب کے مسلمانون کا نام ونشان وہ مٹادینے کے بعد سے وہ ہمیشہ
آمادہ رہتے ہین کہ کوئی اسلامی فوج انپر حملہ کرے تو کافی قوت سے مقابلہ کرسکین۔ اگر مین
وہان پہونچ جاتا تو تم لوگون پر اتنی بڑی آفت لاتا جسکا تم ہرگز مقابلہ نکرسکتے۔

یحیی۔ ملک سندھ یہان سے کتنی دور ہوگا۔

تیجے رام۔ یہ تو مجھے معلوم نہین مگر ہان اتنا کہہ سکتا ہون کہ بہت دور ہے دو مہینہ کم کی راہ نہین ہے

یحیی۔ راستہ مین اور بھی آبادی ہے یا وہان تک ریگستان ہے۔

تیجے رام۔ جابجا آبادی ہے اور اکثر راجا ہے راجپوتانہ کی سرحد پر ہین اور
ان دنون چونکہ مسلمانون کا خوف ہندوستان بھر پر غالب ہے اسلئے اکثر راجاؤن کی
فوجین بھی سرحد پر جمع ہین۔"

اس قدر حال سنکے یحیی بہت متفکر ہوگیا۔ الغرض یہ رات یونہی تشویش اور پریشانی
مین گذری یحیی اور اکثر ترکی سردارون نے آنکھون مین صبح کی۔ نوعمر منصور کا کسی
طرح پتہ نہ لگا۔ آفتاب نکلنے کے بعد ہی یحیی نے اپنی فوج کے سردارون کو طلب
کیا اور سب کی طرف دیکھکر پوچھنے لگا۔ اب آپ لوگون کی کیا رائے ہے منصور کا کچھ حال
نہین معلوم ہوتا اور اتنا تو ہے میرے نزدیک جسقدر تاخیر ہوگی اسی قدر زیادہ اندیشہ ہے کہئے
تو اب واپس چلین اور کہئے یہین پڑے رہین۔

ایک افسر۔ ہمین امید تھی کہ سلطان کی خدمت مین سرخروئی کے ساتھ حاضر ہونگے
اب سرخروئی اور نیک نامی کیسی ڈر ہے کہ الٹے مورد عتاب نہون مگر جو کچھ ہو ہمین تو
اب یہان ٹھہرنا نچاہئے۔ دشمنون کی فوجون کا سیلاب ہر طرف موجزن ہے"

یحیی۔ بیشک یہان ٹھہرنا خلاف مصلحت ہے مگر افسوس ہے کہ سلطان کو کیا منہ دکھائینگے

افسر۔ جو کچھ بد قسمتی مین بدنامی تھی وہ نصیب ہو چکی اب اتنی فوج سے ہم

اپنے سردار منصور کی جستجو بھی نہیں کر سکتے۔ اگر رہنے کا بندوبست کرین تو خدا جانے کیا پیش آئے اور کن کن قوموں سے مقابلہ کرنا پڑے۔ اب بھی مناسب ہی کہ یہ حال سلطان سے بیان کیا جائے اور زیادہ فوج لیکے ہم ڈھونڈنے کی غرض سے آگے بڑھین۔"

یحیی۔ "بیشک اس کے سوا اور کوئی امر ہمارے اختیار مین نہین ہے۔"

اس تجویز کے بعد یحیی کے حکم سے خیمے ڈیرے اونٹون پر لادے گئے راجہ جے رام کو بھی ایک اونٹ پر بٹھا دیا گیا جس کو پچاس سوار ننگی تلوارین لئے گھیرے ہوئے تھے اس وضع سے یہ لوگ شمال کی طرف روانہ ہوئے۔

دوسرا باب

قدیم تاریخ اور ایک اگلا افسانہ

سب سے پہلے سنہ ۴۴ھ مین خلیفہ ثالث جناب ذی النورین حضرت عثمانؓ کے حکم سے مہلب بن ابی صفرہ نے سواحل سندھ پر فوج کشی کی تھی۔ مہلب ملتان کے قریب تک پہونچ کے رک گیا اور اس ملک کی فتح ناتمام رہ گئی اگرچہ کئی لڑائیاں ہوئین اور ان لڑائیون مین مہلب کامیاب ہوا لیکن نہین معلوم کس وجہ سے آگے نہین بڑھا شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ مسلمان اس زمانہ مین پوری توجہ سے ممالک روم کی فتح کرنے مین مصروف تھے اور ان کی فوجین ایک طرف افریقہ مین فتح و نصرت کے جھنڈے اڑاتی چلی جاتی تھین۔ علاوہ بریں والی خراسان حکم بن عمرو کو ترکستان کے اردگرد مین کچھ ایسی ناکامیابیان ہوئین کہ مہلب کو سندھ چھوڑ کے اس کی مدد کو جانا پڑا جہان اس نے بہت جلد فتح حاصل کر لی۔

الغرض اس سال اہل اسلام گویا آئندہ لڑائی کا موعود کر کے خراسان واپس گئے اس کے بعد سنہ [illegible]ھ مین ایک عرب سردار نے آ کے کچھ فتوحات حاصل کی تھین کہ سنہ ۸۹ھ مین محمد بن قاسم ثقفی نے آ کے تمام سرزمین ہند کو ہلا دیا محمد بن قاسم دور دور کے مقامات کو تاخت و تاراج کر کے سنہ ۹۵ھ مین ملتان پہونچا تھا کہ حجاج بن یوسف کے

مرنے کی خبر آئی جن کی جانب سے محمد بن قاسم روانہ کیا گیا تھا مگر اس کے بعد بھی محمد بن قاسم برابر فتوحات حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ ولید بن عبد الملک مر گیا اور اس کا بھائی سلیمان بن عبد الملک خلیفہ ہوا۔ سلیمان نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو والی سندھ مقرر کیا۔ محمد بن قاسم رعایائے سندھ میں اس درجہ ہر دل عزیز ہو گیا تھا کہ اس کی معزولی پر سب کو صدمہ ہوا۔ یزید اٹھارہ ہی دن والی سندھ رہنے پایا تھا کہ قضا نے اس کا فیصلہ کر دیا۔ خلیفہ سلیمان نے اس کی جگہ پہلے فاتح سندھ مہلب کے بیٹے حبیب کو سندھ کا گورنر مقرر کیا۔

اس کے بعد اگرچہ محمد بن قاسم کے عہد کی سی عظیم الشان فتوحات کسی کو نصیب نہیں ہوئیں مگر بنی امیہ کے آخر دور تک سندھ پر اہل اسلام کا قبضہ رہا بلکہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں سندھ کا قدیم [illegible] مسلمان ہو گیا اور سندھ [illegible] عرب [illegible] کی نسبت کچھ اثر پڑ گیا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ عربی قوت بالکل ضعیف ہو گئی اور برائے نام صرف سواحل کے بعض [illegible] ان کے قبضہ میں رہ گئے لیکن جب تک بنی امیہ کی [illegible] رہی اس وقت تک اہل سندھ کو مسلمانوں کے بالکل نکال دینے کی جرأت نہ ہوئی۔

خلافت خاندان بنی عباسیہ میں عربوں کو سندھ کی حکومت [illegible] جو عربی [illegible] پر طرح طرح کی مصیبتیں آ گئیں بعض تو جہازوں پہ سوار ہو کر اپنے ملک عرب کو واپس گئے بعض یہاں سندھ ہی میں رہ پڑے [illegible] قتل ہوئے اور شاید دو ہی تین خاندان ایسے تھے جنہوں نے سندھ کے شہروں کو چھوڑ کر پہاڑوں اور صحراؤں کی سکونت اختیار کی [illegible] کی حالت میں یہاں پڑے رہنا اصل میں بڑی جرأت کا کام تھا کیونکہ آخر ایسا زمانہ آ گیا تھا کہ مسلمانوں کو پہاڑوں میں بھی اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوتا تھا مگر وہ بہادر جنگ جو نسل کی یادگار اپنے خاندان کی چھوٹی ہوئی جماعت سے تمام [illegible] کرتے رہے اور تمام مصیبتوں کو اس عہد تک جھیل گئے جبکہ سبکتگین نے ہندوستان کے مغربی دروں سے سر نکالا

ہندوستان میں آنے سے پہلے جن دنوں میں محمد بن قاسم بصرہ میں ایک نوجوان رئیس کی طرح زندگی بسر کرتا تھا اور اپنی زندگی سے آزادانہ طور پر ہر قسم کے لطف اٹھاتا تھا اُن دنوں اگرچہ وہ خود ایسا شخص نہ تھا کہ کوئی اس کی عداوت پر آمادہ ہو مگر حجاج بن یوسف کے مظالم نے تمام رعایا کو حجاج ہی کا دشمن نہیں بنایا تھا بلکہ اس کے خاندان کے ہر بچہ کو بھی لوگ دشمنی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ محمد بن قاسم حجاج کا چچازاد بھائی تھا لہٰذا حجاج کے جور و ستم کی وجہ سے محمد بن قاسم بھی ہر وقت اپنے دشمنوں سے خائف رہتا تھا بلکہ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ خدا ہی کو اُس کی زندگی منظور تھی ورنہ وہ مار ہی ڈالا گیا تھا

ایک روز محمد بن قاسم گھوڑے پر سوار ہوا تھا کہ اپنے کسی دوست سے ملنے کے لئے کوفہ کی جانب روانہ ہوا جب وہ کچھ دور نکل گیا کہ چند سوار نظر آئے محمد بن قاسم جب کے قریب پہونچا تو اُن میں سے ایک نے اُس کی طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو یہ حجاج کا بھائی ہے جس کے ظلموں کا بدلہ ہم یوں ہی لے سکتے ہیں کہ اس شخص کو قتل کریں اور حجاج کو اس کے بھائی کا غم دیں۔ اتنا سنتے ہی سبھوں نے ایک ساتھ محمد بن قاسم پر حملہ کیا۔ کچھ دیر تو وہ اُن کی تلواروں سے بچتا رہا اور آخر زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ کہ محمد بن قاسم کا سر کاٹ کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر دیں ناگہاں دور سے کسی نے پکار کے کہا ایک ذرا ٹھہر جاؤ مجھے اس شخص سے ایک ضروری امر دریافت کرنا ہے اس آواز نے اس کا ہاتھ روک دیا وہ شخص اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور محمد بن قاسم کو بیہوش پا کے اُن لوگوں سے پوچھنے لگا۔ "تم کون ہو اور کیوں اس شخص بے گناہ کو قتل کئے ڈالتے ہو" یہی بات میں آپ سب صاحبوں سے دریافت کرنا چاہتا ہوں"

سب سوار تم اسے نہیں پہچانتے! جانتے بھی ہو یہ کون ہے؟ یہ حجاج کا بھائی ہے اور حجاج کے ظلم کوئی ایسے بھی ہیں جس نے نہ سنے ہوں "

وہ شخص ہاں حجاج کے ظلموں کا حال میں جانتا ہوں مگر اس نے تو کوئی ظلم نہیں کیا اس غریب کی کوئی خطا نہیں حجاج کے جور کا بدلہ اسکے کسی عزیز سے لینا

بے انصافی ہی نہیں بلکہ بزدلی بھی ہے "

یہ جواب سن کے وہ لوگ چلا اٹھے اور غضب آلود نگاہوں سے اس شخص کی طرف دیکھ کے کہنے لگے " اب تو اپنے سر سے بزدلی کا الزام یوں ہی اٹھا سکتے ہیں کہ تمہیں بھی اس شخص کے پاس لٹا دیں۔

وہ شخص - تم سے تو ایسی امید نہیں کیونکہ تم نے تو اپنی وضع سے ثابت کر دیا ہے کہ دشمن سے ڈرتے ہو اور چوری چھپے اس کے کسی عزیز سے اسکی دشمنی کا بدلہ لیتے ہو "

سب سوار " تو آؤ تمہیں اپنی جرات کا مزہ چکھا دیں یہ کہہ کر سب نے تلواریں کھینچ لیں اور اس پر حملہ کر دیا اس نے بھی نیزہ ہاتھ میں لیا اور ان سواروں سے مقابلہ کیا آندھی کے ابر کی طرح وہ لوگ تھوڑی دیر تک اسے گھیرے رہے اور اس کا نیزہ بجلی کے مثل ان کے ہجوم میں چمکتا رہا آخر اس شخص نے ثابت کر دیا کہ وہ بڑا بہادر [illegible] بالکل بودے تھے پانچ چھ شخص ان میں سے زخمی ہو کر گر پڑے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے - اس سوار نے نیزہ صاف کر کے اپنا نیزہ ہوا میں گھمایا اور [illegible] زخمی لوگوں کی طرف خطاب کر کے کہا کیوں میں [illegible] بودے ہو "

اسکے بعد اس شخص نے گھوڑے سے اتر کر محمد بن قاسم [illegible] محمد بن قاسم بیہوش تھا بڑی دقتوں سے اوٹھا کے ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیگیا اور کوشش کرنے لگا کہ کسی طرح جلدی ہوش میں آئے کامل ایک گھنٹہ کے بعد محمد بن قاسم [illegible] اور اپنے سرہانے ایک اجنبی شخص کو دیکھکر کہنے لگا کیا اب تک تم نے میرا پیچھا نہیں چھوڑا ہے "

شخص " تم مطئین رہو میں تمھارا دوست ہوں - تمھارے دشمنوں کے کئی آدمی قتل کر کے میں تمھیں یہاں اوٹھا لایا ہوں - اب یہ بتاؤ طبیعت کیسی ہے - کچھ سکون ہوا ؟ ذرا بھی قوت ہو تو میرے سہارے سے چلو کوفہ قریب ہے وہاں کسی طبیب کا علاج کیا جائے گا اور خدا نے چاہا تو بہت جلد زخم اچھے ہو جائیں گے "

محمد بن قاسم نے پہلے تو اس شخص کو حیرت سے دیکھا پھر کہنے لگا - آپ آدمی نہیں فرشتہ ہیں خدا نے آپ کو اس بیکسی کے وقت میری مدد کو پہونچا دیا آپ میرا ہاتھ پکڑ کے

مجھے گھوڑے پر سوار کر دیجئے میں چلا چلونگا مگر شانے پر ایسا زخم آیا ہے کہ ہاتھ بالکل بے قابو ہے اگر یہ کسی طرح باندھ دیا جائے تو بہت اچھا ہوتا۔"

اس شخص نے اپنا عمامہ اتارا اور محمد بن قاسم کا شانہ خوب کس کے باندھنے لگا۔

محمد بن قاسم:- آہ بڑی تکلیف ہے اور اس کس کے باندھنے سے اور تکلیف ہوتی ہے مگر اس تکلیف میں محبت کی بو آتی ہے۔ اب مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کون شخص ہیں۔"

شخص:- آپ مجھے نہیں جانتے اور اب چلئے کوفہ ہی میں آپ کے حسب المنشاء سے بیٹھونگا اس وقت بتا دونگا کہ میں کون ہوں۔"

محمد قاسم کو وہ شخص گھوڑے پر سوار کر کے خود اپنے گھوڑے پر سوار ہوا دونوں آہستہ آہستہ روانہ ہوئے کوفہ پہونچ کے محمد بن قاسم نے اپنا علاج کیا اور چار ہفتوں میں اچھا ہو گیا وہ شخص اس مدت میں محمد بن قاسم ہی کے پاس رہا اور اسکے علاج میں ایسی سرگرمی دکھائی کہ محمد بن قاسم سے نہ رہ سکا اور ایک روز اصرار کر کے کہنے لگا کہ مجھ میں زیادہ انتظار کی تاب نہیں خدا کے لئے اس طلسم کو توڑ دیجئے اور بتائیے کہ آپ کون شخص ہیں آپ کا احسان ایسا نہیں ہے کہ زندگی بھر کسی وقت بھی فراموش کر سکوں۔"

شخص- اپنا حال کیا بیان کروں میں بھی ایک مصیبت زدہ شخص ہوں۔ میں نسل انصار سے ہوں اور عبداللہ بن ایوب انصاری ہمارے دادا تھے۔ ہم دو بھائی ہیں یوسف اور یعقوب یوسف میرا نام ہے اور یعقوب میرا دوسرا بھائی ہے۔ معاویہ کے زمانہ میں عبداللہ بن ایوب انصاری قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے شہید ہو گئے اور ان کے بعد سے ہمارے خاندان پر تباہی آ گئی بعدہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہمدردی کرنے والا کوئی نہیں رہا تھا اور اکثر انصار کے خاندان مدینہ چھوڑ چھوڑ کے دور دور کے مقامات میں آباد ہو گئے۔ میرے والد نے کوفے کی سکونت اختیار کی مگر یہاں بھی ایسی تباہی پڑی کہ میرے بھائی یعقوب دس گیارہ برس ہوئے پریشان ہو کے خراسان چلے گئے تھے مجھے خبر نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا انتقال کیا۔ میں یہاں پڑا ہوں اور۔

ہمیں معلوم کیا انجام ہوگا الغرض اسکے شہر سے نکل جاتا ہوں اور دو دو تین تین روز
تک صحراؤں میں مارا مارا پھرتا ہوں اُس روز بھی ایسی دشت میں نکل آیا تھا کہ اتفاقاً آپ سے
ملاقات ہوئی رسول مقبول صلعم کی دعا سے خدا نے ہم لوگوں میں ہمدردی کا مادہ زیادہ
پیدا کیا ہے اور اسی وجہ سے آپکی بیکسی اور مظلومیت پر مجھے ترس آگیا ؎

محمد بن قاسم ۔ افسوس آپ ایسے جلیل القدر خاندان کی یادگار ہیں اور خلیفہ
ولید کو ایسی بے پروائی ہے اگر اجازت دیں تو میں خود آپ کو خلیفہ ولید کے دربار
میں لیچلوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ انشاءاللہ فوراً آپ کو کوئی معزز عہدہ مل جائیگا ؎

یوسف ۔ معاف کیجئے ؎

محمد بن قاسم ۔ اچھا تو چلئے اپنے بھائی حجاج کے پاس [illegible] وہ
بھی آپ کے لئے کسی نہ کوئی مراعات ضرور کریں گے ؎

یوسف ۔ یہ بھی معاف کیجئے حجاج کے مثل دنیا بھر میں شاید ہی ایسے ظالم
شخص سے کچھ رعایت کی امید دشوار ہوگا ظالم کے ہاتھ سے فیاضی کرانا گویا اُس کی
ہمدردی کرنا ہے حالانکہ ہر قسم کی ہمدردی کے قابل نہیں ؎

محمد بن قاسم ۔ تو پھر کیا کیا جائے ؎

یوسف ۔ کچھ نہیں مجھے میری قسمت پر چھوڑ دیجئے اب خدا نے آپ کو
صحت مرحمت فرمائی میں بھی رخصت چاہتا ہوں ؎

محمد بن قاسم ۔ یہ نہ ہوگا اپنے بڑے دوست کو ہاتھ سے کھو دینا انسانیت
کے خلاف ہے آپ کسی کے پاس نہ جائیے بس آپ میرے ہی ہمراہ رہئے جو حالت میری
ہوگی وہی آپ کی ہوگی ؎

یوسف ۔ یہ بھی حمیت کے خلاف ہے کہ اپنا بار آپ کے سر ڈالوں اب آپ مجھے
رخصت ہی کر دیجئے ؎

محمد بن قاسم ۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے اب آپکا دامن زندگی بھر نہ چھوڑونگا
آپ کے خاندان کی [illegible] میں متکفل رہونگا ؎

یوسف ۔ "مین زیادہ اصرار نہین کرسکتا مگر اس کی کوئی ضرورت نہین ایک ستم زدہ **شخص** کا بار اپنے اوپر لے لینا مصلحت کے خلاف ہے"

محمد بن قاسم ۔ "جو کچھ ہو اب یہین رہیئے"

اس کے بعد سے یوسف محمد بن قاسم کے ہمراہ رہنے لگا اور اس نے ایسے ایسے وفاداری کے برتاؤ کیے کہ محمد بن قاسم اس کا عاشق ہوگیا محمد بن قاسم بھی ایک سخت طبیعت کا شخص تھا۔ حجاج کی درشت مزاجیون کی ایک جھلک اس کے اطوار سے بھی ظاہر ہوتی تھی"

باوجود ان سب باتون کے وہ یوسف کا نہایت ادب مانتا تھا اور شاید کبھی کسی بات مین اس نے یوسف کی مخالفت نہین کی۔

آخر محمد بن قاسم سنہ ۸۹ھ مین والی سندھ مقرر ہو کے آیا اور یوسف کو اپنے ساتھ لیتا آیا۔ ہندوستان مین جو فتوحات محمد بن قاسم کو نصیب ہوئین ان مین زیادہ حصہ یوسف کی بہادریون کا تھا۔ یوسف نے ہر میدان مین اور ہر شہر پر بہادری کے جوہر دکھائے اور محمد بن قاسم کو اور زیادہ اپنا ممنون احسان بنالیا۔

یوسف اپنی بی بی اور بچون کو بھی ہمراہ لیتا آیا تھا اور ہندوستان مین اس نے مسافر کی طرح نہین بلکہ ایک مقیم شخص کی طرح سکونت اختیار کی تھی۔ یوسف سنہ ۹۶ھ مین کئی اولادین چھوڑ کے مرگیا اور اس کے دو ہی ایک برس بعد سلیمان عبدالملک دمشق کے تخت خلافت پر بیٹھا اور خلیفہ ہوتے ہی اس نے محمد بن قاسم کو عہدہ گورنری سندھ سے معزول کرکے یزید ابن ابی کبشہ سکسکی کو اس کی جگہ متعین کیا۔ یزید نے آتے ہی محمد بن قاسم کو مقید کرلیا محمد بن قاسم اپنی گرفتاری کے زمانہ مین یوسف کو یاد کرکے اکثر رویا کرتا تھا"

اس زمانہ کے بعد جب سندھ مین اسلامی قوت ٹوٹ گئی اور مسلمانون کے جو خاندان سندھ مین آباد تھے انھی خاندانون مین یوسف انصاری کا خاندان بھی آباد تھا ان لوگون نے جب دیکھا کہ اب سندھ کی سکونت مین روز کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہوجانا پڑتا ہے یہ بھی۔

نہین بن پڑتا ہے کہ کسی طرح چھپ کے بھاگ جائین۔ اس لیئے کہ سواحل اسلامی جہازون سے خالی ہو گئے تھے۔ اور اجازت نہ تھی کہ کوئی مسلمان کا جہاز بندرگاہون کے قریب لنگر انداز ہو سکے آخران سب کے سبھون نے شمال کی طرف سفر کیا اور سندھ کی شمالی حدود پر جہان جیسلمیر کا ریگستان شروع ہوا ہے دامن کوہ مین ایک چھوٹا سا گاؤن اپنی سکونت کے لیئے اختیار کیا۔ اس گاؤن کے نیچے دریائے اٹک موجین لیتا ہوا بہہ رہا تھا اور شرقی ریگستان پناہ گزینون سے اپنے دامن مین چھپا لینے کا وعدہ کرتا تھا۔ راجپوتانہ کی راجاؤن کی حکومت تھی مگر اس بے انتظامی کے زمانہ مین حکومت کا اثر ان پناہ گزینون تک نہین پہونچا تھا اگرچہ آخر مین کوئی دقیقہ نہین اوٹھا رکھا اور جو کوئی گروہ اُن کے مقابلہ کو آیا انہون نے اسکو زک دیدی بارہا راجپوتانہ اور سندھ کے راجاؤن کی طرف سے سو دو سو جوان کے گروہ آئے اور خود ہی انصاری خاندان سے شکست کھا کے واپس گئے دو ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ان اضلاع کے راجاؤن نے کوشش کی کہ ہندوستان مین اس اسلامی خاندان کو بالکل تباہ کر ڈالین اور دو تین ہزار سوارون کی فوج انکے مقابلہ کو روانہ کی گئی لیکن ایسے موقع پر انھون نے اپنے گھرون کو چھوڑ دیا اور مع اہل عیال کے یا تو دریائے اٹک کے پار اوتر کے اُن پہاڑون مین چھپ رہے جو ہندوستان کو بلوچستان سے جدا کرتے ہین یا زیادہ دور جانے کی ضرورت ہوئی تو راجپوتانہ کے ریگستانون مین نکل گئے جن دنون مسلمانون نے ہندوستان پر دوبارہ چڑھائی کی اور جے پال کو فاش شکست دیدی ان دنون تمام ہندوستان مین عداوت اسلام کا ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا تھا اس خاندان کو اس آخر زمانہ مین اپنی حفاظت زیادہ دشوار ہو گئی تھی اب یہ خانہ بدوشی کی حیثیت سے رہا کرتے تھے سبکتگین کے عہد مین اس تمام خاندان کا سر گروہ محمد بن صالح نامی ایک معمر شخص تھا محمد بن صالح کی عمر اسی برس سے بھی کچھ تجاوز کر گئی تھی اور اسی وجہ سے وہ بزرگ خاندان [illegible] خدا نے ابن صالح کی اولاد مین بھی برکت دی تھی۔ آٹھ بیٹے اور تیس پوتے تھے جنکی جمعیت سے اس کے خاندان کو بڑی تقویت تھی یعنی محمد بن صالح کو سب

لڑکے گھرانے میں سب دلعزیز تھے مگر تیسرا لڑکا جس کی عمر تقریباً چالیس برس کی
ہوگی اس لئے زیادہ وقعت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا کہ اول تو خود لیاقت
اور خلق و مروّت میں یکتا تھا۔ دوسرے خدا نے اُسکی مُراد کو علم و فضل سپہگری حسن
و جمال تمام باتوں میں بےمثل پیدا کیا تھا۔ محمد بن صالح نے دیکھا کہ ہندو راجاؤں
کے دلمیں آتش تعصب بھڑک رہی ہے اور اب ممکن نہیں کہ ہمارا خاندان دریائے اٹک کے
پاس اطمینان سے رہ سکے۔ ایک طرف تو سندھ کی فوجیں امنڈی چلی آتی ہیں
دوسری طرف راجپوتانہ کے راجاؤں نے سواروں کو ہمارے ہی مسکن کے
قریب فراہم کیا ہے۔ اس امر نے اس کو تشویش میں ڈالدیا کہ شبانہ روز وہ
اسی فکر میں غلطاں پیچاں رہا دوسرے دن صبح تڑکے اس نے اپنے خاندان
کے کل لوگوں کو فراہم کیا اور سب کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا۔

"آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ اس وقت تک تو جس طرح نباہا ہم نے یہاں زندگی بسر
کی۔ مگر اب جن آثار کا خیال کیا جاتا ہے دشواری دشواری نظر آتی ہے یہاں کا
آسمان یہاں کی زمین یہ دریا یہ پہاڑی حتیٰ کہ آب و ہوا جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں اپنا
دشمن ہی پاتے ہیں مسلمانوں کے فتوحات ایکدن ہم کو ہر طرح سے مطمئن کردینگی
مگر اس وقت کیا علاج ہے اگر ہم یونہی غفلت میں پڑے رہتے تو یقین جانئے کہ ہندو سوار
ہمیں بڑی بےغیرتیوں کے ساتھ قتل کرینگے۔ میں کل سے اسی فکر میں ہوں آخر
آج مجبور ہو کے آپ کو تکلیف دی ہے کہ آپ بھی اس امر میں غور کیجئے۔"

یہ تقریر سُن کے چار پانچ نوجوان جو آوارانہ زندگی بسر کرتے تھے چلا اُٹھے
"کچھ پرواہ نہیں سب چیزیں دشمن ہیں تو خدا تو مہربان ہے۔ ہم قسم کھا کے کہتے
ہیں کہ اگر کسی نے بھی ہماری طرف کا قصد کیا تو یہی تیر و کمان جس سے ہم شکار کھیلا
کرتے ہیں اُسی سے ہم اُن کو شکار بنا دینگے۔"

محمد صالح: "تمہاری شجاعت سے میں انکار نہیں کرسکتا۔ مگر چند آدمی سلطنت
کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔"

ایک سن رسیدہ شخص نے کہا بیشک آپکی رائے ٹھیک ہے میرے نزدیک تو ہمین
اس موقع پر بھی وہی کارروائی کرنی چاہیئے جو اکثر کرتے رہتے ہین مغربی پہاڑ اور
بلوچستانی سنگستانی درے ہمارے قدیم دوست ہین اور انھون نے بارہا ہم کو اپنے
دامن مین چھپایا ہے - چلیئے ہم سب معہ اپنے خاندان کے مغرب کی طرف کوچ
کرین اگر راستے مین کسی نے مزاحمت کی تو ان نوجوانون کی شجاعت مدد کریگی
اور اگر بے خوف و خطر نکل گئے تو سمجھین گے کہ ہم بوڑھون کی تجربہ کاری کام آئی
اسی رائے پر سب نے عمل کیا - دن بھر تیاریان ہوتی رہین اور شام کو کوچ کر دیا یہ
لوگ معہ مال واسباب اور اہل وعیال کے روانہ ہوئے رات بھر چلکر صبح کو ایک
صحرا مین نماز پڑھی اور ٹھہر گئے کہ شام کو پھر روانہ ہون گے نوجوان تیر وکمان لیکے گئے
اور بہت کچھ شکار مار لائے جس کو سبھون نے شکر کرکے کھایا اور نماز پڑھی ظہر کے
بعد محمد صالح کا ہونہار لڑکا محمد قاسم جس کے حسن و جمال اور علم و فضل کا خاندان بھر مین
شہرہ تھا اپنے چند احباب کے ساتھ پھر شکار کو نکلا اور اسے واپس آنے مین بہت
دیر ہوئی - نماز عصر کا وقت آخر ہو چلا اور محمد بن صالح مجبور ہوا کہ نماز عصر
بجماعت ادا کرنے مین ان لوگون کا انتظار نہ کرسکے - آخر یہ لوگ نماز پڑھنے لگے
ابھی ذرا رکعتین پڑھی تھین کہ ناگہان ایک ہنگامہ اور شور وغل کی آوازین کان
مین آئین اس ہنگامہ مین یونس بن محمد اور اس کے ہمراہیون کی آوازین تھین اگر
ان لوگون کو عبادت الٰہی مین پورا لطف نہ آتا ہوتا تو بیشک نیتین توڑ دیتے امام
نے جلد جلد نماز ادا کی اور سلام پھیرتے ہی سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہر شخص نے
اپنی تلوار ہاتھ مین لی اور شور کی طرف متوجہ ہوئے اب معلوم ہوا کہ یونس بن محمد اور
اس کے ہمراہی راجپوتون کے ایک گروہ سے مقابلہ کر رہے ہین - اس گروہ مین
قریب پچاس کے راجپوت تھے جو گھوڑون پر سوار تھے اور اسلحہ سے لدے ہوئے
تھے باقی مسلمانون [illegible] رہا اور تھوڑی دیر کے لئے نہایت تفرقی [illegible]
تلوارین چلنے لگین یونس بچے [illegible] نہایت شجاعت کے ساتھ [illegible] کر رہا تھا [illegible]

مسلمان پہونچ گئے تو اُس نے زور سے ایک حملہ کیا اور راجپوتون کے گروہ پر دو چار بار ایسی نیزہ بازی کی کہ سب کو منتشر کر دیا راجپوتون کا منتشر ہونا تھا کہ ہر طرف سے مسلمانون نے اُنپر چڑھائی کر دی [illegible] مین راجپوت سوارون مین بہت ہی کم زندہ تھے باقی سب قتل ہو چکے تھے اس انصار کے [illegible] جسوقت راجپوتونکا زور توڑ چکے باقی ماندہ لوگونکو گھیرے ہوئے تھے۔ اُسوقت دیکھا کہ ایک نوجوان شخص نہایت جرأت اور شجاعت سے بڑھتا ہے اور ہر حملہ مین سپاہیانہ اصول کے جوہر دکھا کے دو ایک راجپوتون کو ضرور قتل کر ڈالتا ہے اسکی بے نظیر شجاعت نے سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ مگر اب اُن لوگون کو حیرت ہوئی جب دیکھا کہ وہ شخص اُنکا کوئی [illegible] نہین ہے۔ یہ خیالات محمد بن صالح کے گروہ مین ہر شخص کے دلمین ہوئے تھے سبھون نے لڑائی کی طرف سے خیالات پھیر لئے تھے اور آنکھین پھاڑ کے دیکھتے تھے کہ یہ کون شخص ہے یہ سب لوگ [illegible] مین رہے اور اس نوجوان نے جسقدر راجپوت باقی رہگئے تھے سب کا کام تمام کر دیا نسل انصار کا قبیلہ اسی طرح حلقہ باندھے رہا اور وہ نوجوان تمام راجپوتون کو قتل کر کے لاشون کے [illegible] سستانے لگا اور ہم سب لوگ اُسے استعجاب کی نگاہون سے دیکھ رہے اور سر جھکائے ہوئے زمین پر بیٹھا تھا۔

آخر قاسم بن محمد نے اپنے باپ محمد بن صالح کے پاس جاکر با ادب عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بڑھکے دریافت کرون کی یہ کون شخص ہے اور کیونکر یہان آ گیا۔

محمد بن صالح "بیشک دریافت کرنا چاہئے۔ یقیناً یہ کوئی مسلمان نوجوان ہے خدا جانے کسطرح اس کفرستان مین پہونچ گیا۔ قدیم رسم عرب اور اس مقدس دین اور خاصکر اپنے آبا و اجداد انصار کی رسوم کے بموجب ہمارا فرض ہے کہ اس غریب زدہ مسلمان کو اپنا مہمان بنائین یہ ایسے وقت مین ہمین نظر آیا ہے کہ لڑتے لڑتے اگر کسی طرف سے [illegible] آتا تو ہم سب کو یقین ہو جاتا کہ خدا نے ہماری مدد کے واسطے فرشتہ بھیجا تھا۔ یونس بن محمد نوجوان کے قریب آ گیا اور با آواز بلند کہا "السلام علیک" جواب مین نوجوان نے "وعلیکم السلام"

کہا اور حیرت زدہ ہو کر اُن سب کو دیکھنے لگا۔ یونس نے ہاتھ بڑھا کے مصافحہ کیا اور پوچھا آپ کون ہیں اور یہاں کیونکر آئے"

نوجوان "میں سلطان محمود کی فوج کا ایک سپاہی ہوں اگرچہ خدا نے مجھے [illegible] طرح ان کافروں پر فتحیاب کیا مگر تقدیر خلاف تھی کہ فتح و نصرت کے بعد میں ان کافروں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ یہ سب شاید مجھے ملک سندھ میں لئے جاتے تھے خدا کو میری [illegible] آپ لوگوں نے نجات دلوائی"

جب ہندو سپاہی تھوڑے سے رہ گئے اسوقت مجھے موقع ملا اور میں نے ایک مقتول ہندو کی تلوار اٹھائی اور باقیماندہ لوگوں سے لڑنے لگا مجھے سب سے زیادہ یہ خیال متحیر کئے ہوئے تھا کہ خدا نے آپ کو یہاں کیونکر پہونچا دیا۔

یونس بن محمد "ہم لوگ [illegible] اس سرزمین میں مقیم ہیں ہمارا خاندان [illegible] عہد میں جب دوبارہ سندھ پر فوج کشی کی گئی تھی اُس زمانہ میں ہمارا خاندان یہاں آیا تھا [illegible] ٹوٹ گیا اور ہم لوگوں نے آبادی چھوڑ کے صحرائی [illegible] سکونت اختیار کی۔ صرف خاندانی قوت سے دریائے سندھ کے کنارے ہم آزادی کے ساتھ رہا کئے اب ان دنوں [illegible] محمود غزنوی کی فوجکشی [illegible] پیدا کیا اسکی وجہ سے صحرا کی سکونت بھی دشوار معلوم ہوئی اب قصد ہے کہ سرزمین ہند کو چھوڑ کر مغرب کی طرف بلوچستان کے پہاڑوں میں کچھ دنوں رہیں [illegible] منظور ہوگا پھر چلے آئیں گے"

یہ سنتے ہی نوجوان اٹھا اور یونس سے لپٹ گیا اور سب نوجوان اُٹھ ملے اور اپنی گرد [illegible] بزرگ ابن صالح نے نوجوان کو خاص اپنا مہمان کیا اور سلطان محمود غزنوی کے حالات دریافت کرنے لگا۔

ابن صالح "سلطان کا کیا ارادہ ہے کیا وہ تمام ہندوستان پر فوجکشی کرینگے؟"

نوجوان "ہاں ارادہ تو یہی ہے مگر اس سال [illegible] غزنین کو واپس جائیگا اور اس سفر میں وہ آگے بڑھنے کے ارادے سے نہ آئے تھے کیونکہ بجز تمام جو مغربی

ہند کا ایک راجہ تھا۔ اس نے دلی کے راجہ سے بغاوت کی اور سلطان کے مقابلہ
بھی آمادہ ہو گیا صرف اسکو سزا دینے کے لیے اس دفعہ سلطان نے ہندوستان کا سفر کیا تھا۔

ابن صالح :- پھر بیجے رام کا کیا انجام ہوا۔

نوجوان :- وہی جو سلطان چاہتے تھے۔ پہلی ہی لڑائی مین بیجے رام شکست کھا کے
بھاگا اُسکے تعاقب کے لیے سلطان نے پانچسو سوارون کے ساتھ مجھے روانہ کیا
مین نے ایک میدان مین اُن لوگون کو پالیا۔ اور کل مغرورین کو جو مقابلہ پر آمادہ
ہو گئے تھے منتشر کر دیا۔ ہمارے سوارون کی تلوارون سے جو لوگ بچ رہے اُنہون
نے پھر راہ فرار اختیار کی اور مین نے تن تنہا ان کا تعاقب کیا اور اپنی فوج سے
دور نکل آیا تھا کہ اتفاقاً ایک گھاٹی مین میرے گھوڑے نے ٹھوکر لی اور مین اس
زور سے گرا کہ تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی اور کئی جگہ سے بدن چھل گیا اور اس پر طرہ
یہ ہوا کہ ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ چند ہندو سوارون نے مجھے باندھ لیا اور جنوب
کی طرف روانہ ہوئے آگے بڑھ کے اُن کے بھاگے ہوئے سوار ملتے گئے اور تقریباً چالیس
پچاس سوارون کا گروہ ہو گیا مگر بیجے رام خود نہ تھا۔ خدا جانے کہین بھاگ گیا۔
میں ان سوارون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا اور مین اس امید مین کہ راجہ بیجے رام بھی ابھی
آزادی کے موافق ملک سندھ مین پہونچیگا مجھے زندہ لیے چلے کہ
اس کی خدمت مین پیش کرینگے لیکن ابھی میری زندگی باقی تھی کہ راستہ مین آپ لوگ
ملے اور خدا نے مجھے ان کے ہاتھ سے نجات دلوائی۔"

ابن صالح :- جلشانہ۔ کیا قدرت کے تماشے ہین کہان سلطان محمود
غزنوی کہان آپ کہان بیجے رام کہان ہم لوگ واقعی یہ سراسر ہماری خوش نصیبی ہے
کہ آپ کے ذریعہ سے ہمین سلطان کی خدمت مین سرخروئی حاصل ہوگی اس کے سوا ہم
اور کیا خدمت کر سکتے تھے سوا اسکے کہ آپکے لیے انکی خدمت مین حاضر ہونگے ہان آپکا اسم شریف کیا ہے

نوجوان :- مجھے منصور کہتے ہین اب آپ اپنے دل مین تشویش نہ کرین وہ زمانہ
آگیا کہ اسلامی پھریرا ہندوستان کے ہزارون برس پرانے بتکدون پر اڑتے ہوئے سلطان کو جسوقت

آپ کے خیالات معلوم ہون گے۔ وہ آپ کی بڑی تعظیم کرین گے اور آپکی تمام گذشتہ مصائب کا حوصلہ آپ کو سلطان کے ہاتھون ملجائیگا۔

محمد بن صالح "دیکھئے سلطان کے دربار مین ہماری کب تک رسائی ہو۔"

منصور "بہت جلد مین اُنکی خدمت مین پہونچ جایا چاہتا ہون۔"

بن صالح "انشاء اللہ۔"

تیسرا باب

من ازان حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

پچھلی رات ہے اور تارے آسمان کا دورہ نہایت خوشی کے ساتھ طے کر رہے ہین ہوائے صبح کے ابتدائی جھونکے آئے ہوئے ہین یا دریغ ہم فلک کے چراغ جھلملانے لگے ہین۔ ابتدائی اشخص کے ان جاگے ہوئے ہون پر نیند کا خمار زیادہ غالب ہے جو کل ایک سخت لڑائی فتح کر کے تھکے ہوئے بسترون پر آئے تھے ایک لق و دق میدان ہے جس کے مغربی کونے کو بلوچستان کے پہاڑ دبائے ہوئے ہین یا تو پچھلے کی چاندنی ان مسلسل پہاڑون کو بڑے بڑے خیمے ثابت کر رہی ہے یا دو شان اصلی خیمے ہین جو وسط صحرا مین قریب قریب نصب ہین ان خیمون کے گرد کچھ لوگ تو ننگی تلوارین ہاتھ مین لئے ٹہل رہے ہین باقی سب پر پچھلی رات کا جادو چل گیا ہے اور بیہوش و حواس ہر چہار طرف پڑے خراٹے لے رہے ہین۔

ماہتاب آسمان کا پورا دورہ طے کر گیا ہے اور مغرب کی طرف اسقدر جھک پڑا ہے کہ ایک قریب کی پہاڑی جو سر شام ہی سے منتظرانہ وضع مین سر اوٹھائے ہوئے تھی اب اسکا گورا منہ چوما ہی چاہتی ہے۔ اب اس آخر شب کی چاندنی کی شعاعین پہاڑ کے مشرقی پہلو سے اوترتی ہوئی آتی ہین اور ریگستان کے ننھے ننھے ذرے جو آئینون مین ماہتاب کی شعاعین چھوٹی چھوٹی تصویرین دیکھتی ہوئی اور گویا صحرا مین جا بجا ہزارہا

کا فرش بچھائی ہوئی خیمون کے نیچے پہونچی ہین -

ان شعاعون نے کئی خیمہ بھی طے کر لیے ہین اور ایک درمیان کے وسیع صحن مین پہونچی ہین اور کسی حور وش کے چہرے پر کچھ اس کشش اور جذب سے پہونچ رہی تھین کہ معلوم ہوتا ہے وہ نازنین تو محو خواب ہی اور یہ شعاعین اس غفلت کے عالم مین اسکے چہریکا نور چھڑا چھڑا کے ماہتاب کو دے آتی ہے صحن کے گرد ایک قنات کھنچی ہوئی ہے اور ماہتاب کی روشنی اس قنات کو پھاند پھاند کے آتی ہے اور گستاخیان کرتی ہے - اس پری جمال نازنین کے مدہوشانہ خواب مین کچھ ایسی ادائین نکلتی ہین کہ ماہتاب ہی نہین بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے ستارے اُس کے جمال جہان آرا کو آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین چادر جو نازک جسم کی پردہ داری کر رہی تھی بے تکلفی کی کروٹون مین جا بجا سے سرک گئی ہے جس کی جگہ سیاہ زلفین حسن کی پردہ پوشی کرنے کو پڑی ہین اور پیشانی اور رخسارون پر بکھر گئی ہین - مگر زلفون کے سیاہ جال مین سے حُسن کی جو شعاعین نکلتی ہین اونھون نے ایک اور عالم حسن پیدا کر دیا ہے جس سے ماہتاب کو کسب نور کا پورا موقع مل رہا ہے شعاعین تو دیر سے شوخیان کر رہی تھین اب نسیم سحر کے جھونکون نے آکے زلفون کو اُلٹنا پلٹنا شروع کر دیا ہے - وہ چادر جو نازک جسم کو چھپائے ہوے تھی اب نسیم سحر نے اس کے آنچل کو بھی اُلٹ دیا - آخر چاند کی شعاعون اور نسیم کی دست درازیون نے اُسے جگا ہی دیا یک بیک اُس کی آنکھ کھل گئی آنکھ کھلتے ہی ماہتاب کے ایسے بیتاب گھورنے والے کو سامنے دیکھ کے وہ شرمائی اور چادر سے منھ بند کر لیا کہ پھر نیند آجائے رات بھر مزے خواب دیکھنے کے بعد آنکھ کھلی تھی - اب نیند کہان کچھ دیر تو اُلجھ اُلجھ کے کروٹین بدلین آخر گھبرا کر پھر منھ کھولا اور کسی پاس لیٹنے والی کی طرف دیکھ کر پکارنے لگی - لیلا - لیلا - مگر کوئی جواب نہ ملا پھر زور سے آواز دی اور چلا کے کہا لیلا اُٹھو دیکھو سویرا ہوگیا [illegible] جو عورتین آس پاس سو رہی تھین اُن مین سے ایک نے

کروٹین بدلین اور ایک دفعہ زور سے سانس لے کے کہنے لگی - کیا ہے "

نازنین " ذرا - جاگو - میری آنکھ کھل گئی اور دیر سے پڑی گھبرا رہی ہون کچھ باتین کرو کہ یہ تنہائی کی اُلجھن دور ہو "

لیلا - چپکی لیٹی رہو نیند آجائیگی "

نازنین - دیر سے بن بن کے لیٹی ہون مگر کسی طرح نیند نہین آتی اس جنگل مین تو مجھے بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے -

لیلا - ڈرنے کی کون بات ہے چارون طرف آدمی ہین - کچھ پہرا بھی دے رہے ہین اب اس پر ڈر معلوم ہو تو اس کا کیا علاج "

نازنین " میری طرح گھڑی دو گھڑی جاگی ہوتین تو تم بھی ڈرنے لگتین رات کا سناٹا ہے اور ہو کا عالم ہے اور اسمین بعض بعض اوقات درندونکی مہیب آوازین بری لگتی ہین - تم سو رہی تھین تمھین کیا خبر - ابھی ابھی کہین قریب ہی شیر ڈکار رہا تھا - اے ہے کیسی ڈری ہون اور کل جو بڑی لڑائی ہوئی تھی اور بہت سے ہندو مارے گئے تھے - اُس کو جب سے دیکھا ہے دل قابو سے نکلا جاتا ہے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ ہندوؤن کی لاشین جو کہ سر شام مین نے اپنی آنکھون سے [illegible] کسی طرح پڑی ہونگی

لیلا - عذرا - ہان تم ابھی کم سن ہو تم نے [illegible] دیکھی ہین ایسی سے ڈرتی ہو کوئی بارہ تیرہ برس ہوئے جب تم کوئی دو ہی برس کی تھین اُن دنون ایک اور لڑائی ہوئی تھی - میرا سن کوئی چھ سات برس کا تھا اور میرے ہوش کا زمانہ تھا اُس لڑائی مین اس سے زیادہ خون و قتل ہوا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک ہندو راجہ نے تین چار سو سپاہی بھیجدیئے تھے کہ ہم سب کو قتل کر ڈالین مجھے یاد ہے کہ پہلے دیر تک تو ہمارے مرد لڑتے رہے اور آخر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو خدا بخشے تمھاری دادی جان نے کنبے کی تمام عورتونکو جمع [illegible] دیا اور لڑنے کو نکل کھڑی ہوئین جب میری مان بھی چلین تو مین اُن کی کمر سے

لپٹ گئی اور ضد کرتی تھی کہ مجھے بھی لے چلو انھوں نے میرے آنسو پونچھے تمھارا چھوٹا بھائی کوئی تین چار روز کا تھا اسلئے تمھاری اماں جان نہ جا سکیں مجھے اماں جان نے تمھاری ماں کے پاس بٹھا دیا اور میری چھوٹی بہن جو کہ برس دن کی تھی اوسے میری گود میں لٹا دیا اور مجھے روتا چھوڑ کر چلی گئیں - عذرا گھبراؤ نہیں ہم لوگوں کا یہی کام ہے اور جو زیادہ ڈرتی ہو تو لو میں اوٹھی بیٹھی ہوں اور ڈرنے کی کون بات ہے وہ لاشیں اوٹھ بیٹھنے سے تو رہیں - ہمارے مردشمنوں کی گرد چکر لگا رہے ہیں - [illegible] دیکھو تم سچ کہتی تھیں وہ شیر ڈکار رہا ہے "

عذرا - اب تو دور چلا گیا پہلے کہیں یہاں قریب ہی بولا تھا -

لیلا - [illegible] ہوگا - تعجب کی کون بات ہے جنگل ہی تو ہے [illegible] اس قسم کے درندے رہتے ہوں گے "

عذرا - اس کو کیا کروں کہ شیر کی آوازیں سُن کے میرے روئیں کھڑے ہو جاتے ہیں [illegible] کانپنے لگتی [illegible] دیکھو پھر آواز آئی - اب تو یہاں کہیں قریب ہے مجھے تو ایسی ہی بھیانک آواز ہے - لیلا یہ کیسا شور ہو رہا ہے دیکھو سُنو -

لیلا - کان لگا کر ہاں کئی آدمیوں کی آوازیں آ رہی ہیں خدا جانے کیا ہوا میں جاتی [illegible] دریافت کر آؤں - تم ڈرنا نہیں میں ابھی آتی ہوں یہ کہہ کے لیلا خیمہ میں گئی اور اپنا برقع اوڑھ کے چلنے لگی -

عذرا - لیلا تم جاتی ہو یہاں تنہائی میں میرا دم ہی نکل جائیگا -

لیلا - اسقدر ڈرنا برا ہوتا ہے - ہمارے گھرانے میں یہ عیب ہے اور یہاں تمھارے پاس تو بہت آدمی سو رہے ہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں مجھے دیر نہ ہوگی یہ کہکر لیلا باہر چلی گئی -

عذرا - (آپ ہی آپ) لیلا بھی اب چلی گئی کیا [illegible] مجھے تو بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے لیلا کی اور بات [illegible] کبھی سے کہوں تو یہ [illegible] عورتیں ڈرنے کو بڑا عیب جانتی ہیں اور [illegible] جتنی لوہی ہیں وہ اکثر میدان میں لڑنے بھڑنے کا مہو تی

بیٹھ میں کیا کرون مجھ سے تو دل کڑا نہین کیا جاتا - اب کسی اور کو جگاؤن تو گھر بھر مین بدنام ہو جاؤن گی کہ ذرا سی بات مین ڈر جاتی ہین - کیا کرون کچھ نہین بنتا اور اور لیلا گئی تو جاکے بیٹھ [illegible] لیلا سے جا کیونکر گیا - مین ہوتی تو وقت اسے باہر نکلتے ہی دم نکل جاتا - کیا کرون کہ میرے دل سے ڈر نکلتا ہی نہین لیلا آ گئی ہے -

عذرا - لیلا [illegible] فت کر آئین ؟ کچھ معلوم ہوا کہ شور و غل کیسا تھا ؟

لیلا - بیان کرونگی تو تم کو اور ڈر معلوم ہوگا - اب سو رہو - صبح کو بیان کرونگی -

عذرا - میری لیلا جلد بیان کرو - اب کیون ڈرنے لگی تھی - تو تم پاس بیٹھی ہو مجھے اکیلے مین الجھ [illegible]

لیلا - تم تو تم - اس وقت کیسا سانحہ ہوا کہ خود مین ہل ہی دل مین کانپتی جاتی ہون

عذرا - خدا کے لئے [illegible] سچ کہتے [illegible] اور الجھن ہوتی ہے کہ انسان بات بات جانے کہ جو کچھ کہنا ہو جلدی کہو -

لیلا - ابھی شیر کی آواز تم نے سن ہی تھی - بس وہ شیر بالکل قریب آ گیا [illegible] پر چھپا جیسے کے گرد پھیرا دے رہے تھے انہین سلما کے ابا بھی تھے اور جس کی پیٹھ پر ایک تھپیڑ مارا - اور سخت زخمی کر دیا -

عذرا - ہے ہے سلمی کے ابا کو ذرا تامل کے بعد) ہان لیلا پھر کیا ہوا ؟

لیلا - پھر اس پر ہماری طرف کے ایک [illegible] بڑھ کے حملہ کیا اور دو تین تلوارون مین مار ڈالا -

عذرا - [illegible] کیا کس نے مارا ؟ -

لیلا - تم نے سنا ہوگا کہ کل کی لڑائی مین ایک مسلمان ہین [illegible] بہادری سے شہدو راجپوتون کو قتل کیا اور تمہارے [illegible] اسے اپنا مہمان بنایا تھا -

عذرا - ہان ہان مین نے تو اسے [illegible] وقت [illegible] دیکھا تھا

خوبصورت سا آدمی تھا۔

لیلا۔ بس بس ادسی نے حملہ کر کے تین چار تلوارین ایسی ماریں کہ شیر کو مار کے ڈالدیا۔ عذرا سچ پوچھو تو بڑی بہادری کا کام کیا۔ شیر کی صورت دیکھ کے آدمی کے ہاتھ پاؤن بھول جاتے ہین اور آگے حواس جاتے رہتے ہین اور کوئی ہوتا تو دور ہی سے بھاگ کھڑا ہوتا۔

عذرا۔ حقیقت میں بڑا کام کیا یہ بھی کچھ معلوم ہوا کہ وہ کون شخص ہے یہاں ہندوستان میں کہاں سے آگیا سنتی ہون تو یہاں نام کو بھی مسلمان نہیں۔

لیلا۔ ہان اتنا معلوم ہوا کہ سلطان محمود غزنوی کی فوج کا سردار ہے کسی ہندو راجہ کے تعاقب میں آیا تھا۔ اس کے ساتھ والون نے اس راجہ کو پوری شکست دیدی اور اپنی شجاعت کے جوش میں دور تک انکے پیچھے لڑتا چلا آیا۔ آخر کسی مقام پر ان راجپوتوں نے جو کل مارے گئے تھے گھیر کے گرفتار کرلیا۔ اور ہندوستان کی طرف لئے جاتے تھے۔ ہمارے سردار نے ان راجپوتوں کے ہاتھ سے اسے نجات دلوائی۔

عذرا۔ بہن خیر ہمارے لوگوں نے تو اسپر احسان کیا تھا مگر اس نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا۔ یہ کام جو اس نے کیا ہے اور کسی سے نہ ہو سکے گا۔

لیلا۔ ہان اس میں کیا شک ہے مگر عذرا یہ احسان [illegible] مسلمان کے ساتھ جو بھلائی کرے اس کو احسان نہیں کہتے۔ بس یہ سمجھ لو کہ ہمارا فرض تھا کہ اس [illegible] بت پرستوں کے ہاتھ سے چھڑاتے اور اسیطرح جب شیر نے حملہ کیا اس نوجوان کا فرض تھا کہ ہم سب کو اسکی مضرت سے بچانیکی تدبیر کرے وہ بہادر تھا اس نے شیر کو مار ڈالا اور کوئی ہوتا تو سب کو بھگا دیتا کہ سب شیر کو مار ڈالیں۔

عذرا۔ لیلا کی زبانی یہ تقریر سنکے تھوڑی دیر تک خاموش رہی اور اس کے بعد بولی ہان لیلا اس نوجوان کا نام کیا ہے۔

لیلا۔ منصور۔

عذرا۔ کچھ یہ بھی معلوم ہوا کس خاندان سے ہے ؟

لیلا۔ اس کا حال تو ابھی میں نے نہیں سُنا رات تھوڑی رہ گئی ہے بس اب سو رہو

عذرا۔ رات کیسی صبح ہو گئی جنگل کی چڑیاں چہچہا رہی ہیں باہر کوے بولنے لگے۔ اے چاند کی روشنی تو دیکھو تاروں کی روشنی کیسی پھیکی ہو گئی۔

لیلا۔ مگر ابھی تک کسی نے اذان نہیں دی۔

عذرا۔ اب کوئی گھڑی میں اذان کی آواز بھی آئے گی اسی سے تو کہتی ہوں کہ اب سو کے کیا کرو گی۔ چلو وضو کریں۔

لیلا۔ تم بیٹھی رہو میں پانی لے آتی ہوں یہیں وضو کر لینا۔

اس کے بعد لیلا اُٹھ کے گئی اور دو لوٹوں میں پانی لے آئی دونوں لڑکیاں بیٹھ کے وضو کرنے لگیں وضو کر کے عذرا کہنے لگی اے سب تو ابھی پڑے سو رہے ہیں اب انھیں جگاؤ۔ اذان کی آواز آتی ہے چلتا ہے۔ وہ اذان کی آواز آئی۔

لیلا۔ کون اذان دے رہا ہے کیسی اچھی آواز ایک عجیب موثر آواز ہے۔

عذرا۔ ہاں کوئی نئی آواز ہے ہمیشہ اذان سنتی رہی ہوں اور ہمارے خاندان میں سے تو کوئی نہیں جسکی آواز میں نے کبھی نہ سنی ہو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ کون اذان دے رہا ہے اور نہ ایسی موثر اور دل میں پیوست ہو جانے والی آواز آج تک سننے میں آئی

لیلا۔ یہ کون ہے۔

لیلا۔ (ذرا تامل کر کے) ہاں یہ وہی نوجوان ہوگا منصور اسی سے آپ کہتی ہوں کہ کوئی نئی آواز ہے۔ بہن عذرا کیا اچھی آواز ہے جی چاہتا ہے کہ سُنتی ہی جائے خدا کرے نماز بھی یہی پڑھائے تو وہیں کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھونگی عذرا تم بھی چلو۔ عذرا بہت دیر تک سناٹے میں رہی اور بہت دیر تک دل ہی دل میں کچھ سوچ کے کہنی کو سر اوٹھایا کہ لیلا کہنے لگی۔ کیوں سوچتی کیا ہو کیا نہ چلو گی ؟

عذرا۔ متفکرانہ لہجے میں ہاں چلونگی مگر۔۔۔۔۔۔۔۔

لیلا۔ مگر کیا۔

عذرا - کچھ نہین (جو تک کہ) ہان تم جانتی ہو کہ مجھے خیمہ سے قدم باہر نکالتے ڈر
معلوم ہوتا ہے۔ لیلی اب وہ سناٹا موقوف ہوگیا - باہر سے لوگون کی آوازین آنے
لگین جو خیمون سے نکل نکل کر وضو کر رہے تھے سفیدۂ صبح کے اثر نے بڑھ کے
تمام عالم علوی پر قبضہ کر لیا چاند کے چہرے پر جیسے ہوائیان چھٹنے لگین اور
تارے شرما شرما کر صبح کی سفید چادر مین منہ چھپانے لگے - عذرا کے خیمہ مین جو عورتین
سو رہی تھین وہ بھی اوٹھین اور وضو کر کے نماز کو تیار ہوگئین جب عذرا کی مان
نے اٹھ کے بیٹی کو باوضو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی عذرا کب اوٹھین سفین
عذرا - اّمان جان مین دیر سے جاگ رہی ہون آپ تو سو رہی تھین یہان بڑے
بڑے تماشے ہوئے۔
مان - تماشے کیسے ؟"
لیلا - جی ہان اُن کے نزدیک وہ تماشا ہی تھا اور اس وقت ڈر کے مارے
بوٹی بوٹی کانپ رہی تھی۔
عذرا - ہان اس وقت تو مین ڈر رہی تھی مگر اب جب یاد کرتی ہون ہنسی آجاتی ہے
مان - اے ہے یہ تو کچھ معلوم ہو کہ ہوا کیا۔
عذرا - امان جان ایک شیر دکار رہا تھا - اور وہ اس کی آواز سن کے مین
کئی دفعہ ڈر ڈر گئی آخر وہ شیر ایک خیمہ کے قریب آگیا اور وہان لوگون پر جو پہرا دے رہے
تھے جھپٹ پڑا اور سلمی کے ابا کو زخمی بھی کیا - مگر پھر مار ڈالا گیا۔
مان - اے ہے بڑا غضب ہوا تھا - عذرا پھر اس شیر کو کس نے مارا ؟
عذرا خاموش ہو جاتی ہے۔
لیلا - اب نہ بتائینگی چچی جان یہ تو ڈر کے مارے آپے سے گذری جاتی تھین
مین نے جا کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان نے مارا جو کل سے مہمان ہے
عذرا کی مان - بڑا کام کیا وہ جاگ رہا تھا -
لیلا - نہین چچی جان وہ پہرا دے رہا تھا -

عذرا کی ماں - ہمارا اس پہرے سے کیا واسطہ؟ وہ تو مہمان تھا اونے اس سے پہرا دلوایا۔ خدا جانے اب لوگون مین کیا ہو گیا ہے کہ جیسے مہمانداری کی رسمین ہی بھول گئے۔ عذرا کے ابا آئین تو اون سے کہون کہ یہ کیا شامت ہے جو لوگ الٹی مہمانون سے خدمت لیا کرتے ہین واہ واہ کیا اچھی خاطرداری کی ہے۔ آخر سب عورتین نکل کے چلین کہ نماز مین شریک ہون۔ اس وقت یہ قدیم دینی رسم باقی تھی کہ عورتین بھی جماعت مین شریک ہوا کرتی تھین۔ خیمہ کے حراست کے لئے دو چار عورتین بٹھا دی تھین۔ لیلی عذرا کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی:

عذرا چلو بہن نماز کو چلین (کان مین) خدا کرے وہی نوجوان نماز پڑھائے کیسی اچھی آواز تھی۔

عذرا - نہین مین تو نہ چلونگی مجھے رہنے دو مین اپنے یہین نماز پڑھ لونگی۔

لیلا - واہ روز جایا کرتی تھین آج کیا ہوا۔ نہین مین تو لیکے چلونگی۔ بس اب چلو۔

عذرا - بھئی کیا آج میرا جی نہین چاہتا۔

لیلا - یہ بھی ضد ہے مین نے جو کہا اس سے جی نہین چاہتا۔

عذرا - نہین کچھ ہو مین تو نجاؤنگی۔

لیلا - نہ جاؤ نہ سہی۔

خیمہ مین جتنی عورتین تھین سب جا چکین۔ لیلا سب کے بعد روانہ ہوئی اور عذرا نے دو عورتون کے ساتھ نماز پھر ادا کی اور نماز سے فراغت کرکے عذرا تنہا بیٹھ کے اپنے دل سے باتین کرنے لگی وہ کہہ رہی ہے میرا دل آجتک کسی خیال کو زیادہ ٹھہرنے نہین دیتا تھا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ اب ایک خیال میرے دل مین مضبوطی سے ٹھہر گیا ہے کہ کل رات سے بارہا بہلانے کی کوشش کرتی ہون مگر کسی طرح نہین بھولتا گویا نقش ہو گیا۔ کسی کا نام باربار یاد آتا ہے کوئی شکل ہر وقت آنکھون کے سامنے پھرتی ہے۔ کسی کی شکل ابھی نام نہ لونگی۔ نہین ہرگز نام نہ لونگی۔ کوئی سُنے گا کہتے بڑے عیب کی بات ہے میرا خیال ہے کہین اماں اجان کو معلوم ہو جائے تو غضب ہی

[illegible] اور صورت کو ہر گھڑی اپنے خیال مین رکھے یا اللہ یہ
[illegible] ورنہ مجھ پر مصیبت کا [illegible] آجائے گا - خدا سے چاہتی ہون
کہ اسے بھول جاؤن جیسے [illegible] ڈرتی ہون آہ اُس کی صورت تو آنکھون کے
سامنے سے ہٹتی ہی نہین - اب کیا کرون ؟ میرے امکان مین جو کچھ تھا وہ نذر کر
چکی - اب اُس کو لیا کرن کہ اذان کی آواز کان مین آئی اور بیتاب ہوگئی [illegible]
اُس آواز سے بھاگتی ہون دیکھو لیلی خفا ہوگئی مگر نماز گونہ گئی کیا عجب ہے کہ وہی آواز
دلفریب کان مین پھر آجاتی - وہان تو اُس شکل سے دوچار ہونے کا بھی خوف تھا
آہ اس مین کیا بات ہے کہ میرا دل بے اختیار نکلا جاتا تھا - بس ایک نگاہ مین میرے سادے
دل کو فتح کرلیا اُس کے نام سے معلوم ہوجاتا ہے کہ بہت بڑا فتح کرنے والا ہے گویا
نام ہے ؟ ور منصور ! پری جمال عذرا نے جوش مین یہ نام اس زور سے لیا کہ
باآواز منھ سے نکل گیا - یہ نام لینے کو لے لیا مگر فوراً چونک پڑی اور گھبرا گھبرا
کے چارون طرف دیکھنے لگی کہ کسی نے دیکھ تو نہین لیا مگر صد شکر کہ کوئی نہ تھا
اب سب عورتین اور عذرا کی مان واپس آگئین اور کوچ کا سامان ہونے لگا -
عورتین محافون مین سوار کرائی گئین - خیمے ڈیرے بھی اکھاڑ کے اونٹون پر لادے
گئے - بہادر گھوڑون پر سوار ہوگئے اور باربرداری اور زنانی سواریون کے گرد حلقہ
باندھ کے مغرب کی طرف روانہ ہوئے -

چوتھا باب

بارگاہ [illegible]

افغانستان اور پنجاب کی سرحدین جس مقام پر ملی ہین وہ بالکل پہاڑی سرزمین
ہے پہاڑیون ہر طرف گھیرے ہوئے ہین اور مسافرون کو دھمکاتی رہتی ہین کہ تم
ہماری قید مین ہو اور ممکن نہین کہ اس قید سے کوئی نکل جا سکے [illegible]
سے کوہستان نے صدہا بلکہ ہزارون کو آوارہ کر رکھا اور ٹکرا ٹکرا کے مار ڈالا - [illegible]

وقت اولوالعزم فاتحین کے جنہوں نے ان پہاڑیوں میں سے نکل کے ہندوستان کو زیر و زبر کر دیا اور جن کو اپنے گھوڑوں کا جولانگاہ بنا دیا اور جن کے جنگ آزما ادھر آ کے ممکن نہیں کہ سرگردان پھرتے پھرتے جان سے تنگ آ گئے ہوں۔

جس وقت ہمارا خیال اس مقام پر پہونچا ہے ٹھیک دوپہر کا وقت ہے آفتاب کی جنبش نے تمام کوہستان کو آتشکدہ بنا دیا ہے۔ چٹانوں پر آفتاب کی تیز شعاعیں پڑتی ہیں اور ان کی سنگی سطح سے شعلے نکل رہے ہیں باد سموم کے جھونکے آتے ہیں اور ان شعلوں کو اور بھڑکاتے ہیں۔ صحرائی چرند جو شکاریوں کے خوف سے بھی آزاد رہتے ہیں اون کو آفتاب کی گرمی نے پریشان کر دیا ہے اور بیچارے درختوں کے نیچے ہانپ رہے ہیں۔ کوہستان کے دور دراز کھوؤں میں جا بجا چرند چھپے بیٹھے ہیں جن طیور سے اڑا گیا وہ تو اوپر چڑھتے چڑھتے اتنی بلندی پر پہونچ گئے کہ دنیا کی گرمی سے محفوظ رہیں باقی ان ہی درختوں کی ٹہنیوں پر چھپ چھپ کے بیٹھے ہیں جن کے نیچے چرندوں نے جا کر پناہ لی ہے اسی کوہستان میں ایک مقام بہت بڑا لشکر اترا ہے خیمے نصب ہیں دور سپاہی جو چوکی پہرے پر ہیں لشکر کے گرد چکر لگا کے پہرا نہیں دے سکتے وہ اپنے اپنے خیموں کے دروازوں پر تھکے ہوئے بیٹھے ہیں کہ اگر کسی طرف سے حریف کی فوج نظر آئیں تو فوراً تلواریں کھینچ کے اوٹھ کھڑے ہوں۔ سب خیموں کے درمیان ایک بڑا خیمہ ہے جس کے آس پاس شدت اور حرارت اور طپش میں بھی دس بارہ بہادر سپاہی ننگی تلواریں لیے ٹہل رہے ہیں اور ان کی تلواروں پر دوپہر کے آفتاب کی شعاعیں تڑپ رہی ہیں جس اثر سے ایک طرف تو حرارت موسمی کو اور ترقی ہوئی ہے اور دوسری طرف اس رعب و داب کا سماں بندھ گیا ہے جس کو کسی فاتح شہنشاہ کے فرودگاہ پر ضرور ہونا چاہیے اوسی وقت دو بڑے قد آور جوان ایک دور کے خیمے سے نکلے اور باتیں کرتے ہوئے اس عالیشان بڑے خیمے کی طرف روانہ ہوئے جو یقیناً شاہی خیمہ ہے۔

پہلا - ہان تو کچھ تدبیر ضرور ہونا چاہئے -

دوسرا - اور کیا عجب جو سلطان کو اب غزنی کا عزم فسخ کرنا پڑے -

پہلا - ہان سلطان کو منصور کے ساتھ بڑی محبت ہے اور حقیقت مین وہ ایسا ہی نوجوان ہے جس کے دل مین بہادری کی خود بو ہوگی اسکی صورت کا عاشق ہوجائیگا -

دوسرا - یہی سمجھ مین نہین آتا کہ منصور غائب کہان ہوگیا - بیجے رام گرفتار ہوکر آگیا جو آج سلطان کے سامنے پیش کیا جائے گا تمام راجپوتون کو ایسی شکست ہوئی کہ بالکل بدحواس اور بے سروپا ہوگئے ان فتوحات کے بعد منصور کا گرفتار ہوجانا حیرت سے خالی نہین "

پہلا - لو اب سلطانی خیمہ آگیا - وہان چل کے سامنے اس امر مین غور کرنا شاہی گارد کے لوگون نے فوجی آداب سے ان دونون کی سلامی کی جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ بھی کوئی معمولی سپاہی نہین بلکہ فتوحات اسلامی کے نامور اور سردار ہین ان دونون سردارون نے عساکر اسلامیہ کے سلطانی خیمہ نصب ہوتے ہی آئین دربار کے موافق سر نیاز جھکا دیا پھر سر اوٹھا کر دعائے دولت دی اور حسب اجازت سلطانی تخت شاہی کے سامنے داہنی طرف کی کرسیون پر بیٹھ گئے تخت شاہی مین اگرچہ اس شان وشوکت کی کوئی بات نہین پائی جاتی تھی جس نے آخر خاندان مغلیہ کو عشرت پسند بنا دیا مگر بالکل سادہ بھی نہ تھا - افغانستان اور وسط ایشیا کے اعلے خیالات کے موافق آہنی تخت تھا جس پر جا بجا چاندی کے پترون سے گلکاری بنائی تھی خیمہ مین مخملی فرش تھا اور خاص تخت کے نیچے اس فرش پر ایک نہایت نفیس اونی قالین تھا اس پر آہنی تخت رکھا ہوا تھا - خیمہ مین اس زمانہ کی کاریگری کے لحاظ سے مشجر بنایا گیا تھا جن کی اعلی خوشنویسی تیار کی تھی کہ آخر زمانہ کے لوگ اس قسم کی تحریرونکو ڈھونڈھین گے اور پائین گے - ان فریمون مین سے بعض مین تو آیات قرآنی اور حدیث نبوی کے پرجوش کلمات لکھے ہوئے تھے شاہی تخت کے سامنے جو فریم تھا اس مین نہایت جلی حرفون مین لکھا ہوا تھا - نصر من اللہ و فتح قریب" داہنی طرف

یہ کتبہ آویزاں تھا اور نیچے تخت کے بالکل سامنے بائیں طرف لکھا تھا۔ دَجَاءَ

فتح مستقبل انشاءاللہ اسی قسم کے چند اور فقروں میں ۔۔۔ باقی فقروں میں وہ اشعار لکھے ہوئے تھے جنکے ذریعہ سے خاص سلطانی دربار کے ۔۔۔ شعرا نے سلطان کی مدح سرائی میں جودت و ذکاوت کے جوہر دکھائے تھے۔

سلطان کے لباس میں بھی کچھ ایسے زیادہ تکلف سے کام نہیں لیا گیا تھا۔ ایک نرم اور عمدہ پوستین کی قبا تھی اور اسپر چمڑے کی پیٹی کسی ہوئی تھی جسمیں لوہے کی ڈوری لگی تھی اور اس ڈاٹ پر سنہرے پھول بنے تھے ہاں سر پر ایک عمامہ تھا جسمیں کلغی کے نیچے ایک بیش قیمت ہیرا لگا ہوا تھا۔ جو گذشتہ فتح پر جیپال کے خزانے سے ہاتھ لگا تھا۔ [illegible] بشرے [illegible] اور بلند حوصلگی کے آثار نمایاں تھے بڑی بڑی آنکھیں چوڑی اور کشادہ پیشانی۔ سرخ و سفید رنگ اسکے علاوہ لمبی نورانی ڈاڑھی ان ۔۔۔ شاہی رعب و داب کے ساتھ میں ایک ہیبت سی پیدا کر دی تھی تخت کے سامنے کرسیاں تھیں دونوں طرف ۔۔۔ جنمیں داہنی طرف وزرا و افسران ۔۔۔ آراستہ بیٹھے تھے اور بائیں طرف کی کرسیوں پر شعرا اور اہل مذاق و نکتہ رس دربار سلطانی میں جلوہ آرا تھے۔ اسی صف میں وہ نامور شعرا بیٹھے ہوئے تھے جنکا نام آجتک ہر ادبی و مہذب سوسائٹی میں عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ فردوسی عسجدی [illegible] فرخی دقیقی۔ حکیم عنصری سب اپنے رتبے کے موافق قرینے سے بیٹھے ہوئے تھے اور بار بار موقع پاکے اپنی مدحت سرائیوں سے دربار میں ایک جوش و خروش پیدا کر دیتے تھے سلطان نے یکبیک فردوسی کیطرف نگاہ اٹھا کے دیکھا اور فردوسی نے کھڑے ہو کے اپنے پرجوش لہجہ میں یہ قطعہ پڑھا۔

جہاندار محمود شاہ بزرگ — بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ
چو کودک لب از شیر مادر بشست — بگہوارہ محمود گوید نخست

سلطان نے اپنے شاہانہ متانت کے ساتھ فردوسی کی نازک خیالی اور بلاغت کلام

کی بنیاد دی جس کے ساتھ تمام اہل دربار نے ... اشعار نے نعرۂ تحسین ... بلند کیا اور فردوسی آداب شاہی بجا لا کر بیٹھ گیا اس کے بعد ... منوچہر بلخی کی طرف متوجہ ہوا اور منوچہر اٹھ کھڑا ہوا اور یہ قصیدہ نہایت خوش الحانی سے پڑھنے لگا۔

... [illegible] ...

آن دور شد کہ ناخن درندہ تیز بود — وان روزگار رفت کہ گرگے کند شبان

بر بقعہ کہ چشم ارادت کند خدائے — فرماندہی کند ز خلق دراں مہربان

وان ہم چو حضرت شہ محمود نامدار — جم مرتبت پناہ جہاں قیصر زمان

شاہے کہ عرض لشکر منصور گردہد — از قنوج و از شہ بکشد تا بقیروان

سلطان روم و روس بخت دہد خراج — چیپال ... بگردن کشد قلان

ملکے بدیں لیاقت و حکمے بدیں نسق — ننوشتہ اندر ہمہ شہنامہ داستان

اے آفتاب ملک ... روز ماہتاب — ... سایہ خدائے ... سالہا بمان

... گلشن خدائے ... محل ... — ... سلطان سخن ... مدح ...

ان اشعار پر تمام دربار ... آفرین اور ... کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں مگر خدا جانے کیا بات تھی کہ حضرت سلطان ... چار ہی پانچ شعر شوق سے سنے ہونگے کہ کچھ سوچ میں آ گیا۔ اس امر کی طرف اہل دربار کا خیال اس وقت گیا جب سب لوگ ساکت ہو گئے اور بادشاہ کو ایک فکر کے عالم میں پایا اس وقت سلطان کے چہرے سے خشم و غم کے آثار نمایاں تھے پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں آنکھیں سرخ تھیں اور انکو آثار غضب کے ساتھ ایک سکوت تھا جو کسی صدمے کے تحمل کی خبر دے رہا تھا۔ اس سکوت نے وزرا اور تمام افسران فوج کو بھی ہمسائے حیرت کر دیا۔ سلطان کی چتونوں نے کل اہل دربار پر ایسا رعب طاری کر دیا کہ سب خاموش تھے اور مجال نہ تھی کہ کسی کی زبان سے کوئی لفظ نکل جائے۔

احمد بن حسن میمندی جو وزارت اور مدار المہامی کے عہدے پر ممتاز تھا اور بخلاف اور سفروں کے اس سفر میں سلطان کے ہمراہ رکاب تھا اس نے اپنے تفکر میں خلل

اور اپنے تیز ذہن سے کام لیا اور دل ہی دل میں خیال کرنے لگا کہ سلطان کا مزاج
یک بیک کیوں برہم ہو گیا اس نے اپنے دل میں کہا۔ اس قصیدہ میں کیا بات
تھی جس نے سلطان کے مزاج پر ایسا اثر کیا وزیر احمد بن حسن میمندی کو خدا نے
علاوہ فہم و ذکا کے حافظہ بھی نہایت تیز دیا تھا جو اشعار منوچہر بلخی نے پڑھے اسکو یاد
ہو گئے تھے ان اشعار کو اس نے اپنے دل ہی دل میں پڑھا اور غور کرنے لگا کہ
انمیں کیا لفظ تھا جو خلاف مزاج ہوا احمد بن حسن نے چار شعر پڑھے جب پانچواں شعر
پڑھا فوراً سمجھ لیا کہ سلطان کا سکوت اور ملال کس وجہ سے ہے پانچواں شعر تھا۔

شاہیکہ عرض لشکر منصور گردہد　　　از قیروان شہ بکشد تا بقیروان

احمد بن حسن دل میں کہنے لگا کہ اس منصور کے لفظ نے یہ آفت ڈہائی۔ منصور سے
سلطان کو بڑی محبت تھی اوسکی خاندانی وقعت اور اسکے جوہروں کو سلطان بہت قدر کی
نظر سے دیکھتا تھا اب کس پہلو سے گفتگو شروع کروں کہ سلطان کا غصہ فرو ہو احمد بن
حسن اسی پس و پیش میں تھا کہ سلطان نے اہل دربار کیطرف متوجہ ہو کر کہا۔ کیا
اب منصور کی طرف سے نا امید ہونا چاہیے۔

وہ دونوں افسر جو ابھی آکے شریک دربار ہوئے تھے دونوں لشکر سلطانی کے
پرجوش سردار تھے ان میں سے ایک عرب تھا۔ جو سلطان کی عربی فوج کا سپالار
تھا اور جسکی تلوار نے ترکستان خراسان نیز ہندوستان میں بڑے بڑے جوہر
دکھائے تھے اور دوسرا ایک ترکی بہادر تھا جو نثار دولت میں بہت اعلیٰ عہدہ پر
ممتاز تھا اور وزیر جنگ کی خدمت کو انجام دیتا تھا۔ پہلے کا نام تھا عبدالصمد طائی
اور دوسرے کو التونتاش کہتے تھے جونہی سلطان نے یہ حسرتمندانہ جملہ کہا ہے
اوسوقت دونوں افسر کچھ اور عرض کیا چاہتے تھے۔ مگر عبدالصمد طائی نے سبقت
کی اور کہڑے ہو کر پہلے دعائے دولت دی پہر عرض کیا حضور متردد نہوں منصور کی
نسبت ہیں ہم وفاداران تخت اور جان نثاران سلطنت خواہ دریا ہی او پر جاکر ڈہونڈینگے
اور جس طرح بنیگا بہادر نوجوان منصور کو ڈہونڈہ لائینگے کسی بندہ دراجہتنا

اتنی مجال نہیں کہ منصور کے ساتھ برا سلوک کرے۔ اگر خدانخواستہ منصور کی جانب کوئی صدمہ پہونچا تو ہماری سوار پوری سرزمین ہند ہلا دینگے۔ اور ہمارے گھوڑے ہندوستان کی ہر چھوٹی اور بڑی سلطنت کو روند ڈالینگے۔

سلطان۔ عبد اللہ تم لوگوں کی جرات اور تمہاری حوصلوں سے مجھے امید ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اسوقت تک جب سے میں نے ہندوستان پر حملہ کرنے کیلئے تلوار ہاتھ میں لی ہے اور پاؤں رکاب میں رکھا ہے صرف جہاد کی خاص نیت سے اور خدا کے مبارک دین کی خدمت کے لئے اور اسی وجہ سے خدا نے میری مدد کی اور کفار کو ذلیل و خوار کیا۔ میں یہ نہیں پسند کرتا کہ اپنی خالص نیت کو خراب کروں اور آئندہ فوج کشی سے دین اسلام کے علاوہ منصور کا بدلہ لینا بھی میری غرض سمجھے

اسپر اہل دربار نے بادشاہ کی نیت کی داد دی اور سلطانی خیمہ میں یکایک خدا ترسی کا ایک جوش پیدا ہوگیا عین اس جوش و خروش کی حالت میں بہادر ترک اور افغان سرداروں نے عرض کیا کہ ہماری التجا ہے کہ حضور اپنی عالی ہمت دل میں کسی قسم کی فکر اور تشویش کو جگہ نہ دیں سلطان پاک نیت نے کہا الحمد للہ کہ اللہ تعالی نے ہماری فوج کے ہر ہر سپاہی کی نیتیں خالص اور پاک و صاف کر دی ہیں اور ایسے بہادر ہر مقابلہ کے امتحان اور جانبازی کے لیے ہیں اللہ جل شانہ کا جلال تمہارے نظروں کے سامنے ہوتا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا لیکن اسی خلوص کے ساتھ اپنے بہادر نوجوان افسر کو ڈھونڈھ نکالوگے اور اسی کوشش جہاد میں خدا ہمارے ہاتھوں سے یہ کام بھی کر دیگا کہ ہم منصور کو تلاش کریں گے اس کے ہر ایک قطرہ خون کی جگہ ہزار ہا راجپوتوں کے بلکہ کافر و بت پرستوں کے گلوں سے خون کا سیلاب بہا دینگے

التونتاش نے کہا۔ حضور میری رائے ہے کہ جب تک منصور نہ ملے سلطانی لشکر آگے بڑھتا ہی جائے تاکہ کفرستان ہند ہماری تلواروں کا ... اور منصور کو ڈھونڈ نکالیں

سلطان۔ میرے بہادرو اس امر پر تمہاری کیا رائے ہے میرا تو قصد تھا اس مرتبہ غزنی کو واپس چلوں اور آئندہ سال پھر آکے راجہ پر جہاد گرم کروں۔

احمد بن حسن - [illegible] فوجیں تھک گئی ہیں اور اس ماندگی کے زمانہ میں اون کو جہاد کی تکلیف میں ڈالنا مناسب نہیں آثار صحابہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جہاد میں سپاہیوں کی راحت رسانی بلکہ اون کے متعلقین تک کے خیالات کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے - جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صرف ایک عورت کے خیالات کا اندازہ کر کے تمام امرائے عساکر کے نام فرمان جاری کر دیئے تھے - کہ ہر سپاہی جو کسی مہم پر گیا ہو ہمیشہ چھ مہینے کی رخصت دیدی جایا کرے -

عبد اللہ بن طائی - مگر حضور منصور کی مفقود الخبری نے ہمارے ہر سپاہی کے دل میں ایک جوش پیدا کر دیا ہے - اگر وہ تھکے بھی ہیں تو اپنی ماندگی کو بھول گئے ہیں اور اگر جہاد پر مستعدی ظاہر کیجائے تو سب لوگ بڑے جوش و خروش کے ساتھ موجود ہو جائیں گے -

التوقماش - میں اپنے ساتھ جان نثاروں کی طرف سے بھی ایسی امید رکھتا ہوں کہ وہ ذرا اشارہ پاتے ہی لڑائی کے لیے مستعد ہو جائیں گے -

سلطان - بیشک میں اپنے ان وفادار سپاہیوں کی مستعدی اور سچی شجاعت کا شکر گذار ہوں - لیکن قماش اگر وہ اپنے جوش شجاعت میں اپنی ماندگی کا خیال نہیں کرتے یا اپنی گذشتہ مشقتوں کو بھول گئے ہیں تو کیا مناسب ہے کہ میں بھی خیال نہ کروں دیکھو تم سب لوگ سن لو منصور میری فوج کا ایک سپاہی تھا -

---

[illegible] حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کے وقت حسب عادت مدینہ کی گلیوں میں سیر کر رہے تھے کہ ان کا گذر ایک مکان پر ہوا اوس مکان میں پردے پڑے ہوئے تھے اور پردوں کے اندر سے روشنی کی شعاعیں باہر نکل رہی تھیں اور کوئی جوان عورت اپنی سیٹھری و لطیف آواز سے درد کے لہجہ میں کچھ اشعار پڑھ رہی ہے [illegible] فاروق اعظم ٹھیر کر سننے لگے وہ اشعار یہ تھے - تطاول هذا اللیل تسری کواکبه وارقنی ان لا خلیل الاعبه رات [illegible]

اور تارے اسی طرح سیر کر رہے ہیں اور مجھے اس امر نے حیران کر دیا کہ کوئی ہمبستر نہیں جس سے لطف صحبت اور دلچسپی حاصل ہو اس مضمون کے دو اور شعر پڑھ کے یہ شعر پڑھا فواللہ لولا اللہ تخشی عواقبہ لزعزع من ھذا السریر جوانبہ یعنی میں اسی خدائے پاک کی قسم کھا کے کہتی ہوں کہ اگر انجام میں خدا کا خوف نہ ہوتا تو اسوقت چارپائی کی چولیں ہلی ہوتیں اس کے بعد اس نے ایک شعر اور پڑھا جس کا دوسرا مصرع یہ ہے واکرم بعلی ان تنال مراکبہ یعنی لے وہ شخص جو عالم خیال میں میرا مخاطب ہے سن لے کہ میرے معزز و محترم شوہر کی سواریاں پر سوار نہیں ہو سکتا یہ اشعار سن کے جناب فاروق کو اس قدر حیرت ہوئی کہ دروازے پر دستک دی۔ عورت نے پوچھا کون ہے؟ آپ نے اپنا نام لیا اور دریافت کیا کہ شعر کیوں پڑھتی ہے اوس نے خوف زدہ ہو کر معذرت کی اور کہا میرا شوہر جہاد پر گیا ہے اوسکی مفارقت میں اپنے نفس پر جبر کر رہی ہوں اور جب دل نہیں مانتا تو یہ اشعار پڑھ کر اپنا دل بہلاتی ہوں۔

جناب فاروقؓ یہ سنکر دیر تک متفکر رہے کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی ایسا نہ ہو کہ جہاد سے برے نتائج پیدا ہوں آخر دیر کے بعد آپ نے اس سے دریافت کیا کہ عورتیں کتنی مدت تک مفارقت شوہر برداشت کر سکتی ہیں عورتوں کا عام حال [illegible] کیا جانتی ہوں مگر اپنی طبیعت سے میں کہہ سکتی ہوں کہ چھ مہینے کے بعد مجھے صبر نہیں ہو سکتا اس کے بعد جناب فاروقؓ اس کے دروازے سے چلے آئے اور صبح ہی کو کل امرائے عساکر کو احکام بھیج دئے کہ ہر سپاہی کو ہمیشہ چھ مہینے کے بعد واجبی طور پر ایک ماہ کی رخصت دی جائے [illegible]

[illegible] ترجیح نہیں دیتے میری نظر میں ہر سپاہی وہی وقعت رکھتا ہے جو منصور کی وقعت ہے یہ مجھے گوارا نہیں ہو سکتا کہ اس ایک شخص کے لئے میں بہادر و وفادار سپاہیوں کی اکثر جانیں بے سلیقگی سے اور بیجا طور پر کٹوا دوں۔

یہ جملہ کہہ کے سلطان نے زبان روک کے سب کی طرف دیکھا اور سب [illegible] ہو کر ادب سے سر جھکایا اور کہا ہم سب تخت کے جان نثار و مشتاق احکام

کے فرما رہے ہیں بندگان عالی اپنے کرم و اخلاق سے جو فیاضی اور قدر دانی
ہماری حقیر خدمات کے معاوضہ میں فرماتے ہیں اسکا شکریہ پورے طور پر ادا
کرنے کی قوت ہماری زبان ...... میں نہیں ہے یہ کہکر سب
اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

سلطان۔ ہاں ہاں سچ کہتا ہوں۔ اگر منصور کا کسی قدر زیادہ خیال ہے
تو صرف اسوجہ سے کہ وہ بڑے محترم اور واجب التعظیم خاندان سے ہے وہ خاندان
انصار ہے اس کے اجداد نے سرور کائنات حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
اور تمام مہاجرین کو ایسے وقت میں پناہ دی تھی۔ اور اس برحق رسول کی مدد
کی جبکہ دنیا میں سوائے خدا کے اس مقدس گروہ کا پناہ دینے والا اور مددگار
نہ تھا۔ ہمارے پیغمبر صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ اسکے اجداد کے مہمان رہے تھے
اسوقت سلطان کی آنکھ میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں اور دربار میں ایک دینی رقت پیدا
ہو جاتی ہے اگر منصور کا خیال ہے تو اسقدر ہے۔

عبداللہ طائی۔ حضور یہ کوئی معمولی بات ہے! آہ جس پیغمبر کا کلمہ پھیلانا ہمارا
مقصود ہے اس کے میزبان اور جان نثار انصار کی نسل کا بہادر نوجوان خدا جانے
کن ظالموں کی قید میں گرفتار ہے اور ہم مطمئن رہیں گا

سلطان۔ افسوس بجے رام نے بھی ہمارے ہاتھ گرفتار کر کے خودکشی کر لی ورنہ
اس سے کچھ حال معلوم ہو جاتا اور نہ بھی معلوم ہوتا تو اس کے عوض میں شاید ہم منصور
کو جلدی پا جاتے۔ اچھا پھر اب کیا کارروائی کیجائے [illegible]

التونتاش۔ حضور اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں کہ سلطانی فوجیں ہندوستان
کیطرف بڑھیں۔ اگر حضور کے ارادے کی ذرہ بھی خبر ہندو راجاؤں کے کان میں
پہنچ جائیگی تو تمام راجا تھرا اٹھینگے اور جس کے قبضہ میں منصور ہوگا وہ اسکو
حضور کی خدمت میں بھیج کے عفو تقصیر کرائے گا۔

سلطان۔ بہتر اگر تم سب کی یہ رائے ہے تو یہی سہی۔ اچھا تو اب اس امر کا فیصلہ ہو

چاہیے کہ فوج کدہر بڑہائی جائے

احمد بن حسن - سوا اسطرف سندھ کے اور کدہر فوج بڑہائی جا سکتی ہے کیونکہ منصور اسطرف گئے تھے اور انکی ملک کی حدود پر پہنچکر غائب ہوئے ہیں سلطان اسکے بعد دونو سرداران فوج [illegible] اور عبد الصمد طائی کیطرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے خیر اب ہم نے واپسی غزنین کا ارادہ ملتوی کیا تم دونوں جا کے اپنے ہمراہیوں کو [illegible] کہ کل صبح اوٹہیں نماز کے بعد سندھ کی طرف کوچ کرنا ہوگا اور مستعد ہو جائیں کہ انکی سپہگری اور شجاعت کا امتحان لیا جائیگا دونوں افسروں نے تلواریں میان سے نکال لیں اور کہڑے ہو کر جوش و خروش کے لہجہ میں عرض کیا - خدا حضور کے اقبال کو بلند کرے اور دشمن ہمیشہ ذلیل و خوار ہیں ہماری تلواریں اب [illegible] کہ ہم کیسے وفادار - اور جان نثار ہیں اسکے بعد سلطان نے شاہانہ متانت کے ساتھ ہماور افسروں کی وفاداری اور فرمانبرداری کا شکریہ ادا کیا - یہ افسر شاہی خیمہ سے باہر نکلے ہی دربار برخاست ہوگیا - ان دونوں نے باہر آتے ہی تمام افسران فوج کو شاہی حکم سنا دیا - اور تمام عساکر اسلامیہ میں ایک جوش و خروش پیدا ہوگیا اور سب اسیوقت سے کوچ کی تیاریاں کرنے لگے - اب رات ہوئی اور خلاف معمول اس رات کو فوج اسلامیہ پر وہ سکوت نہ تھا جو ہمیشہ ہو جایا کرتا تھا - کیونکہ افسر و سپاہی لڑائی اور جہاد کی خوشی میں رات بھر جاگتے رہے تھے - افسروں اور سپاہیوں کے جوش و سرور کی بیداری میں رات گذر گئی - تاروں سے جو ہمیشہ سے جاگنے کے مشتاق ہیں پچھلی رات کو انکی بھی آنکھیں جھپک چلیں مگر ان جانبازوں کی آنکھ نہ جھپکی تھی گویا آنکھ لگنا ہر سپاہی بہت سے بھول گیا تھا - آخر ان لوگوں نے اس بیداری کو یاد الٰہی میں بسر کیا اور صبح کے سہانے وقت میں جبکہ قبولیت دعا کا وقت ہوا سب تمام عربی و ترکی سپاہی اور افسر رب العزت میں نہایت الحاح و عاجزی سے فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے کہ مؤذن صبح [illegible] پہنچے اور نسیم سحر کے جہونکے چل رہے تھے کہ خیمے ذرہ سے ذرہ [illegible]

لڑنے لگے اور افسروں نے ایک وسیع میدان میں اپنی افواج کو نہایت عمدہ صفوں میں مرتب کرایا سلطان محمود غزنوی بھی اپنے خیمے سے برآمد ہوا اور اسکی صورت دیکھتے ہی ہر طرف سے دعاے دولت کے نعرے بلند ہونے لگے جب سلطان اپنی فوج کے آگے آکے کھڑا ہوا تو عبداللہ طائی کی فوج کے ایک افسر نے عربی لہجہ میں صبح کی اذان دی اور سبھوں نے جماعت سے نماز ادا کی نماز کے فراغت ہوتے ہی طبل جنگ بجنے لگا۔ اور فوجی باجوں نے ہر سپاہی کو کوچ کی اطلاع دی سب لوگ صفیں باندھ کے جنوب کی طرف روانہ ہوے اور جس شان و شوکت سے جا رہے تھے اس سے صاف عیاں تھا کہ زمین ہند اون جلال و سطوت سے ڈر ڈر کے سبزہ زار اور اپنے صحرا کو خود اونکے سپرد کر دی جاتی ہے آخر یہ فوج جاتے جاتے نظر سے غائب ہو گئی —

پانچواں باب

اجمیرش

جس زمانہ کا ہم بیان کر رہے ہیں اون دنوں ہندوستان کے وسیع سبزہ زاروں کو مختلف قوتوں اور سلطنتوں نے اس کثرت سے بانٹ لیا تھا کہ مجموعی قوت کبھی یکجا ہو سکتی تھی اگر بالفرض کبھی قوتیں یکجا ہو سکتی تھیں تو اون میں اتفاق پیدا نہیں ہو سکتا تھا جو لوگ دعوی کرتے ہیں کہ اگر کل ہندوستان کی سب قوتیں یکجا ہو جاتیں تو مسلمانوں کو ہرگز کامیابی نہیں ہوتی اون کا یہ دعوی ایک حد تک مان لیا جائے۔ اگرچہ مسلمانوں کا جواب کافی ہے کہ قیصر و کسری جنکے جھنڈوں کے سایہ میں دنیا کے بڑے بڑے ملک جو تھے اونھوں نے اپنی اس مجموعی قوت کے ساتھ کیا کر لیا جو ہندوستان کی سلطنتیں باہم اتفاق کر کے اور پوری شجاعت کے ساتھ مزاحمت کرتے تو مسلمانوں کو یوں آسانی سے فتحیابی کا موقع نہ ملتا خیر جا ہے جو کچھ ہوا اسمیں شک نہیں کہ یہاں تھوڑی زمین پر ایک ایک راجہ رہتا جو اپنے حلقہ کے اندر آزادی اور مختار ہے کے ساتھ ہر ایک شخص سلطنت کے شہنشاہ کا رتبہ رکھتا اجمیرش کے کوہ راولی سے لیکے ہمالہ [illegible] بیاچل تک تھوڑی تھوڑی زمین میں کئی سلطنتیں قائم تھیں اودے پور۔ اوجین۔ اندور۔ اور خود راجہ اجمیرش کی سلطنت اس تھوڑی زمین میں [illegible]

حصہ میں بلٹے ہوئے تھے اجمیرش اور اجین ان دونوں سلطنتوں کے راجاؤں میں آپس میں بڑا اتفاق تھا۔ اس اتفاق کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ دریا ے چنبل کے کنارے دونوں راجاؤں کی سرحد ملی تھی اور دوسرا خاص باعث اتحاد ایک عزیزداری تعلق تھا جو شادی [illegible] پیدا ہو گیا تھا یہ دونوں خاندان نہایت شریف معزز اور پاک صاف تصور کئے جاتے تھے اور لگے اور شریف بہادر آرین قوم کا وہ خالص خون جو نسلاً ان خاندان والوں کی رگوں میں چلا آیا تھا وہ ملک میں نہایت قیمتی خیال کیا جاتا تھا اور اسی وجہ سے ان خاندانوں میں بھی ہر بچہ کی رگ و پے میں وہ شجاعت اور دلیری موجود تھی جس سے امید ہو سکتی تھی کہ ہندوستان شاید انقلاب سے محفوظ رہ جائے اور واقعی مسلمانوں کے روکنے میں انکی کوشش راجہ دہلی کی کوششوں سے کم تھی خصوص جبکہ اجمیرش کے راجہ نے اپنی ایک بیٹی اجین کے نوجوان راجہ کے عقد میں دیدی تو ان دونوں سلطنتوں کے اتفاق سے یہ امید اور قوی ہو گئی کہ مسلمانوں کو شاید قدم بڑھانے کا [illegible] نہ ملے راجہ اجمیرش کے محل میں ایک اور لڑکی تھی جس سے راجہ کو انتہا درجے کی الفت تھی یہ لڑکی اپنے حسن و جمال کے اعتبار سے لاثانی تھی گو اوسکے نازک اور پتلے ہونٹوں اور نشیلی اور شربتی آنکھوں کی دور دور شہرت تھی۔ اسکی تمنا اور آرزو بڑی بات تھی صرف ایک جلوہ دیکھ پانیکے [illegible] مختلف سلطنتوں سے آتے تھے اور ناکام اور نامراد واپس جاتے تھے بچپن ہی سے اسکو مقدس زبان سنسکرت کی کتابیں پڑھائی گئی تھیں اور اوسکے تیز ذہن اور نکتہ رس طبیعت نے نو دس برس ہی میں اسکو ایک بڑے پنڈت کے رتبہ کو پہونچا دیا اسکے خاندانی رسوم کے موافق اس نے سپہ گری کی تعلیم پائی اور اس حیثیت سے بھی اس کمال کو پہونچ گئی کہ گھوڑے پر سوار ہو کے ایک اعلیٰ درجہ کے سپہ سالار کی طرح پھرتی اور چالاکی سے لڑائی کے کرتب دکھاتی تھی ان دونوں باہمی لڑائی اور اس غیر منظم [illegible] بنایا جب وہ گھوڑے [illegible] کے نکلی تھی

اور شاہی فوج دلی طرف سے سپاہی فسیل روانہ ہے دولت برتی تھی۔ اس وقت کا عالم
بہت سے لوگوں کو بیتاب کر دیتا تھا۔ اور ان ہی بیتابیوں نے ملک میں شورش پیدا
کر دی تھی۔ موہنا اس پری جمال لڑکی کا نام تھا۔ اور باپ کو اس سے پیاری تھی کہ گھڑی
بھر کو اوسکی مفارقت گوارا نہیں کرتا تھا خصوصاً اسکے ذاتی جوہر اور اسکی سپہ گری نے
اسے باپ کی نظر میں بہت ہی عزیز بنا دیا تھا۔ اس زمانہ تک ہندوستان میں پردہ
کی رسمیں جاری نہیں تھیں اور موہنا ہمیشہ تخت کے ایک جانب دربار میں نہایت شان
و شوکت سے جلوہ آرا نظر آیا کرتی تھی۔ راجہ نے اسکو حکومت میں بھی اپنے شاہی
ایک حد تک اختیار دیدیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اب اسکو اٹھارہواں سال تھا اور ابتک
شادی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ بہت سے شاہزادے اور راجہ سالہا سال کوشش
کے بعد مایوس ہوئے تھے خود راجہ کے وزیر کا نوجوان اور بہادر بیٹا جے رام
عرصہ سے اس نازنین کے دلکو اپنے قبضہ میں لانیکی تدبیریں کر رہا تھا۔ راجہ خود بھی
چاہتا تھا کہ جے رام ہی کے ساتھ شادی ہو جائے مگر اس امر نے راجہ کو بھی مجبور کر دیا
تھا کہ خود موہنا کو منظور نہ تھا۔ اور جہاں تک [illegible] لیکن جے رام ہمت نہیں ہارا تھا ابھی
تک وہ اپنی تقدیر آزمائی میں مصروف تھا۔ راجہ کے لائق وزیر کا بیٹا جے رام ابھی ایک
مشہور سپاہی تھا۔ میدان جنگ اسکی نظر میں شکارگاہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا
تھا۔ اور بہت بڑے بڑے معرکوں میں وہ نیکنامی حاصل کر چکا تھا۔ مگر نقص تھا تو
اسقدر کہ مزاج کا تیز تھا اور ہر کام کو بے سوچے سمجھے کر گذرتا تھا۔ قطع نظر اسکے شہزادی
موہنا کی صورت اور اسکے جمال جہاں آرا نے دنیا کے حسینوں کو پھیکا کر دیا۔
جے رام کی زیادہ شیفتگی کی وجہ یہ تھی کہ خود جانباز سپاہی اور بہادر معرکہ آرا تھا
اور اس وصف کو پورے کمال کے ساتھ اپنی معشوقہ میں پاتا تھا۔ سرحدی لڑائیوں میں
موہنا نے جتنی مرتبہ اپنی شجاعت دکھا کے غنیم کی فوج کو پسپا کر دیا اتنی ہی مرتبہ
جے رام کے دل پر ایک نیا تیر عشق کا مارا [illegible] کرنا
شروع کیا۔ اسوقت تمام بہادر [illegible] جوش [illegible] ہندوستانی فوج

میں مسلمانوں ہی کی پرورش اور تاخت و تاراج کا چرچہ ہو رہا تھا خصوصًا جیپال کی شکست اور بیجے رام کی ناکامی سے ہر راجہ کی آنکھیں کھولدی تھیں جو بودے تھے وہ منتظر بیٹھے تھے کہ محمود کے سپاہی انکی حدود کے قریب پہونچیں اور وہ سر نیاز جھکاوین لیکن بہادر راجپوتوں کا خون جوش کھا گیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو ترکی اور تاتاری سپاہیوں کے سامنے صف آرا ہوں اور داد شجاعت دیں —

یہی ذوق شوق راجہ اجمیرشی کے بہادر درباریوں میں بھی پیدا ہو گیا تھا خصوص اجمیرشی میں زیادہ جوش تھا۔ اس لئے کہ اس سے پہلی لڑائی میں راجہ اجمیرشی نے جیپال کی مدد کے لئے فوج روانہ کی تھی جو پسپا ہوئی دربار شاہی کے کئی افسر نذر اجل ہو گئے جس روز بیجے رام کے ناکام ہونیکی خبر آئی اس روز راجہ اجمیرشی دربار میں بیٹھا تھا اور بڑے بڑے پنڈت اور نامور بہادر چھتری دست بستہ کھڑے تھے راجہ کی عالم افروز بیٹی راجہ کے تخت کے برابر سونیکی چوکی پر اسلحہ جنگ سے آراستہ بیٹھی تھی وزیر اور تمام اہل دربار دست بستہ سامنے کھڑے تھے اور ان ہی کی جماعت میں وزیر کا بیٹا جے سنگھ بھی کھڑا تھا اگرچہ شاہی رعب و داب کی وجہ سے اوسکی آنکھیں نیچی جھکی ہوئی تھیں اور اوسکا دل نہ تھا کہ چوری چھپے ہی کبھی موہنا کی کاکل پیچاں رخساروں کی طرف نگاہ پہونچائے لیکن دل ہی دل میں ہزاروں شوق اور آرزوؤں کے ساتھ موہنا کے خیال سے باتیں کر رہا تھا اور اپنے خیال جوش و خروش میں اس درجہ محو تھا کہ عالم خیال ہی میں گستاخیاں کرنے لگا ہوتا۔ اسکا سلسلہ خیال تو موہنا کی طولانی اور پرپیچ زلفوں کی طرح کبھی ختم ہی نہونے پائیگا۔ آؤ دیکھیں راجہ اپنے اہل دربار سے کیا باتیں کر رہا ہے —

راجہ۔ ہاں تو بیر راجہ جیپال نے تخت چھوڑ دیا مجھے اسکا افسوس ہے —

وزیر۔ حضور وہ کیا کرتے۔ دو دفعہ اونہوں نے بہت کچھ اہتمام سے فوجیں جمع کیں اور ترکوں کا مقابلہ کیا مگر دونوں مرتبہ اون ہی کو شکست ہوئی۔ آخر رسم زمانہ کے مطابق اونہوں نے تخت چھوڑ دیا اور اپنے بیٹے انندپال کو تخت پر بٹھا دیا —

راجہ۔ کیا ترک بڑے بہادر ہیں —

وزیر۔ حضور ہم سب لوگونکی نااتفاقی سے ترکون کا حوصلہ بڑھ گیا ورنہ مجال نہ تھی کہ محمود ہندوستان کی حدود پر یون آفت مچادیتا ہماری پست ہمتی سے دیوتاؤنکا ہم پر غضب نازل ہوا ہے اور بس یہی سبب ہے کہ ملکشون کے مقابلہ میں ہمین شکستیں ہوتی جاتی ہیں۔

ایک فوجی افسر۔ اور اس موقع پر زیادہ خرابی میری رائے میں بجے رام کی وجہ ہوئی اُس کا راج سرحد پر واقع تھا۔ ہمیشہ وہ دلّی کے راج کا مطیع و فرمانبردار رہا تھا۔ مگر محمود کے آنیکی خبر سن کے اوس نے اپنے آقا جےپال کو چھوڑ دیا۔

راجہ (حیرت سے) کیا وہ محمود سے مل گیا؟

فوجی افسر۔ سری مہاراج پہلے تو لوگونکا یہی خیال تھا کہ وہ ترکون سے ملگیا ہے اگر اس دفعہ محمود نے اس پر حملہ کیا اس سے لوگونکی رائے بدلگئی اور سب کہتے ہیں کہ اگر اس نے راجہ جےپال کا ساتھ چھوڑ دیا تو ترکوں سے بھی نہیں ملا۔

راجہ۔ پھر محمود کے اس حملہ کا کیا نتیجہ ہوا ترکوں کو شکست ہوگئی یا بجے رام کو۔ یہ کہہ کے راجہ نے جواب سننے کے لئے ایسا شوق ظاہر کیا کہ اوسکی صورت سے صاف ظاہر تھا

فوجی افسر (افسردگی کے لہجہ میں) مہاراج بجے رام کو شکست ہوئی اور وہ سندھ کیطرف بھاگ گیا۔

راجہ (طیش کھا کے) بھاگ گیا اور اپنے چھتری برن میں داغ لگا دیا۔

وزیر۔ سری مہاراج چھتری برن میں تو اوسی روز داغ لگا دیا جس روز راجہ جےپال کے ساتھ بیوفائی کی۔

راجہ۔ اب ترک کہاں ہیں اور اون کا کیا ارادہ ہے۔

سردار فوج۔ مہاراج سنا گیا ہے کہ بجے رام کے تعاقب میں محمود نے اپنی فوج روانہ کی ہے۔ اس کا کچھ حال نہیں معلوم ہوا کہ اس تعاقب کا کیا انجام ہوا۔ لیکن اب [illegible] سندھ اور پنجاب کی حالت بہت نازک ہے اب وہاں کے راجہ ضعیف ہو گئے ہیں [illegible] مشہور ہے تاخت و تاراج کا بازار گرم ہے [illegible] جان و مال پر

بنگی ہے جسوقت یہ تقریر ہو رہی تھی اپنے دلمیں طیش کھا رہا تھا۔ اسکی صورت
سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ اوسے بیتاب کیے دیتا ہے۔ آخر جھنجھلا کر تمام اہل دربار کی
طرف خطاب کر کے کہا افسوس ہماری غفلتوں کا یہ نتیجہ کہ آج ملکش بے ایمان ڈاکو اور
لٹیرے مسلمان ہمارے ملک میں آئے اور ہماری قسمتیں پھوڑے ڈالتے ہیں وہ
راجپوتوں کی بہادری اور شجاعت کیا ہوئی کیا سارے آریہ ورت میں اتنا کوئی نہیں
رہا ہے جو پرمیشر کی دیا پر آسرا لگائے اور ان ظالم لٹیروں کو روکے۔ راجہ کی زبان
سے یہ سنتے ہی بہت سے بہادروں کی آنکھوں میں خون اوتر آیا۔ جے رام بڑھ کے
تخت کے آگے آیا سجدہ کیا اور بہت دعا دینے کے بعد عرض کرنے لگا۔ مہاراج یہ ترک
بھی کوئی چیز ہیں جنکی تلواروں سے ہم چھتری لوگ ڈر جائیں۔ فقط ہماری [illegible] کی
کا سبب تھا جو انکو سندھ کے قریب پہونچنے کا حوصلہ ہوا ورنہ اونکی مجال تھی کہ ادہر
کا رخ بھی کرتے۔

سنتا ہوں محمود کا ارادہ ہے کہ ہندوستان بھر میں جتنے دیوہرے ہیں اور جتنے
بت خانے ہیں سب کو مسمار اور منہدم کرے۔

جے رام ۔ مہاراج حقیقت میں [illegible] ایسا متعصب ہو [illegible]
کو بھی اوسکی گوشمالی کا بندوبست کرنا چاہیے۔

راجہ ۔ میں کیا بندوبست کروں جو میرے سرحد کے قریب وہ آگیا تو البتہ دکھا دونگا
کہ میرے بہادر کس مردانگی اور شجاعت سے لڑتے ہیں۔

جے رام ۔ حضور میری رائے میں تو اسوقت اوسکو زک دینے کا اچھا موقع ہے [illegible]
ممکن نہیں کہ ہم شکست نہ دیدیں اسکی فوج سندھ کیطرف بڑھتی چلی جاتی ہے اور ہمارا [illegible]
اوس مقام سے دور ہو جاتی ہے جہاں سے اوسکو کمک پہونچ سکتی ہے [illegible]
پر سری مہاراج کی کوئی فوج ملک سندھ میں پہونچ جائے تو ترکوں کو [illegible]
کہ ہندوستان کے لوگ کیسے بہادر اور سورما ہیں مہاراج ایسی صورت [illegible]
اس کے کہ سب کے سب اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں [illegible]

راجہ۔ جے رام میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ جس طرح ممکن ہو ان ترکوں کو ہندوستان سے باہر نکال دیا جائے اور آریہ ورت کو ان ملکشوں سے پاک و صاف کروں اور دیوتاؤں کی نظروں میں نیکنامی حاصل کروں۔

وزیر۔ مہاراج محمود کے سپاہی اکثر معرکوں میں ظفریاب ہوکے تجربہ کار ہو گئے ہیں میرے نزدیک تو حضور کو اسوقت تک سبقت نہ کرنا چاہیئے جبتک کہ محمود حضور کی طرف قصد نہ کرے ہم سب رفقاء جان نثار ہیں اور اس راج پر صدقے ہو جانا اپنا فخر سمجھتے ہیں لیکن حضور کو اتنے بڑے معرکہ میں ہاتھ جب ہی ڈالنا چاہیے جب مجبوری ہو اور صلح کی کوئی صورت نہ نکل سکتی ہو۔

راجہ۔ کیا تیرے دل میں ترکوں کا خوف بیٹھ گیا۔ میرے جان نثار ایسے نہیں ہیں کہ محمود کے ترکی سپاہیوں سے دب جائیں۔

وزیر۔ حضور محمود کو چھیڑنا مصلحت کے خلاف ہے راجہ جیپال نے ہندوستان کے بہت بڑے بڑے راجاؤں سے مدد لیکے کتنی بڑی فوج کر لی تھی خود حضور کے جان نثاروں کا ایک بڑا گروہ پشاور کے قریب مہاراجہ جیپال کے جھنڈے کے نیچے ترکوں سے لڑ چکا ہے لیکن کیا ہوا تھا؟

راجہ۔ وہ اتفاق تھا اور ہندو مختلف فوجوں کی بے انتظامی سے شکست پا گئے جب میرے سپہ سالار میرے چھتری سپاہی جوش و خروش سے حملہ کرینگے تو محمود کی گذشتہ کامیابیوں کو خاک میں ملا دینگے۔ اتنا کہکے راجہ نے اپنے فوجی سرداران کی طرف دیکھا۔

جے رام کچھ کہنے کو تھا مگر باپ کو اپنی رائے کے خلاف پاکر خاموش ہو گیا سپہ سالار افولج نے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا حضور ہم جان نثار محمود پر عرصہ و غا تنگ کر دینگے اور یہاں ہر سپاہی کے دل میں تمنا ہے کہ مہاراج آپ ہمیں ترکوں کے مقابلہ پر روانہ کریں مسلمان ہماری قومی حکومت کو بیخ و بن سے اکھاڑے ڈالتے ہیں ہمارے مذہب کی توہین اور بیخکنی کر رہے ہیں۔ ان ظالم ملکشوں نے ہمارے دیوتاؤں کے لئے کونسی بات اٹھا رکھی ہے۔ جواب ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہیں گے

جے رام۔ سری رام میرا فخر بڑھ جائے اگر اس جنم پر روانہ کیا جاؤں حضور بہت جلد سن لیں گے کہ میں نے ان مسلمانوں کو خاک میں ملا دیا سنا گیا ہے کہ بجے رام ادھر بھاگ گیا ہے اور سندھ کا راجہ بھی مسلمانوں سے بہت جلا ہوا ہے دونوں کو ملاؤں گا اور مسلمانوں کو گھیر کر ماروں گا۔ اگر پرمیشر نے چاہا تو پہلے محمود کے سردار کا اور پھر خود محمود کا سر حضور کے قدموں کے آگے پڑا ہوگا۔

راجہ۔ جے رام تمہاری ہمت اور تمہارے حوصلہ نے میرا جی خوش کر دیا تم جاؤ اور بیس ہزار فوج منتخب اپنے ساتھ لیلو۔ بعد اس کے راجہ دربار کے سب افسروں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا۔ میرے بہادرو بہادر جے رام کے ساتھ کون جانا پسند کرتا ہے اس پر سب افسروں نے ہاتھ جوڑ کے سر جھکا دیا اور عرض کیا مہاراج ہم سب حاضر ہیں حضور جس کو حکم دیں وہ ترکوں کے مقابلہ کو روانہ ہوں ۔

اس کے بعد شاہزادی موہنا جو تخت کے بائیں طرف بیٹھی تھی اوٹھ کے باپ کے قدموں پر گر پڑی باپ نے اوسکا سر اوٹھا کے سینے سے لگا لیا اور پوچھنے لگا موہنا بتا تو کیا چاہتی ہے کیا تو نہیں چاہتی کہ میرے بہادر ترکوں کے مقابلہ کو روانہ ہوں ۔

موہنا۔ نہیں میں یہ نہیں چاہتی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ مجھے بھی جانیکی اجازت ملے اکثر لوگوں کی زبانی میں نے سنا ہے کہ مسلمان بڑے بہادر اور لڑنے والے ہوتے ہیں ایک عرصہ سے اونکی بہادری کی دیکھنے کی مشتاق ہوں مہاراج چند روز کے لئے مجھے اپنے قدموں سے جدا فرمائیے کہ جاکے دیکھوں وہ کیونکر لڑتے ہیں اور کیسی جرأت دکھاتے ہیں۔ راجہ دیر تک سناٹے میں رہا اس کے بعد کہنے لگا بیٹی [illegible] کا حال میں خوب جانتا ہوں مجھے اور کسی بات [illegible] نہیں صرف اتنا خیال ہے کہ تجھے تکلیف ہوگی خصوص یہ راجپوتانہ کے ریگستان تیری [illegible] اور تیرے نازک رخساروں کو کملا دینگے۔

موہنا۔ مہاراج حضور کی خوشنودی اور رضامندی [illegible] کو بخوشی خاطر گوارا کر لونگی اور مہاراج یہ تو دھرم کا کام ہے مسلمان [illegible] دھرم کو نقصان

پہنچا سکیں جس کے دل میں دھرم کی محبت ہو اس کا تو فرض ہے کہ جو پہلے کے ترشے
اور ان ملکشوں کو پاک آریہ ورت سے نکال باہر کرے ۔

یہ سن کے راجہ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور تمام دربار پر ایک سناٹا طاری
ہوگیا۔ آخر راجہ نے دل سے اٹھتے ہوئے جوش کو دل ہی میں دبا دیا اور اپنی جگر پارہ
موہنا کیطرف متوجہ ہو کے کہنے لگا۔ موہنا بیشک ہم سب کے دل میں غیرت
نہیں رہی کمبخت [illegible] سومناتھ کی لوٹ کھسوٹ کا حال سنکے تیرے دلمیں ایک
جوش پیدا ہوگیا۔ اور ہم لوگوں میں جیسا چاہئے ویسا جوش نہیں ہے تو زیادہ پریشان
نہ ہو اور قدم گھر سے باہر نہ نکال جے رام جا کے مسلمانوں کو خاک میں ملا دیگا اور گھر
بیٹھے تیرا کلیجہ ٹھنڈا کر دیگا۔ اپنی بہادری تو اسدن کے لئے اٹھا رکھ جب میں دھرم
کا جھنڈا لیکر اجمیر سے نکلونگا تو میری جگہ [illegible] ہے اگر تو مجھ سے جدا ہوگی تو پھر میرا کسی
باتمیں دل نہ لگیگا۔ پردیس جانیکی میں تجھکو کیونکر اجازت دوں ترکوں کے ظلم [illegible]
سب ہی جانتے ہیں۔ پرمیشر ہی کو معلوم ہے کہ اس لڑائی کا کیا انجام ہوگا اگر تو انکے ہاتھوں
میں پڑ گئی تو میری زندگی دشوار ہو جائے گی

موہنا۔ مہاراج میں ہوشیاری سے مقابلہ کرونگی اور مسلمانوں کی اتنی مجال نہیں کہ
مجھے گرفتار کریں۔ میں پھر ہاتھ جوڑ کے عرض کرتی ہوں کہ اب مجھے لڑائی پر جانیکی اجازت
دیجائے اگر رامچندر جی نے کرپا کی تو میرے بارہ میں آپکو صدمہ نہ پہونچیگا۔ شاہزادی
موہنا کا یہ اصرار دیکھ راجہ پھر سوچ میں آگیا۔ دیر تک دل ہی دلمیں متردد رہا کہ اس
[illegible] سے موہنا کو کیونکر روکے اور خصوص موہنا کی محبت اور اسکی لیاقت
[illegible] کئے دیتی ہے آخر اوسکے دل نے موہنا کی خواہش کے موافق ہی فیصلہ کر دیا اور
دل میں کہنے لگا کوئی حرج نہیں موہنا کسی غیر کے ساتھ نہیں جاتی میری منتری کا لائق بیٹا
بیٹا جے رام ہمراہ جاتا ہے۔ کیا عجب کہ اس سفر میں وہ موہنا کو اپنی حسن خدمات سے دوست
بنالے میں بھی ایک عرصے سے چاہتا ہوں کہ جے رام کے ساتھ موہنا کی شادی
[illegible] مگر موہنا کے انکار سے یہ معاملہ [illegible] ہے اگر جے رام [illegible]

بڑی خوشی ہوگی۔ واقعی اس سے عمدہ اور کوئی موقع نہیں مل سکتا کہ جے رام موہنا کے دلکو اپنے اختیار میں کرے۔ دلمیں یہ خیال کرکے راجہ موہنا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "اے موہنا تیری محبت کسی طرح جدائی گوارا نہیں مگر اب تجھے اصرار ہے اور میرے وزیر کا لائق اور بہادر بیٹا جے رام تیرے ہمراہ جاتا ہے لہذا میں دل پر جبر کرکے تجھے اجازت دیتا ہوں بیٹی جا مگر خبردار ہوشیاری سے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ تجھے کوئی صدمہ پہونچے اور میں تیرے غم میں زندگی سے بیزار ہو جاؤں"

مہاراج میں بہت ہوشیار رہونگی اور دیوتاؤں کی مدد سے مجھے ملکشود پر فتح ہوگی میں مسلمانوں کے سردار کا سر کاٹ لاؤنگی اور آپکے قدموں پر ڈالدونگی۔

راجہ۔ جے رام میں اپنی جگر پارہ موہنا کو تیرے ساتھ کرتا ہوں خبردار اسکے دل کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے اور اسکی خاطر مدارات کو اپنا فرض سمجھنا ہمیشہ دیکھو میری موہنا پر کوئی آفت نہ آنے پائے اور اگر ایسا ہوا تو خیریت نہ ہوگی یہ سنکے جے رام راجہ کے قدموں پر گر پڑا اور پھر راجہ کی اجازت سے اٹھکر عرض کرنے لگا۔ سری مہاراج شاہزادی موہنا کو اپنی جگہ خیال کرونگا۔ اگر شاہزادی کی ضرورت اور خدمت میں میرا سر کٹ جائے اور میری جان جاتی رہے تو مجھکو اسمیں بھی دریغ نہ ہوگا۔

راجہ۔ ہاں جیسا کہا ہے ویسا ہی کر دکھانا۔ مجھے تجھ سے ایسی ہی امید ہے کیونکہ تو ہمارے راج کے قدیم جان نثاروں میں سے ہے اور تیرے آباؤ اجداد کے خدمات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ تو اجمیر کے راجہ کا وفادار خادم ہے یہ سنکے جے رام نے سر نیاز جھکایا

راجہ۔ جے رام اب تم اسوقت سے جاکے فراہمی فوج کا ۔ ہاں کرو کل تمہیں بیس ہزار فوج کے ساتھ تڑکے ہی روانہ ہونا چاہیے۔ تمہارے بعد میں انتظام کرونگا اور ضرورت کے موقع پر فوراً امداد ان تک پہونچے گی

جے رام دیکھو محمود کے مقابلہ میں ہمیشہ شریفانہ برتاؤ کرنا۔ اگر وہ ظالم ملکش لوٹ کھسوٹ کرتا ہے تو کرنے دو۔ مگر تم اپنی شرافت اور پاک نفسی نہ چھوڑنا بیجا ظلم اور بدعہدی نہ ہونے پائے جبتک حریف لڑائی پر آمادہ نہ ہو تمہاری طرف سے سبقت نہ ہو۔ یہ منظور ہے

تلوار نہ بلند کرنا مسلمانوں کا کوئی سردار یا کوئی شہزادہ گرفتار ہو تو اوسکو عزت کے
ساتھ رکھنا۔ پورے آداب اور پاس و لحاظ کے ساتھ ہمساتھ میرے پاس لے آنا
سوا اسلحے لینے کے اور حراست میں رکھنے کے معزز قیدیوں پر کوئی جبر نہ کیا جائے
مگر ہاں محمود کی طرف سے اگر ان اصول کے خلاف کارروائی کیجائے تو تجھے بھی اختیار
ہے کہ جو چاہے کرے اور جس قسم کی شدت سے چاہے پیش آئے لیکن اس میں اپنی
شرافت سے نہ گذر جانا اور موہنا تو عورت ہے تیری دلیں دہرم کا جوش زیادہ ہے
تو بھی میری ان نصیحتوں کا خیال رکھنا ہے رام بس اب جاؤ اور کوچ کی تیاریاں کرو
کل تاروں کی چھاؤں میں تیری فوج کا جایزہ لینے آؤنگا اور اسیوقت تجھے اور
اپنے جگر پارہ موہنا کو رخصت کرونگا۔

موہنا تو بھی جا اور سفر کی تیاریاں کر اپنی ماں اپنی سہیلوں سے رخصت ہولے بس اب
تیری بھی ہم آ ملنا ہے
اسکے بعد سب لوگ رخصت ہوئے اور راجہ محل میں گیا اور ہر شخص اپنے گھر کا راستہ لیا

چھٹا باب

نہ شاہد ماند نہ این شاہد آرا

سندھ کے وہ انتہائی ریگستان جہاں ہندوستان کی حدیں تمام ہوتی ہیں اور بلوچستان
کے پہاڑ شروع ہوتے ہیں بالکل سنسان پڑے ہیں موسم خزاں کی ہوا کے جھونکے
آتے ہیں اور مسافروں کے خوش رنگ دامن پکڑ کے چاروں طرف کی سیر کراتے پھرتے
ہیں درختوں کا سبز پور افسردگی پسند موسم او تار او تار کے خاک میں ملا رہا ہے
ہاں صرف چند جنگلی وحشت نوردوں کے پرانے انیس ببول کے درخت اپنی
معمولی سبزی اور معمولی تروتازگی سے کھڑے ہیں اور آبلہ شکن کانٹوں کو دامن میں
چھپائے ہوے ہیں کہ دہوپ کا مارا مسافر اونکے نیچے آکے پناہ لے اور سبز جھنڈ
کے ذرہ لطف اوٹھائیں الغرض بہت سی لاشیں پڑی ہیں جو آفتاب کی تمازت میں

زیادہ رہنے سے چونڈ لگتی ہے اور لاشوں نکلے تیکی مہمان گردونکا غول آسمان پر سے اُن
کی طرف جھک پڑا ہے اور وہ مردار خوار جانور نہایت اطمینان اور نہایت شوق کے
ساتھ ان لاشوں پر چکر باندھتے ہوئے اوترآتے ہیں ۔ ایک پہاڑی کے درمیان
میں چھوٹی جھیل ہے جسمیں بلوچستان کے پہاڑوں سے کئی آبشار بہتے ہوئے آکے
گرتے ہیں اور اس کے گرد جو تھوڑی تھوڑی دلدل ہے اوس میں بگلے اور
مختلف قسم کے طیور اپنے پنجے گڑو ئے کھڑے ہیں ۔ آفتاب ٹھیک سمت الراس
پر ہے اور دھوپ کی تپش ہر چیز پر تھوڑا بہت اثر کر گئی ہے —
ہمیں اسوقت مشرق اور جنوب کی طرف سے چار پانچسو سوار دیکا ایک مختصر گروہ
نمودار ہوا ہے ان سواروں کے ساتھ بہت سے اونٹ ہیں بار برداری کا سامان
لدا ہوا ہے اونٹوں کو ہر چہار طرف سے لوگ گھیرے ہوئے اہستہ آہستہ آرہے
ہیں ہر سوار پورے اسلحہ سے آراستہ ہے گرد پڑے جو سروں سے اونچے ہیں اونکی
نوکوں پر آفتاب کی کرنیں تڑپ رہی ہیں ایک نہایت لطف کا تماشا دکھا رہے ہیں
عمامے سب کے سروں پر اور وضع لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو زمانہ نے بہت
ستایا ہے اور نہایت افلاس کی حالت میں رکھا ہے ۔ مگر اسکے ساتھ اونکے اسلحہ
کی درستی بتا رہی ہے کہ ہر ایک بڑی مصیبت سے اپنے آپکو بچانیکے لئے
مستعدی اور ہوشیاری سے کام لیتے رہے ہیں بہت سے اونٹوں پر محملیں ہیں
اور انکے پردے اگرچہ خوب کس کس کے ڈوریوں سے باندھ دئے گئے ہیں ۔
مگر ہوا انکو جا بجا سے اوڑائے دیتی ہے ۔ محمل والے اونٹ بھی سواروں کے حلقہ میں
ہیں اور بادصر صر کے جھونکے ساتھ اوڑتے چلے آتے ہیں اس گروہ کے آگے
بطور مقدمۃ الجیش کے دو شخص ہیں دونوں کے ہاتھ پاؤں اور دونوں کے چہرہ کی
وضع قطع بتا رہی ہے کہ اونکی شجاعت اور بہادری اپنا مثل نہیں رکھتی صورت و شکل
اعتبار سے بھی دونوں اعلےٰ درجہ کے حسین ہیں سفید عمامے سر پر ہیں تلواریں حمائل ہیں
مگر ایک جس کے حسن کو نوجوانی اور ابھار و بہار کے دکھا رہی ہے ۔ اسکا میانہ ستھرا ہے

اور دوسرے کی تلوار چمڑے کے میان مین ہے یہ دونون آپسمین باتین کرتے ہوئے
اپنی چھوٹی سی فوج کے آگے آگے چلے آرہے ہین۔

نوجوان۔ یہ مردار خوار جانور یہان کس چیز پر گھر رہے ہین۔

دوسرا۔ ہان مجھے بھی حیرت ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہان کوئی لاش پڑی ہے۔

نوجوان۔ ایک لاش نہین معلوم ہوتی ہے بہت سی لاشین پڑی ہین ورنہ اتنے ایک
جانور نہ اترتے۔

دوسرا۔ چلو دیکھ لین۔ دونون قدم بڑھا کے پہاڑی کے نشیب مین
پہونچکر حیرت مین آجاتے ہین مردار خوار جانوران کی صورت دیکھکر اڑجاتے ہین

نوجوان۔ شاید یہان کوئی لڑائی ہوئی ہے ورنہ اتنی لاشین کہان سے آگئین یہ
باتین کر ہی رہے تھے کہ پیچھے سے شور کی آواز آئی۔ دونو حیرت زدہ ہوکر اپنے ساتھیون
کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر اس کے سوا کچھ نہین معلوم ہوا کہ اونکے ساتھی گھبرا گھبرا کر
انہین پکار رہے ہین۔ دونون نے اپنے گھوڑون کی باگ موڑی اور زور سے ایڑ لگا کے
ہوا کی طرح پھرتی سے اپنے سپاہیونکے پاس جلد پہنچے۔

نوجوان۔ کیون کیا ہوا کیا

ایک سپاہی۔ (ایک طرف اشارہ کرکے) ادھر دیکھیو وہ بہت بڑی فوج کسی ہندو
راجہ کی آرہی ہے بڑا غضب ہوا اس بیشمار فوج سے ہم کیونکر مقابلہ کرینگے آہ ہمارے
یہ تھوڑے سے سپاہی بہادر دم بھر مین نذر اجل ہوجاوینگے۔

نوجوان۔ ہمکو خدا کے فضل سے ناامید نہ ہونا چاہیے جس خدا نے ہمین یہان تک صحیح
وسالم پہونچایا ہے وہی خدا اس نازک وقت پر بھی ہماری مدد کریگا
سے ڈرنا کیا یہ لوگ تو ہمارا شکار ہین۔ یہ لوگ پہاڑی چڑیان یا صحرائی ہرن ہین۔
ہمارا ہی چھوٹا سا گروہ انہین گھیر کے مار لیگا۔

ایک سپاہی۔ صاحب دیکھیے یہ لوگ ہم سے قریب ہوتے چلے آتے ہین
سپاہیونکو قرینے سے کھڑا کیجیے اور اپنی صفون کو کہ ایسا نہ ہو کہ لوگ

اسی طرح گھبرائیں اور اضطراب میں رہیں اور یہ سب ہم پر آپڑیں۔"
یہ سنتے ہی نوجوان نے بہادر اور نامی سپاہیوں کے نام لے لے کے پکارا اور سب کو
فراہم کرکے لڑائی اور اپنی عزت بچانے پر آمادہ کیا۔ محملوں اور باربرداری کے اونٹ
پیچھے کئے گئے اور تمام سوار اور پیادے غنیم کیطرف صفیں باندھ کے کھڑے ہوگئے
ابھی دشمن کی فوج دور تھی مگر لڑائی کے پُرجوش شوق نے ایک ایسا سکوت پیدا کردیا
تھا کہ کسی کی بھی آواز نہیں نکلتی تھی۔ ہاں کسی کسی وقت محملوں سے اون چونکے۔ رونے
کی آوازیں آجاتی تھیں جو اپنی ماؤں کی گود میں تھے اور کسی ضد پر مچل مچل جاتے تھے
دشمنوں کی فوج آخر قریب آگئی اور اس نے ایک سیلاب کیطرح تمام مشرقی حصہ
صحرا کو گھیر لیا۔ گرد اڑ کے آسمان تک پہونچی اور اوس گرد کے دامن میں نظر آتا تھا
کہ ہر طرف آدمیوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا۔ جو ابھی زمین سے نکلا اور تمام حصہ دنیا پر
طاری ہوگیا وہ بہادر نوجوان اور اسکا ساتھی جو ابھی پہاڑ کے نیچے لاشوں کو حیرت
واستعجاب سے دیکھ رہے تھے دونوں صفوں کے آگے کھڑے تھے اور اپنے
خیال ہی خیال میں خدا کی درگاہ میں دعا کر رہے تھے کہ انکے ساتھیوں کو اس بلا سے
نجات ملے یکایک ایک پیر مرد اون کی صفوں میں سے نکلا اور نوجوان کی طرف دیکھکر
کہنے لگا منصور تمہارا نام منصور ہے خدا تمہیں ہر حال میں فتح دیگا۔ ہماری عمر اب آخر ہوگئی
ہے میری قوم کے بہادرو اب یہ تمہاری شجاعت کا وقت ہے اور فتح تقدیری
معاملات ہیں دیکھو ایسا نکرنا کہ تمہارا اوس مبارک نسل کا جس میں ہم سب ہیں نام بدنام
ہو شہادت کے شوق نے تمہیں کہاں کہاں پہونچایا اور اور کہاں کہاں کامیاب کیا تم
میں کا ایک بہادر قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے آرام کر رہا ہے تم میں سے بہت سے
لوگ روم وشام مصر وایران کی زمینوں میں محو خواب شہادت ہیں۔ مراقش اور اندلس
بھی تمہارے ناموروں سے خالی نہیں اب ہندوستان کی زمین کو اپنے نام سے عزت
دینے کے لئے تم یہاں آؤ دیکھو وہی کرنا جو تمہارے شایان ہے۔ اگرچہ ہندوستان
میں ہم کو [illegible] سے سابقہ پڑا ہے مصیبتیں ان سے بڑھی ہیں لیکن

تمہارے بزرگون نے جیسے جیسے کام کئے ہین یہ مصیبت اُن سے بڑی نہین ہے تمہاری قوم سے بوڑہون تمہاری عورتون - تمہارے بچون سب کی نجات اور سب کی عزت اسی تحمل و شجاعت پر منحصر ہے جو اب تم سے ظاہر ہوگی -

منصور - جناب آپ سب بزرگ اور واجب التعظیم ہین آپ ارام سے بیٹھیے جبتک ہم مین سے ایک شخص کے بدن مین جان ہے ممکن نہین کہ ہماری عورتون اور ہمارے بچون اور آپ ایسے بابرکت لوگونکی طرف کوئی آنکھ اوٹھا کر دیکھے اے یادگاران نسل انصار جنت آپکے سامنے ہے - حورین آپکی منتظر ہین - کیونکہ دیکھو دشمن کی فوج قریب آگئی ہوشیار رہو ہوشیار یہ یاد رہے کہ تمہاری تلوارون کے سایہ کے نیچے جنت ہے بڑہو اور ان لوگون کو اس شجاعت کا نمونہ دکہاؤ جو عرب کے خون کا نتیجہ ہے اور اسلام کی گود مین پلی ہے -

جو فوج سامنے نظر آئی یہ مہاراج اجمیر کی فوج تھی - یہ لوگ اصل مین تو محمود کے مقابلہ کو روانہ ہوے تھے - مگر قسمت نے ان غریب مسلمانون کے مقابل لاکے کھڑا کر دیا - جو ایک عرصہ سے خانہ بدوشی کے عالم مین زمانہ گذار رہے تھے اجمیر کے بتیس ہزار راجپوت کی جو پورے اسلحے سے عجیب شان و شوکت ظاہر ہوتی تھی پانچسو ہاتھی آگے صف باندھے کھڑے تھے جنکے جہومنے کے ساتھ عرصہ رزمگاہ مین بھی خوف کی حرکت پیدا ہو جاتی تھی - اکثر ہاتھیون پر طلائی اور گنگا جمنی جھولین پڑی تھین - ایک بہت بڑا ہاتھی جسپر سونیکی مرصع عماری آفتاب کی شعاعون کی طرح جگمگا رہی تھی اوس پر راجہ کی بیٹی موہنا بیٹھی ہوئی تھی اور اپنے راجپوت سپاہیون کے جوش و خروش کو دیکھ دیکھ کے مسرور ہو رہی تھی اوسکے برابر ایک دوسرے ہاتھی پر بہادر جنویر زادہ جے رام پورے اسلحے سے آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور پورے ذوق و شوق سے راج کنواری موہنا کی ہر آرزو پر کان ......

....

جب یہ فوج کچھ دیر ایک سکوت کے عالم میں رہی اور معلوم ہو گیا کہ یہ مسلمان بے لڑے اپنے آپ کو بہادر راجپوتوں کے سپرد نہ کرینگے تو وزیرزادہ جے رام شاہزادی کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا شاہزادی صاحب اب آپ ہوشیاری سے اپنے ہاتھی پر بیٹھ کے لڑائی کا تماشہ ملاحظہ فرمائیں ۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر جاتا ہوں تاکہ فوج میری بہادری سے مقابلہ کر کے ان ملکش ترکوں کو خاک میں ملائے یا گرفتار کرے ۔

موہنا ۔ جے رام میں تماشا دیکھنے کے لئے تیرے ساتھ نہیں آئی ہوں بلکہ میری غرض اس سفر سے بہادری کا شکار کھیلنا ہے ۔ میرا گھوڑا منگا کر میں بھی اون کے مقابلہ کروں اور اپنی قوم کی شجاعت ان ظالموں ملکشوں کو دکھا دوں

جے رام ۔ حضور جب کسی بڑی فوج سے مقابلہ ہوگا اوس وقت آپ میدان جنگ میں جانا پسند فرمایئے گا ۔ ان چند آدمیوں کے مقابلہ میں آپکو تکلیف کرنیکی کوئی ضرورت نہیں اگر میں ہاتھیوں کو ریل دوں تو دم بھر میں یہ سب کچل کے پامال ہو جائیں مگر نہیں مجھے منظور ہے کہ انکو بھی اپنے دل کا حوصلہ نکالنے کا پورا موقع ملے اگرچہ یہ ملکش ظالم اور ناخدا ترس ہیں مگر مجھے ان کے ساتھ ہمدردی ضرور ہے کہ اگر انہیں کوئی شجاعت کا دعوی رکھتا ہو تو میرے مقابلہ میں آئے اور دیکھے کہ ہم راجپوت انکی بہادری کو کس قدر ذلیل سمجھتے ہیں ۔

موہنا ۔ میں تیری اس فیاضانہ شجاعت سے خوش ۔ حقیقت میں تو ایسا ہی بہادر ہے جیسا کہ میں نے سنا تھا ۔ لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ تیری طرح میں بھی اون لوگوں کی شجاعت کا تماشا کروں ۔

جے رام ۔ حضور یہ چند آدمی کیا مقابلہ کرینگے اور یہ بھی کوئی شجاعت ہے جو ہم اون شخصوں کے مقابل میں ظاہر کرینگے ۔ میں تو اونکو چھوڑ دیتا مگر آجکل کی حالت اسی کی مقتضی ہے کہ جو میدان ہاتھ لگے گرفتار کر لیا جائے آپکو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں کس کے مقابل میں شجاعت کیجئے گا اسکے لئے اگر آپ ہاتھی سے

اور تنگی تو ہماری ذلت کا باعث ہوگا اب میں جاتا ہوں تھوڑی دیر میں حاضر ہو جاؤنگا

موہنا۔ جے رام میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ خود ہی جا کر مقابلہ کروں مگر اب تو اصرار کے ساتھ منع کرتا ہے تو اچھا تو ہی جا اس کا خیال رہے کہ ان لوگوں کا مار ڈالنا بہادری نہیں بہادری اگر ہے تو یہ لوگ سب زندہ گرفتار کر لئے جائیں۔

جے رام۔ شاہزادی صاحبہ میں بھی یہی چاہتا ہوں اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کیگی صرف اس سے تو میں خود جاتا ہوں ورنہ تھوڑے سے مسلمانوں کے لئے میں اپنے ہاتھی سے نہ اترتا ہمارے ہاتھی اور ہمارے سوار چند منٹ میں ان سے دنیا کو پاک کر دیتے۔

موہنا۔ جے رام تو اگر پاک اور رحمدلی کی نیت سے جاتا ہے تو جلدی جا آہ مسلمان کیسے ظالم ہیں اور اون کے مقابل میں ہمارے چھتری برن کے لوگو نمیں کتنی شریفانہ شجاعت ہے لیکن نہیں معلوم دیوتاؤں کا ہم پر کیا غضب ہے کہ یہ مفلس مسلمان راکشوں سے بھی بڑھ گئے جنکو ہمارے آریہ بزرگوں نے خاک میں ملا دیا تھا

جے رام۔ شاہزادی صاحب میں اب جاتا ہوں آپ ہوشیار ہیں ... رہیگا

یہ کہکے جے رام ہاتھی سے اوترا اور ایک نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا ڈھال اوسکی پیٹھ پر پڑی ہوئی تھی سر پر ایک بڑا عمامہ تھا جس پر وزارت کی کلغی لگی تھی ہاتھ میں تلوار تھی اور گرد کے دامن میں ایک بجلی کے ٹکڑے کی طرح چمک رہی تھی جے رام گھوڑے پر سوار ہوتے ہی تمام ہندوؤں نے ایک جیکارے کی آواز بلند کی اور طبل جنگ اور تمام فوجی باجے بجنے لگے جس سے مسلمانوں کو بھی خبردار کر دیا کہ اب حملہ ہوا چاہتا ہے بھاٹ لوگ لڑائی کی بانیاں کہتے اور چھتری برن کی قدیم بہادریاں یاد دلاتے ہوئے آگے بڑھے۔

عربوں کے مفلس قافلہ میں سوائے ذاتی شجاعت کے اور کون سامان تھا کہ وہ ان باجوں کی آوازوں اور اس شان و شوکت کا جواب دیتے ہاں انھوں نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کر کے ہندو بھاٹوں کا کلام پورا کر دیا لیکن انہوں کے

دریائے مواج لشکر کے دلوں پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہندو فوج نے حملہ کیا اور برابر اون سے قریب ہوتی جاتی تھی - مگر وہ ایک خاموشی کے عالم میں کھڑے تھے کہ ہندو سپاہی اون کے سر پر پہونچ جائیں تو اپنے اسلحہ اور بہادری سے کام لیں آخر راجپوت اس قدر قریب پہونچ گئے کہ عرب لوگ اوپر بڑون سے وار کر سکتے تھے اسوقت ایک طرف سے منصور اور دوسری طرف سے رئیس قوم محمد بن صالح کے بیٹے نے زور سے تکبیر کہی اور تمام سپاہیون نے ایک ساتھ نیزے جھکا کے ہندؤں پر وار کرنا شروع کئے -

ہندؤں کے پاس نیزے کم تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جبتک اونھوں نے زبردستی ہندؤں کو نہ بڑہنے دیا اور نیزوں ہی کے زور پر رکھا اوسوقت تک وہ بہت کامیاب رہے اور اس تھوڑے عرصہ میں ہندؤنکا بہت نقصان ہوا لیکن جب ہندؤں نے اپنے مذہبی جیکارے بھر کے زور سے حملہ کیا تو مسلمان بالکل نزدیک سکے اور تلوار چلنے لگی دونوں طرف سپاہی نہایت جرأت و استقلال سے لڑتے رہے - عرب لوگ چونکہ ایک مقام پر مجتمع ہوکے لڑ رہے تھے لہذا ہندؤں کی متواتر کوششین اون کے جیتھے کو نہ توڑ سکیں اس امر نے ہندؤن کو کسی قدر پریشان کر دیا کیونکہ وہ صرف فتح کے امیدوار تھے اور یہان لڑائی طول کھینچے جاتی تھی - ججے رام دیر تک یہ رنگ دیکھکے متفکر ہو گیا اس لئے کہ اتنی مختصر فوج کو پسپا کرنے کیلئے زیادہ زمانہ نہیں چاہیے تھا - آخر اس نے حکم دیا کہ ہاتھی بڑہائیں جائیں اور ہاتھیو نکے ذریعہ سے مسلمانونکی فوج منتشر کر کے پامال کر دیجائے - یہ تدبیر پورے طور پر کارگر ہوگئی اور مسلمانونکی اس جماعت سے جواب مختصر حصون پر بٹ گئی تھی تباہی کے آثار ظاہر ہونے لگے - عربیہ عورتیں جو اکثر ایسے موقعوں پر لڑتی تھیں یہ عالم دیکھکے اپنے خیموں میں بیتاب ہو گئیں اور اکثر تلوارین ہاتھ میں لے لے کے اونٹوں سے کود پڑیں عورتونکی اس کاروائی نے مردون میں اور جوش پیدا کر دیا - لڑائی پھر تھوڑی دیر کیلئے

جوش و خروش سے ہونے لگی۔ منصور نے جو اسوقت تک اپنی شجاعت کے جوہر دکھا رہا تھا زور سے تکبیر کہی اور مسلمانوں کو للکار کر بڑھایا اوسکی آواز کچھ دیر تک لڑائی کے ہنگامہ پر غالب رہی اور آخر جب اسکے اشارے کے بموجب مسلمانوں نے یورش کی اور ہر طرف سے تکبیریں کہنے لگے تو اوسکی پرجوش آواز مختلف قسم کی صداؤں پر غالب ہوگئی اور جنگ و جدال کے بازار میں پھر از سر نو ایک گرمجوشی پیدا ہوگئی یہ سب تدبیریں ہوئیں مگر اسکا علاج کہ راجپوتوں کا شمار بیس ہزار تھا اور مسلمان پانچسو تھے بندونکی طرف کے دو ہزار آدمی مارے گئے۔ لیکن اونکے مقابل میں مسلمانونکے جو تین سو پچاس سپاہی نذر اجل ہوئے انھوں نے مسلمانونکی قوت بالکل ضعیف کر دیا۔ تھوڑی دیر لڑائی اور ہوئی ہوگی کہ راجپوتون نے مسلمانونکو گھیر لیا۔ اور اونکے جوانمردونکو تھکا تھکا کے گرفتار کرنے لگے۔ انصار کا تمام قافلہ درہم برہم ہو گیا۔ جو مرد اور عورتیں قتل ہونے سے بچ رہی تھیں وہ کامیاب راجپوتون کے ہاتھ گرفتار ہوئیں۔ راجمیرش کے بہادروں نے مسلمانونکی باندھ کے حراست میں کر دیا اور مفلس قافلہ انصار کے اونٹ اور کل سامان لوٹ لیا گیا۔

جے رام یہ خبر خوشی کی لے کے راجکماری موہنا کے پاس گیا اور کہنے لگا شاہزادی صاحب یہ آپکی برکت تھی کہ پرمیشر نے اتنی جلدی ملیچھونکو اونکے ظلم کا بدلہ دیا۔

موہنا۔ جے رام مجھے تعجب ہے کہ اس لڑائی پر خوشی ظاہر کرتا ہے یہ چند مسلمان اگر اتنی دیر تک بہادری دکھا کے تیرے بیس ہزار سپاہیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے تو تیرے لئے کوئی فخر کا موقع نہیں تو نے کیا نہیں دیکھا کہ اونکی عورتیں بھی اونٹوں سے کود کے لڑنے لگیں تھیں جو لوگوں نے کیا اگر اون کے مقام پر تو یا تیری طرف کے کچھ لوگ ہوتے تو اون سے ہرگز یہ بنتا یہ فخر ذلت کا فخر ہے۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب میں تسلیم کرتا ہوں مسلمانوں نے اس موقع پر بڑی بہادری سے کام لیا لیکن بھگوان کی دیا سے ہم کامیاب ہوئے اس فتح پر

کیا آپکی مرضی ہے کہ ہم خوشی بھی نہ کریں۔

موہنا۔ یہ خوشی کا محل نہیں بلکہ میرے دل میں تو ان مسلمانوں کی محبت پیدا ہوگئی۔ انھوں نے اپنی حیثیت اپنی قوت اپنی حالت سے زیادہ کام کیا افسوس کہ تیری قسمت میں ایسے شریف لوگوں پر ظلم کرنا لکھا تھا۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب میں ہر طرح آپ کا تابع فرمان ہوں اور آپ جو فرماتی ہیں اوس سے مجھے انکار نہیں ہو سکتا اگر آپ کی یہی رائے ہے کہ مسلمانوں کی شجاعت قابل ہمدردی تھی تو میں منظور کرتا ہوں۔ مگر لڑائی میں جب دشمن پر فتحیابی ہوتی ہے۔ خواہ انکی شکست کتنی ہی بے بسی اور بیکسی کی ہو اور خواہ وہ کیسی ہی بہادری دکھا کے پسپا اور گرفتار ہوئے ہوں۔ لیکن یہ عام قاعدہ ہے کہ اسپر مسرت ظاہر کیجاتی ہے دشمنوں کے ساتھ کبھی ہمدردی نہیں ہو سکتی سانپ کے بچہ کو بھی مار ڈالے تو بھی خوشی ہوتی ہے کہ دشمن مارا گیا اس قسم کے موقعوں پر خوشی کرنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ مجھے تو یہ یقین ہے کہ آپ کے دل میں بھی خوشی کا ایک جوش اسوقت ضرور پیدا ہو گیا ہو گا جب ہمارے سپاہی مسلمانوں کو گرفتار کر رہے تھے۔

موہنا۔ ہاں اس وقت میں اپنے دل میں ایک خوشی کا اثر باقی تھی مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد معلوم ہو گیا کہ وہ عقل کا کام نہ تھا بلکہ نفس کا کام تھا اب مجھے ان بیچارے گرفتاروں کے ساتھ ایک قسم کی محبت اور ہمدردی پیدا ہو گئی ہے میں سچ کہتی ہوں کہ اگر تیری جگہ پر میں ہوتی تو ان غریبوں کو رہا کر دیتی۔

جے رام۔ شاہزادی صاحب عموماً عورتوں کے دل میں مردوں سے زیادہ رحم ہوتا ہے۔ شاید یہ اوسی کا نتیجہ ہے۔

موہنا۔ جے رام اگر تو اس قسم کے مردوں میں ہے جن کے دل میں رحم اور ترس نہیں تو مجھے بھی تیرے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں وہ اصل میں عورتوں سے بھی زیادہ بودے ہیں

اس چلنے نے جے رام پر بہت بڑا اثر کیا۔ اوسکی تمام امیدوں اور آرزوؤں کو صدمہ پہنچا۔ پھر دل میں کہنے لگا اب کیا کرنا چاہیے اگر دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کروں تو مہاراجہ صاحب کو کیا منہ دکھاؤنگا اور اگر سختی کی جائے تو پیاری موہنا کی ناراضی کا باعث ہوگا آخر اوس نے سر اوٹھا کے کہا۔ شاہزادی صاحب اگر آپکی یہ مرضی ہے کہ یہ لوگ چھوڑ دیئے جائیں تو آپ کے حکم سے مجھے انکار نہیں جس طرح چڑیاں اکثر صدقے کرکے چھوڑ دیجاتی ہیں اوسیطرح ان ملکشوں کو میں آپکے دلربا چہرے اور آپ کی سیاہ زلفوں پر تصدق کرکے چھوڑ دونگا۔

موہنا۔ نہیں اب گرفتار ہوئے ہیں تو انہیں رہنے دے۔ اب انہیں لے چلکے کسی اطمینان کے موقع پر رکھ کہ میں خود جا کے دیکھونگی کہ یہ کیسے اور کس خیال کے لوگ ہیں۔ ان کی بہادری نے میرے دل میں جگہ کر لی ہے۔ اگر ان لوگوں نے قبول کیا تو میں عمدہ طور سے انکی میزبانی کرونگی اور خود انکو اپنی زبان سے اونکی شجاعت پر مبارکباد دونگی اب تو جلدی کسی سبزہ زار میں چلکے خیمہ نصب کرا اور اپنی فوج کو ستانے کا موقع دے۔ کیونکہ سفر اور لڑائی دونوں چیزوں نے سب کو تھکا دیا ہے۔ بس اب جلدی جا اور کوئی عمدہ مقام ٹھیرنے کے لیے تجویز کر۔

جے رام۔ بہتر ابھی پڑاؤ کا سامان ہوا جاتا ہے۔

پہاڑوں کے دامن میں لاشوں سے دور ہٹ کے جہاں آبشاروں اور نہروں نے چکر کھا کے زمین کو شاداب بنا دیا تھا اور منظر میں ایک قدرتی پرجوش کیفیت پیدا کردی تھی اور ہر چہار طرف سرسبزی اور شادابی کے آثار پائے جاتے تھے اس سے عمدہ کوئی مقام ٹھیرنے کیلئے تلاش کرنے سے بھی نہیں ملسکتا تھا اس مقام پر تمام فوجی خیمے نصب کر دئے گئے اور پہاڑی کی بلندی پر جہاں سے کل فوج کے خیمے اور صد ہا کوس تک کا سین ہر وقت نظر کے سامنے رہا کرتا ایک سطح تختہ تجویز کیا گیا کہ وہاں شاہزادی موہنا کا خیمہ نصب کیا جائے دہنیائیں

اوس کا خیمہ اور اوس کے گرد اوسکی سہیلیوں اور پیش خدمتوں کے خیمے نہایت عمدہ ترتیب اور خوبصورتی سے قائم کر دئے گئے۔ یہ سب انتظام کر کے شہزادی موہنا کے پاس جے رام آیا اور سر نیاز جھکا کے کہنے لگا۔ شاہزادی صاحب حضور کے حکم کے موافق تمام سامان کر دیا۔ اور حضور کی بارگاہ اور جلوہ کے خیمے سب ایک عمدہ سر سبز اور بلند تختے پر قائم ہیں تشریف لیجلکے ملاحظہ فرمائیے اور وہیں آرام فرمائیے آفتاب کی تیز شعاعوں اور میدان کی اوڑی ہوئی گرد نے حضور کو پریشان کر دیا ہوگا۔

موہنا۔ جے رام یہ چیزیں مجھے بالکل تکلیف نہیں دیتیں اگرچہ میں ناز پروردہ ہوں مگر جفاکش بھی ہوں۔ سپہگری کے شوق نے ان تمام مصیبتوں کو میری نظر میں ہیچ کر دیا ہاں جے رام قیدی ترکوں کے لیے کیا انتظام کیا گیا وہ کہاں ٹھیرائے گئے ہیں۔

جے رام۔ ابھی تک تو وہ فوج کی حراست میں ہیں اور میدان ہی میں ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد اون تین بڑے خیموں میں بھر دیے جائیں گے جو حضور ہی کے خیمے کے قریب نصب کئے گئے ہیں اور دو سپاہی انکی حراست کے لیے مقرر کر دئے جائینگے۔

موہنا۔ اچھا چلو میں اپنے خیمہ میں چل کے تھوڑی دیر ٹھیر دن پھر اون قیدیوں کو دیکھنے کو چلونگی۔ یہ کہہ کے شاہزادی موہنا نے اپنا ہاتھی بڑھوایا اور دیگر کے ہاتھی جن پر اسکی سہلیاں اور پیش خدمتیں سوار تھیں اور وہ بہادر اور پری جمال عورتیں جو اسلحہ جنگ سے آراستہ اور اپنی زلفوں کو شانوں پر بکھرائے ہوئے گھوڑوں پر سوار تھیں اور شاہزادی کے ہاتی کو ہر وقت اپنے پہرے میں لئے رہتی ہیں سب نے موہنا کے ہاتی کے ساتھ فرودگاہ کی طرف رخ کیا۔

ساتواں باب

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۰

تاریکی نے عالم کے چہرے پر سیاہ برقعہ ڈالدیا ہے اور قمری مہینے کی پہلی تاریخون کی رات نے اپنا سیاہ لباس دنیا کو پہنا دیا ہے۔ ہمارا خیال اسوقت کوہستانی اور ریگستانی دونوں زمینون کے درمیان مین سیر کر رہا ہے جہان معمولاً اسوقت صحرائی درندوں اور چند آبشارون کے بہنے کی آواز کے سوا اور کوئی آواز نہیں سنی جاتی ہے۔ اس مہیب اور خاموش سین میں ایک بہت بڑی فوج کے اوترنے سے شور وہنگامہ پیدا ہو گیا ہے آخر رات کی خموشی اس فوج پر بھی غالب آگئی اور بالکل سناٹا ہو گیا۔ لیکن کچھ لوگ گرفتاران بلا جو شاید اس فوج کے ہاتھ میں اسیر ہیں اون کے رونے کراہنے کی آوازیں زیادہ اُبھر اُبھر کے سنی جانے لگین ان گرفتاروں میں مرد بھی ہیں مگر اونھوں نے صبر اور تحمل سے کام لیا ہے اور اپنے درد وغم کو حسرت ناک سکوت کے ذریعہ سے ظاہر کر رہے ہیں ہاں عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے رونے کی آوازیں صحرا کے کھلے سین میں دور دور تک جاتی ہیں اور ہمدرد مددگار کو ڈھونڈھتی پھر آتی ہیں۔ ان ہی قیدیوں میں وہ مصیبت زدہ بہادر بھی ہے جس کا سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ہر سپاہی درد مند بن گیا ہے اور جسکی جستجو میں سلطانی فوجیں سندھ کے ریگستانون میں خاک اوڑاتی پھرتی ہیں۔ منصور بے بسی اور اپنی حالت زار کا خیال کر کر کے دل میں بیتاب ہو جاتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ افسوس میری ہی قسمت نے ان سب یادگاران نسل انصار کو بھی آفت میں پھنسا دیا ہے۔ خدا نے مجھے بجے رام کے سپاہیوں کے ہاتھ سے نجات دلوائی اور پھر لا کے اس عظیم الشان فوج کے ہاتھ میں گرفتار کر دیا۔ مجھے خدا کی مرضی اور اسکے حکم سے انکار نہیں لیکن آہ میرے جو عورتیں اور بچے ہم گرفتار ہوئے ہیں اوُن کی حالت دیکھہ دیکھکے کلیجہ پھٹا جاتا ہے قسمت نے ان سب عورتوں کی پردہ دری کر دی آہ ظالم ہندوؤں کے سامنے بے برقع وچادر بیٹھی ہوئی ہیں اگر چہ ان کی صورت نہ دیکھنا چاہئے لیکن اب سب

جائز ہے یہ تمام قیدی صرف حراست میں تھے اور کسی قسم کی سختی ان پر نہیں کیگئی تھی جسکی وجہ یہی ہوئی کہ رحم دل شاہزادی موہنا کو خدا نے ان کا ہمدرد بنا دیا تھا ہر قیدی دوسرے کے پاس جا کر اوس کی مزاج پرسی کرسکتا تھا منصور بھی ان ہی آسانیوں کے اپنے مقام سے اوٹھا اور ادہر اودہر ٹہل کے قیدیونکی حالت دیکھنے لگا عورتون اور بچونکی حالت دیکھ کے وہ بیتاب ہو جاتا تہا اور پھر خدا کے سچے وعدے اوسکے دلکو تسلی کر دیا کرتے تھے خود منصور بھی مارے زخموں کے چور چور ہو رہا تھا۔ لیکن اپنی تکلیفین اس سیر کے وقت بھول گیا تھا۔ ہان مسلمان عورتون پر اسکے زخم ستم کر رہے تھے کیونکہ اسکی بہادری اسکی خوش اخلاقی اور اسکی دلفریب صورت نے ہر متنفس کے دلمین اسکی محبت ڈالدی تھی۔ عین اس حالت میں اسکا گذر دو کمسن لڑکیوں پر ہوا اون کی طرف نظر جاتے ہی منصور کے دلمیں خدا جانے کیا خیال آیا کہ وہ یک بیک ٹھٹھک کے مبہوت سا رہگیا تھوڑی دیر کی حیرت زدگی نے اوسکے خیالات پر اثر ڈالدیا اور اپنے تمام قیدیون کا غم اوسکے دل سے غائب ہوگیا۔ ایک خالص اور پاک محبت کا طوفان عالم خیال مین اوس پر طاری ہوگیا اور بادہ الفت کے تیز جھونکے کل باتونکو اوسکے دل سے اوڑا لیگئے اون لڑکیوں نے اوسے نہین دیکھا تھا مگر یہ آہستہ کھڑا ہو کے اونکی باتیں سننے لگا۔ اوس حیرت کی حالت میں جو آوازیں منصور کے کانمیں آئیں وہ یہ تھیں

لیلا۔ ابو مسلم نے بھی [illegible] نے کیسی جرات سے مقابلہ کیا۔

عذرا۔ ہان دیکھ لیا مگر ایسی سیر خدا کسی کو نہ دکھائے۔ آہ میں تو اس ناتجربہ کاری میں کرسکتی۔ لیکن جنھوں نے بہادری سے کام لیا اونہوں نے کیا بنالیا۔ یا تو ماری گئیں یا زخمی ہوئین اور اب ہمارے ساتھی کافروں کے ہاتھ میں گرفتار ہیں اب اس قید سے نجات پانیکی امید نہیں خدا جانے کیسی بیعزتی اور کس قسم کی [illegible] قسمت میں لکھی ہے۔ یہ کافر ہمیں لونڈی بنا لینگے [illegible] کر کے ہماری شرافت [illegible]

نکالیں گے۔

عذرا۔ لیلا یہ کیا کہا تمہیں بھی ہوگی۔ آہ اگر ایسا تھا تو مجھے پہلے کیوں نہ بتادیا کہ میں لڑکے جان دیتی۔

لیلا۔ اب عزت و آبرو کا بچانے والا کوئی نہیں۔

عذرا۔ لیلا اسقدر یاس نہ کرو! آہ تمہاری غیرت کیا ہوئی جو ایسی باتیں زبان سے نکالتی ہو۔

لیلا۔ تدبیر خلاف ہوتی ہے جب تقدیر بگڑتی ہے اسوقت نہ انسانیت حیا باقی رہتی ہے نہ عصمت جب خدا نے ہمیں ایک ظالم اور مشرک قوم کے ہاتھ گرفتار کیا تو اور پاک دامنی کیسی۔ عذرا کیسی بھولی باتیں کرتی ہو۔ اب ہم گویا نہ اس نسل سے رہیں جسپر ہمیں ناز تھا اور نہ وہ عصمت شعاری ہم میں باقی ہے جو دور دور مشہور تھی۔

عذرا۔ چاہے تم نے ان باتوں کو گوارا کر لیا ہو لیکن میں اپنے آپکو ایسا ہی پاکدامن سمجھتی ہوں جیسے کہ مجھے ہونا چاہیے۔

لیلا۔ آہ ہمیں اور تمہیں اختیار ہے اپنے دلمیں تو ہم بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں لیکن جب جبر و ظلم سے اپنے اور تمہیں قائم نہ رہنے دے تو کیا کیا جائے۔

عذرا۔ نہیں لیلا کوئی جبر اور کوئی ظلم اس دلتک نہیں ڈال سکتا ہے ہاں میں جان تو دے سکتی ہوں۔

لیلا۔ ہائے یہ بھی نہیں ہوسکتا۔ اسلحہ چھین لیے گئے۔ کوئی ہتھیار نہیں کہ کہیں سے زہر لادے۔ پھر بتاؤ کیونکر جان دوگی۔

یہ سن کے عذرا نے سر جھکا لیا اس تقریر کے اثر نے پہلے تو اسے اس درجہ نادم بنادیا کہ کوشش کرتی تھی مگر کسی طرح سر نہیں اٹھا سکتی تھی۔ بس شرم دلانے والے خیالات نے اپنے کثرت ہجوم سے آخر اوس کے دلمیں خوف پیدا کر دیا رخساروں پر کی سرخی اور بشاشت سب اوس خوف کی نذر ہوگئی اور دلربا چہرہ جو ساری دنیا کی رونق اور سارے جذبات کا مرکز تھا۔ بالکل زرد اور افسردہ ہوگیا [illegible] سکتا ہے

کہ اپنے دل میں وہ کیا کہہ رہی تھی ۔ لیکن چہرہ کے متغیر ہونے سے بے بس ٹپے دست
و پا بہادر منصور اسقدر سمجھ رہا تھا کہ اوس کے خیالات بہت جلد جلد صورت بدلتے
ہیں اور اوس کے بھولے دل پر نئی نئی مصیبت ڈالتے ہیں ۔ آخر ان خیالات نے
عذرا کو بالکل مایوس بنا دیا اور اپنی خیالی ناکامیوں سے اکتا کے اوس نے سر
اوٹھایا اور لیلا کی طرف نہایت مایوسی کے لہجہ میں کہنے لگی ۔ اب اور کوئی تدبیر باقی
نہیں رہی تو میں بتاؤں اس سے اچھی کوئی تدبیر نہیں آؤ تم میرا گلا دباؤ اور میں
تمہارا گلا دباؤں بس اسطرح ان تمام مصیبتوں سے بہت جلد نجات ملجائیگی ؟

لیلا ۔ ہاں عذرا یہ تدبیر تو اچھی ہے لیکن یہ خدا کے حکم کے خلاف ہے آہ قیامت
کے دن ہم دونوں خدا کو کیا جواب دینگے جب پوچھا جائیگا اپنی منہ بولی بہن کو کیوں مار ڈالا

عذرا ۔ بہن کیا خداوند تعالیٰ نہیں جانتا کہ ہم پر کیسی مصیبت پڑی ہے ؟

لیلا ۔ وہ عالم الغیوب ہے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے مگر اس کا حکم
ہے کہ مصیبت کے وقت مسلمان کو صبر کرنا چاہیے وہ اپنی امید کو منقطع کرے اور
منتظر رہے کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ۔

عذرا ۔ آہ سوائے بے عزتی کے اور کیا ظاہر ہوگا ۔

لیلا ۔ نہیں عذرا خدا کے فضل سے مایوس نہ ہو ۔

یہاں تک گفتگو ہونے پائی تھی کہ ہمارا نوجوان منصور اپنی بیخودی کے خواب سے چونکا
بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس بیکس لڑکی کی مایوسی اور بیکسی نے اسکی عادت کے موافق
اسے چونکا دیا ہمارے نوجوان کی زندگی اس قسم کے واقعات سے لبریز تھی ۔
مظلوم کی آہ اور بیکس کی بیقراری پر وہ چونک پڑا کرتا تھا اور اسیطرح اس
مرتبہ بھی وہ ایک آہ کے درد سے تڑپتا ہوا چونکا اور یہ کہتا ہوا ان لڑکیوں کی طرف
بڑھا کہ اے پاکدامن لڑکیو اور اے غیرت مند قبیلہ الفضا کے محکوم نہ سمجھنے والیو زیادہ
نہ بیقرار ہو ۔ تمہاری بیقراری مجھے بے چین کر رہی ہے ؟
یہ جملہ سن کے دونوں لڑکیوں پر دونوں کے خیالی خوف نے اس درجہ اثر کیا کہ یک بیک

اوچھل پڑین اور دونون کا معصوم دل زور زور سے دھڑکنے لگا - مگر جلدی اپنے منتشر حواس کو سنبھال کے اونھون نے دیکھا تو وہ جوان ہے جسکے کارنامون اور جسکی آواز نے اون کے دلمین جگہ کر لی - لیلا تو اوٹھنے لگی کہ اپنے ہمدرد کی تعظیم کرے مگر عذرا نے منہ پھیر کے چہرہ پر نقاب ڈال لی - لیلا نے آگے بڑہنے کا قصد کیا تو اوسکے پشت کی جانب سے اوسکا کرتا چپکے سے پکڑ کے روکا اور خود اسکی آڑمین اگئی ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس پاکدامنی کے جوش نے نوجوان بہادر کے دلپر اثر کیا کیا دیکھنے والون نے بس اسقدر دیکھا کہ فوری جوش نے نوجوان بہادر کے دلپر جو اثر کیا تھا اسکی وجہ سے وہ لیلا کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا لٹے خانمان برباد لڑکیو یہ تو معلوم ہے کہ تمکو خدا نے ہماری مصیبت کا شریک [illegible] یہ بتاؤ کہ تم کون ہو کس خاندان کی زیب و زینت ہو - آہ باغ انصار مین خزان آگئی اور اسکے کیسے کیسے شاداب شگفتہ پھول آج مرجھائے نظر آتے ہین —

لیلا - حضرت کسی ملک کی شاہزادیان اپنے ملک مین وہ وقعت نہ رکھتی ہونگی جو ہمکو اپنے خاندان مین حاصل تھی - سادگی کی گود مین ہماری پرورش ہوئی - اور آزادگی کے صحرا نے ہمارے حوصلے وسیع کر دیے - بیکسی و بے بسی ہمارے لئے مصیبت ہے شاکہ

منصور - ہان ہان مین جانتا ہوں مگر یہ معلوم ہونا چاہیے کہ تم کس خاندان سے ہو اور کس کے باغ امید کو تم سے پھولونپر ناز تھا —

لیلا - آہ [illegible] کو بدنام کرنے سے کیا فائدہ مگر اپنے ہمدرد محسن سے اپنا حال چھپانا نہ چاہیے رئیس قوم محمد بن صالح کو آپ بخوبی جانتے ہیں مین انکے بھتیجے حسن بن صالح کی لڑکی ہون اور لیلا میرا نام ہے اور یہ کم عمر لڑکی جس سے مین باتیں کر رہی ہون اونکی پوتی اور محمد بن قاسم کی بیٹی ہے اور قاسم بن محمد آپکے [illegible] اُنکا اونکا ساتھ رہتا ہے یہ اُن ہی کی بیٹی عذرا ہے اس قید [illegible] کر دیا ہے کہ بیچاری جھتیجی کے خوف سے جان دینے پر آمادہ ہے اس جواب نے نوجوان منصور کو [illegible] حیرت [illegible] سکوت مین رکھا اور اسکے خیالات عجیب قسم کے تغیر دکھاتے ہیں [illegible]

صدمہ دل سے نکل گیا اور اسکی جگہ ہمدردی حیرت کے خیالات اور دشمنوں کی نفرت تدریجاً جوش کے ساتھ غلبہ حاصل کرتی جاتی تھی اوس نے اپنے ابتدائی خیال میں کہا اور اس سکوت کے ساتھ کہا کہ اوسی نے کہا اور اوسی نے سنا۔ آہ ان لڑکیوں کے سادہ دل پر کیا صدمہ ہوگا۔ قیس ہمارے خیال کے موافق یہ لڑکیاں ان بے حد زیبا کوہساروں اور ریگستانی میدانوں کی ہرنیاں۔ آزادی اونکی گھٹی میں پڑی ہے ناز برداری سے پرورش پائی کیسی ناز برداری وہ نہیں جو عالیشان محلوں اور دولتمندی کے سامانوں سے نمایاں ہوتی ہے بلکہ وہ جس کا دارومدار صرف آزادی بےفکری۔ خودمختاری اور خوشحالی پر ہوتا ہے آہ ان کے نازک دلوں پر کیا ستم کر رہا ہے ان کے حسن وجمال پر یہ کتنا بڑا غضب ہے خصوصاً وہ چھوٹی لڑکی جس کی سادی طبیعت کو معلوم ہوتا تھا کہ تجربے نے صرف بھولے پن ہی کا سبق دیا ہے۔ آہ اس کی صورت کا کس قدر دلفریب اسکا حسن کیسا دلربا اسکی ادائیں کس درجہ دلکش ہیں اسکی شرمائی نگاہ اپنے بےخبر دل نشانہ بازی میں کتنی کامیاب ہے ہاں اسکا کیا نام بتایا تھا۔ عذرا کیسا اچھا نام ہے یہ تو ماں باپ کا رکھا ہوا نام نہیں معلوم ہوتا۔ کسی قدردان حسن اور کسی عاشق مزاج نے رکھدیا ہوگا اور یہ بیٹی کس کی ہے۔ قاسم کی۔ اے میرے دوست جو ہر موقع پر میرے پہلو بہ پہلو رہتا تھا میں نے جو خیالات اسکے حسن کی نسبت ظاہر کئے کیسے تھے اے نظر تو نے بُری نگاہ سے تو نہیں دیکھا اور اے دل تو ناجائز اور خراب نیت سے تو اسکی طرف نہیں متوجہ ہوا۔ ہاں ایک شوق اور مضطربانہ جذبات کا ضرور گنہگار ہوں مگر جائز ہے میری نیت بُری نیت نہ تھی۔ میں نے پاک نظر سے اوسے دیکھا اور پاک دل اور پاک ہی نیت سے اسکا آرزومند ہو گیا ہوں۔ مگر نہ یہ تو جان دینے کو کتنی ہے کفار کے خوف سے اس قدر تنگ آگئی ہے لیکن میں بھی اسکے ساتھ اپنی جان دونگا میرے دل میں بھی غیرت ہونا چاہیے۔ اگر اسے اپنی پردہ داری اور اپنی عصمت کی عزت ہے تو مجھے بھی اپنی ذلت اور گرفتاری پر غیرت آنا چاہیے

ہاں میں بھی غیرت مند ہوں اور میری معشوقہ بھی۔ نہیں۔ دوشیزہ لڑکی بھی غیرتمند ہے۔

اس کے بعد منصور لیلا کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا لیلی تم اپنی بہن سے کہدو کہ زیادہ پریشان نہ ہو۔ خدا ہم سب کی عزت و آبرو کا نگہبان ہے اگر انکے دل مین غیرت ہے تو میں بھی غیرت مند ہوں میں سچ کہتا ہوں کہ اپنی جان بھی اس مقام پر دونگا جس مقام پر نسل انصار کی کسی لڑکی خصوصاً تمہاری بہن کا خون کریگا کفار کی طرف سے پردہ دری کی یا اس سے زیادہ کسی قسم کی کوشش کیگئی تب بھی یقین ہے کہ ہمارا عزت و مرد ہونا لوگ اسکے متحمل نہو سکینگے"

لیلا۔ صاحب ہمارے دل پر رعب غالب ہوگیا اور اس وجہ سے اب ہمکو سوائے موت کے اور کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی آہ - ! آپکی ہمدردی کا بھی کوئی نتیجہ نہیں خدا نے ہماری ہی طرح بے دست و پا بنادیا ہے۔

منصور۔ بیشک اس زمانہ میں میرا کوئی اختیار نہیں اور کسی طرح تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ تمہاری حفاظت اور ہمدردی میں اپنی جان دے دونگا"

لیلا۔ ایسے جملے زبان سے نہ نکالیے۔ آپ نے ہمارے خاندان کے ساتھ جیسے سلوک کئے ہیں اونکی وجہ سے آپکی مصیبت کا خیال آتے ہی ہمارا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

منصور۔ لیلا تمہاری بہن کے مزاج میں شرم بہت زیادہ ہے۔

لیلا۔ جی ہاں شرم اور خوف دونوں باتیں انکے مزاج میں اعتدال سے بڑھی ہوئی ہیں (عذرا کی طرف متوجہ ہوکر) عذرا عذرا اب یہ شرم کا کون موقع ہے جب قسمت نے کافروں کے سامنے پردہ دری کردی تو اپنے ہمدردوں اور مصیبت کے شریکوں سے شرم کیسی۔ آہ تم شرمائی جاتی ہو۔

دیکھو خدا نے اس فرشتہ کو تمہارے پاس بھیجا جس نے بارہا ہماری مدد کی اور ہمارے خاندان کو خطروں سے بچایا۔ اوسکے ہاتھوں امید ہے کہ ہمیں اس آفت سے

جبھی نجات پا جائیگی ادھر اس کے سامنے معذرت کرو اور اسکی خوشامد کرو کہ ہماری بیکسی میں کام آوے۔ اس کے جواب میں عذرا بہت شرمندگی کے ساتھ خاموش رہی پھر اپنی دلکش اور شیریں آواز سے بولی وہ خود بیکس ہیں اور وہ کیسے کیا کام آسکتے ہیں۔ دعا کرو۔ کہ خدا ان کی بیکسی پر رحم کرے کہ ہم سب ان ہی پر منحصر ہیں
اس جواب نے منصور کو اس بات کا یقین دلا یا کہ اوسکے دلی جذبات بے اثر نہیں ہے اور اوس نے ذرہ جرأت سے کام لیکے کہا۔ عذرا تم مضطرب نہ ہو۔ اگر میری جان باقی ہے تو مجال نہیں کہ کوئی تم کو ترچھی نظر سے بھی دیکھ سکے۔ اگرچہ میں قید میں ہوں اور میرے پاس اسلحہ نہیں ہیں مگر دیکھو میرے ہاتھ کھلے ہوے ہیں ان ہاتھوں سے وہ ہمدردی اور محبت جو مجھے تم سے ہے پورا کام لیگی
عذرا۔ شرم کے لہجے میں۔ آپ کے ایسے ہمدرد کو میں کیونکر گوارا کرسکتی ہوں کہ یوں بے سوچے سمجھے خود اپنے ہاتھ سے اپنی جان دے دے آہ جب آپ کو ہماری مصیبت کا ایسا خیال ہے تو انصاف کیجیے کہ آپکی مصیبت ہمارے دل پر کیا ستم ڈھاویگی۔
منصور۔ بہت دلی ... ولہ جذب ... اسکے کہتے ہیں یہ میری محبت نے اثر دکھایا ذرا بھی رنج نہیں تم اسکا خیال مت کرو مجھے خدا نے صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ تم سی پاکدامن کی حمایت میں اپنی جان دے دوں۔ لیکن تم اسلئے نہیں ہو۔
عذرا۔ اچھا تو میں کس لئے ہوں۔
منصور۔ منصور صرف اس لئے کہ اپنی جان نثاروں کو اپنے دل میں جگہ دو۔
یہ جملہ کہتے وقت منصور کی آنکھوں سے ایسی کیفیت نمایاں ہوئی جس نے سادہ دل اور پاکدامن عذرا کو غیرت اور شرم کے دریا میں ڈبو دیا عذرا اپنے دل ہی دل میں نہایت درجہ نادم تھی اور جو پچھلے الفاظ منصور کی زبان سے نکلے تھے اوسے کسیطرح بھولتے ہی نہ تھے۔ عذرا اپنے دل سے خفا ہو کے اور بگڑ کے کہہ رہی تھی کمبخت تو نے بدنام کیا۔ نہ میں جانتی تھی کہ میرا جذبات دل اتنا سچا ہوگا اس بدنامی کے خوف سے تو میں نے کبھی کسی کے سامنے آج تک اسکا نام بھی نہ لیا اس سے

زیادہ کیا ہوگا کہ جماعت کے ثواب سے اپنے آپ کو محروم ہی اپنے خیمہ میں چھپی بیٹھی رہی کہ کہیں سامنا نہ ہو جائے۔ اب آج لے دل وہ جسے تو چاہتا تھا میری آنکھوں کے سامنے کھڑا ہے۔ صرف گھبراہٹ ہی نہیں اپنے الفاظ میں ظاہر کر رہا ہے کہ تیری الفت اور تیری کشش کا جادو اس پر چل گیا قسمت تو کیوں میری دشمن ہو رہی ہے کیا اس قید سے بدنام اور رسوا ہو کے نکلونگی مگر آہ یہاں سے نجات ہی کیوں ملنے لگی۔ ہماری محبت اور مصیبت دونوں کا ایک ساتھ ہی فیصلہ ہو جائے؟

عذرا ان ہی خیالات میں تھی کہ منصور بھی اس کی صورت کا اس درجہ شیدا تھا اوس نے اوس پر اس درجہ کا اثر کیا کہ نقش حیرت بنا کھڑا تھا وہ تنہا اوسکی تصویر تھی اور دونوں کے دل گویا اس عالم سکوت میں راز و نیاز کی باتیں کر رہے تھے اور عشق کا اشراقی ٹیلیفون دونوں کے کانوں میں لگا ہوا تھا۔ اس عشق کی نئی راز دار لیلا عالم حیرت میں تھی۔ اسکی متحیر آنکھیں کبھی منصور کیطرف متوجہ ہوتی تھیں اور کبھی عذرا کے چہرے پر جاتی تھیں۔ باوجود عالم خود رفتگی کے بار بار اوسکے دامن میں چھپنے کی کوشش کرتی تھیں۔ نسل انصار کے دیگر قیدی جو اس خیمہ میں تھے وہ اپنی مصیبتوں کے خیال سے سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اور کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ ناگہان خیمہ میں چند اچھوت جوان آگئے۔ اور چاروں طرف دیکھکر پھر باہر چلے گئے جن کے جاتے ہی شاہزادی موہنا ان قیدیوں کے خیمہ میں داخل ہوئی۔ پیاری موہنا وضع اور صورت ایسی نہ تھی کہ کسی شخص کے قریب جاکے وہ کھڑی ہو جاتی اور وہ شخص اوسکو حیرت سے نہ دیکھنے لگتا۔ آہ کسکی مجال تھی کہ موہنا اوٹھتی جوانی دلربا صورت دلدوز نظر اور عالم فریب حسن و جمال کو دیکھتا اور وقف حیرت نہو جاتا خصوص اس موقع پر جبکہ معشوقانہ پیارے پیارے ہاتھ پاؤں کو سپاہیانہ تیوروں نے قیامت کا بانکپن پیدا کر دیا تھا۔ بالوں کا جوڑا بندھا تھا اور شاہزادگی کے طور پر پیشانی کے اوپر ایک سونیکا مرصع زیور تھا جس پر کلغی لگی

ستی سا ایک جست کرتی بدن میں تھی اور ریشمی ساڑھی جس پر طلائی کام بنا تھا اپنی خوشنما شکنوں سے اوس ادا کو چھپا رہی تھی جو دولت حسن کے ساتھ ابتدائی شباب کو عالم میں آشکارا کیے دیتا تھا ساڑھی کے اوپر کمر میں مرصع سونے کی ڈاب تھی اور اسمیں ایک نہایت ہی نازک تلوار لگی ہوئی تھی جو جانستانی [illegible] خود اوسی کی تیغ ابرو کی ہمپایہ تھی۔ اوسکے پاؤں نازک پر قدیم ہند و سوسائٹی کے اصول ظاہر کر رہے تھے اسلیے کہ وہ برہنہ پا تھی۔

اس دلربا ادا سے موہنا اگرچہ کھڑی ہوئی لیکن منصور کو عذرا اور لیلیٰ کی محبت اس درجہ بڑھی تھی کہ کسی کو اس کا خیال نہ آیا اور تینوں اپنے حیرت زدہ دلولوں میں اوسی طرح غرق رہے آہ [illegible] کس قدر سچا اور موثر ہوتا ہے کہ موہنا قدیم حیرت زدگان عشق کا ہوش میں آنا تو درکنار یہاں یہ قیامت ہوئی کہ موہنا پر بھی وہی بیخودی طاری اور اس بیخودی نے سین کو ایک [illegible] بھر کے اور بھی رونق دے دی۔

موہنا پر جب دیر تک یہ عالم طاری رہا تو اون راجپوت افسروں میں سے جو اوسکے ہمراہ آئے تھے۔ ایک نے آگے بڑھکر کہا شاہزادی صاحب اگر اس خیمے کے [illegible] آپ ملاحظہ فرما چکی ہوں تو دوسرے خیمہ میں تشریف لے چلیے

موہنا۔ (اپنی بیخودی سے چونک کر) آہ انہیں۔ ہاں مجھے ابھی ان لوگوں سے کچھ باتیں کرنا ہے تم ان لوگوں کی زبان میں گفتگو کر سکتے ہو؟ کیونکہ [illegible] ان سے گفتگو نہیں کر سکتی۔

افسر۔ یہ لوگ آپکی گفتگو سمجھ سکتے ہیں کیونکہ یہ محمود کی ہمراہی نہیں ہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو قدیم سے ملک سندھ میں سکونت پذیر [illegible] کے قیام نے انھیں یہاں کی رسوم اور یہاں کی زبان سے بخوبی واقف کر دیا ہے

موہنا۔ ہاں تو میں خود ان سے گفتگو کرونگی۔

اس تقریر نے باقی ماندہ خود رفتگان کو بھی چونکا دیا۔ پہلے تو لیلیٰ کی نظر موہنا اور

اوس کے ہمراہیوں پر پڑی اور لیلا نے فوراً عذرا کے ہاتھ سے مشک کا دیکچہ چونکا دیا عذرا نے پیچھے گھبرا کے اون راجپوتوں کو دیکھا۔ پھر یک بیک خوف زدہ ہو کے لیلا کے پیچھے بدن سمیٹ کر بیٹھ گئی اور سر جھکا لیا عذرا کی اس حرکت نے منصور کو برہمی کے ساتھ ہوشیار کر دیا جس نے فوراً گردن پھیر کے دیکھا اور دیکھتے ہی غضب آلودہ ہو کے پھرا اور چاہتا تھا کہ ایک راجپوت کے جوسب کے آگے کھڑا تھا بڑھ کر تھپڑ مارے کہ شاہزادی موہنا پر نظر جا پڑی اور وہ دوبارہ متحیر ہو کے ساتھ ہی ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔ منصور کی یہ بہادرانہ پھرتی اور حیرت موہنا پر اثر کر گئی اور وہ اپنے دل ہی دل میں کسی بے اختیاری شوق کا مزہ لے کے بولی صاحب آپ کی قوم کی شجاعت اور خصوصاً آپکی ذاتی جرات نے مجھے آپ کا قدردان بنا دیا ہے براہ عنایت بتائیے کہ آپ کون ہیں اور آپکا کیا نام ہے یہ جملہ سنکے منصور حیرت واستعجاب کے ساتھ شاہزادی موہنا کی صورت دیکھنے لگا اور موہنا نے کچھ دیر جواب کا انتظار کرنے کے بعد پوچھا۔ کیوں صاحب آپ کو اپنا نام بتانے میں کچھ عذر ہے؟ اب ہمارا نوجوان اور بھی متحیر ہو گیا۔ اور اس نے اشارہ سے بتایا کہ میں آپکی گفتگو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن قبل اسکے موہنا کوئی اور جملہ زبان سے نکالے لیلا نے شاہزادی کی طرف متوجہ ہو کے کہا۔ یہ اس سرزمین پر نئے آئے ہیں اس سبب سے آپ کی گفتگو نہیں سمجھ سکے آپ مطمئن رہئے میں کہے دیتی ہوں۔ یہ کہہ کے منصور کو بتایا کہ تمہارا حال اور نام پوچھتی ہیں۔

شاہزادی موہنا نے لیلا کا شکریہ ادا کیا اور اسی کو متوسط قرار دیکر بہادر نوجوان منصور سے باتیں کرنے لگی۔

منصور۔ میرا نام منصور ہے ور حال کیا۔ مسلمان جنگ آزماؤں کی فوج کا ایک سپاہی ہوں۔

موہنا۔ آپ کی نوجوانی اور اس نوعمری پر آپکی شجاعت کا خیال کر کے میں حیرت میں آجاتی ہوں۔

منصور ۔ آپ بھی تو نوجوان ہیں اور آپ کی وضع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بہادر بھی ہیں ۔ اس جواب نے شاہزادی موہنا کو کسی قدر شرمندہ کر دیا مگر زبردستیوں سے چہرے پر استقلال کے آثار قائم کر کے پھر بولی نہیں میں نے تو آپکی شجاعت اور جوانمردی کا سماں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس امر نے مجھے مشتاق بنا دیا ہے کہ آپ سے ملنے آئی ہوں ۔

منصور ۔ میں کیا چیز ہوں جتنے لوگ میرے ساتھ اسیر ہیں انمیں ہر شخص مجھسے زیادہ شجاع اور بہادر ہے اور اب تو ہم سب بالکل بودے ہیں کیونکہ جب آپ کے ہاتھ گرفتار ہو گئے تو بہادری کسی اور شجاعت کیا ۔

موہنا ۔ اس سے کیا ہوتا ہے شہسوار ہی گرتا ہے اور تیرنے والا ہی ڈوبتا ہے تعریف اس بات کی ہے کہ آپ نے اپنا پورا جوہر دکھایا ۔ اتنے بڑے سیلاب عظیم میں ہوش و حواس ہی بجا رہنا ہی دشوار ہے نہ کہ وہ بہادری جو آپ نے ظاہر کی ۔

منصور ۔ میں کچھ آپ سے بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں اجازت ہو تو پوچھوں ۔

موہنا ۔ پوچھئے میں خوشی سے جواب دونگی ۔

منصور ۔ آپ کون ہیں اور یہ لشکر کس کا ہے ؟ ہم لوگوں سے کیوں مزاحمت کی گئی حالانکہ ہمارے ساتھیوں میں سے کسی کو محمود سے کچھ تعلق نہیں ۔ یہ لوگ خود اپنی جان چھپائے پھرتے ہیں ۔

موہنا دل میں سوچنے لگی کہ کیا جواب دوں اور اس فکر میں اس نے گردن جھکائی تھی کہ ایک راجپوت افسر بول اٹھا ہم لوگ راجہ اجمیر کے جان نثار ہیں اور ان ہی کے حکم سے آئے ہیں اور جن سے تم باتیں کر رہے ہو یہ ہماری سرتاج اور ہمارے راجہ کی لائق اور بہادر شاہزادی موہنا ہیں ۔

موہنا ۔ آہ تم نے کیوں بتا دیا ۔ میں خدا جانے کس فکر میں تھی اور تم نے بے سوچے سمجھے میرا نام بتا دیا ۔ خیر اب خبردار بے میری اجازت کے کوئی لفظ زبان سے نہ نکالنا ۔

شہزادی کی صورت دکھائی دی جو مثل لیلا اور منصور دونوں متحیر ہو گئے اور منصور مضطربانہ کہنے لگا۔ آپ شاہزادی ہیں۔ ہم آفت زدوں کے پاس آپ کیوں تکلیف کر کے آئیں

موہنا۔ اول تو آپکی شجاعت نے مجھے آپ سے ملنے کا شوق دلایا دوسرے اب آپ کے خلق اور آپ کی حالت اور نیز صورت نے آپ کا گرویدہ بنا دیا ہے میں آپ سے ایک امر کی درخواست کرونگی پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ جن کی طرف اشارہ کر کے وہ کون ہیں جنکے مزاج میں دنیا بھر سے زیادہ شرم ہے۔ آخر وہ دبی کیوں جاتی ہیں اپنا منہ کیوں چھپائے لیتی ہیں۔

اسکے جواب میں منصور کچھ متفکر سا ہو گیا مگر لیلا فوراً کہنے لگی۔ شاہزادی صاحبہ ہم مسلمانوں میں رسم ہے کہ عورتیں نامحرم یعنے غیر مرد کے سامنے نہیں آتی ہیں اور ہمیشہ پردے میں چھپی رہتی ہیں یہ بیچاری میری بہن ہے۔ انھوں نے زندگی بھر کسی غیر مرد کا سامنا نہیں کیا آپکے ساتھ جو سردار ہیں انکی وجہ سے انہیں شرم آتی ہے اور اپنا منہ چھپا لیتی ہیں۔

موہنا۔ مجھے اس کا حال بالکل نہیں معلوم تھا ورنہ میں ان لوگوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لاتی۔ اس لئے کہ ان کی تکلیف مجھے گوارا نہیں ہے (اپنے ہمراہیوں کی طرف متوجہ ہو کر) اچھا تم لوگ باہر جائے ٹھیرو میں ابھی آتی ہوں تمام افسران فوج یہ سن کے خیمہ سے نکل آئے۔

موہنا۔ بس اب تو کوئی بات آپ کے مزاج کے خلاف نہیں ہے

منصور۔ نہیں آپکی عنایتوں کے ہم سب شکرگذار ہیں آپکے شریفانہ برتاؤ نے مجھے آپ کا ممنون احسان بنایا ہے شاید دنیا میں اور کوئی اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرے۔

موہنا۔ (لیلا سے) مگر مجھے تعجب ہے کہ تمہاری بہن ابتک اوسی طرح تمہاری آڑ میں چھپی ہوئی ہیں میری طرف سے انہیں اطمینان دلاؤ کہ یہ تو اپنی بہن سمجھیں اور

اپنی صورت دکھلائیں۔

لیلیٰ۔ (عذرا سے) حقیقت میں یہ بیچ خلق ہے خدا نے اس ہندو شاہزادی کو تمہارا ہمدرد بنایا ہے۔ تم سب کا یہی فرض ہے کہ اسکی دلشکنی نہ کریں اتنا کہہ کے لیلا نے عذرا کو ہاتھ سے کھینچکر سامنے کھڑا کر دیا مگر ہمارے نوجوان منصور کے سبب سے عذرا کو کسی طرح سر اُٹھانے یا موہنا سے چار آنکھیں کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ موہنا نے اب عذرا کی صورت دیکھی تو حیرت زدہ ہو گئی کہ خدا نے اسکی صورت میں کیسی خوبی پیدا کی ہے اور اسکے حسن و جمال سے کس درجہ کی دلشکنی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن یہ امر نوجوان منصور پر زیادہ اثر کر گیا تھا وہ اول تو شاہزادی موہنا کا احسانمند تھا کہ اوسکی بدولت پیاری عذرا کی زیارت کر سکا دوسرے عذرا کے سحر حسن و جمال نے اوسے دیوانہ اور مدہوش بنا کے کھڑا کر دیا تھا۔ موہنا نے تھوڑی دیر تامل کیا اور عذرا کے حسن و جمال کو دیکھ دیکھ غور کر رہی تھی اوسکے بعد نوجوان منصور کیطرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی۔ اب میں آپ سے ایک امر کی آرزومند ہوں اور امید ہے کہ آپ بھی قبول فرمائیں گے۔

منصور۔ فرمائیے۔

موہنا۔ (منصور سے) کیا اچھا ہو کہ آپ میری دعوت قبول فرمائیں اور کہ آج آپ صرف تین صاحب اس درخواست نے منصور کو کسی قدر سست بنا دیا کیونکہ اس قدیم زمانہ کے مسلمان ہندوؤں کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اور اگر کوئی اس امر کا مرتکب ہوتا تو ہر طرف سے اسپر مذہبی الزام قائم کیا جاتا تھا۔ لیکن مروت نے اسکی زبان سے حرف انکار نہ نکلنے دیا اور کہنے لگا اچھا عذرا سے دریافت کیجئے اگر منظور کریں گی تو مجھے بھی منظور ہے۔

موہنا۔ (لیلا سے) آپ اور آپکی بہن کیا میری میزبانی قبول نہ کریں گی۔

لیلا۔ نہیں ہمیں انکار نہیں مگر شاید آپ چھپ کر ہمارا کھانا کھا سکیں گی۔

موہنا۔ آہ! یہ ممکن نہیں کہ پوشیدہ رہ سکے ہاں ممکن ہے مگر ابھی نہیں۔ اگر آپ ایسا

کروں تو بے دہرم ہو جاؤں اور میری ذات کا کوئی میرے ساتھ کھانا نہ کھاوے
تمکو ہندو دہرم کی رسمیں نہ معلوم ہونگی ۔ میں تو اسکو بھی منظور کر لیتی مگر ابھی سماں
نہیں ہے آپ یہاں سے چند اور لوگ لے لیجئے ۔ خود آپ کی دعوت کا سامان کرینگے
اور آپ کے لیے کھانا پکوائینگے ۔

منصور ۔ شاہزادی صاحب اسکی کیا ضرورت ہے کہ ہم سے ذلیل قیدیوں کے لیے
آپ اتنی تکلیف گوارا فرمائیں اور لطف کے ساتھ وہ کلمات کافی ہیں جنہوں نے
ہمیں آپ کا ممنون بنایا ۔

موہنا ۔ نہیں میری دعوت تو آپکو منظور کرنا ہوگی ۔ آپ اپنی قوم کے شریف اور معزز
لوگ ہیں ۔ اگر آپ کے ساتھ اس عزت کا سلوک نہ کیا جائے جس کے آپ مستحق ہیں
تو دنیا ہم لوگوں کو کج خلق اور ناقدر شناس بلکہ ظالم کہیگی ۔

منصور ۔ اچھا مجھے منظور ہے اور آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہوگا ۔
مگر میں نہیں جانتا کہ عذرا نے بھی دل سے منظور کیا یا نہیں آپ اونسے بھی دریافت
کر لیجئے یہ سنکے موہنا نے اتنی جرأت کی کہ بڑھ کے عذرا کے جھکے ہوے سر پر ہاتھ رکھا
پھر دوسری ہاتھ سے ٹھڈی پکڑ کے دلدہی کے لہجہ میں کہا بہن تم تو بہن ہی
ہونگی میری مہمانی قبول کر کے مجھے مشکور کرو ۔

عذرا ۔ مجھے انکار نہیں مگر میرے دل میں خوف سمایا ہوا ہے ڈرتی ہوں کہ دوستی
کے پردہ میں دشمنی نہ کیجائے بے عزتی کا خیال اور عصمتی کا اندیشہ دل سے نہیں نکلتا

موہنا ۔ نہیں نہیں تم ذرہ خوف نہ کرو میں اطمینان دلاتی ہوں میری بات کا یقین
مانو میری فوج میں کسیکی مجال نہیں کہ میرے حکم سے سرتابی کر سکے پس تم کو کوئی خوف
نہیں آپ تینوں صاحب چلیں اور چلکر خاص میرے کمرے میں آرام سے رہیں ۔

منصور ۔ مگر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم تو آرام سے شب بسر کریں اور ہمارے یہ سب
بہادر سپاہی جو ہمارے ساتھ گرفتار ہوے ہیں مصیبت و غم میں
رات کاٹیں جب تک انکی راحت کا کوئی سامان نہو ہمکو
خوشی ہم پر حرام ہے ۔

موہنا۔ سب کی دعوت کرونگی اور سب کی راحت کا سامان بھی کرونگی آپ میرے ساتھ میرے خیمے میں چلیں ان لوگوں کے لیئے علیحدہ انتظام کر دیا جائیگا۔

منصور نے یہ جملہ سن کے پاک نفس اور پاک دل شاہزادی موہنا کو حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں شکر ادا کیا۔

موہنا۔ اب تو آپ کو عذر نہیں ہے۔

لیلا۔ صاحب کس زبان سے اور کس دل سے ہم آپکی عنایت اور مہربانی کا شکریہ ادا کریں اب ہمیں کسی بات میں عذر نہیں ہے۔

یہ سن کے موہنا نے بڑھ کے عذرا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگی نہیں آپ نہ گھبرائیے چلیے میرے ساتھ چلو میں تمہاری میزبان ہوں اور تم مع اپنے ہمراہیوں کے میرے مہمان ہو۔ عذرا اور لیلا دونوں نے نقاب منہ پر ڈال لی اور مع نوجوان منصور کے شاہزادی موہنا کے ساتھ خیمہ سے نکل کے چلی گئیں۔

اٹھواں باب

رنگ میں بھنگ

جس طرح آسمان کی بہار تاروں سے ہوتی ہے اور صحن چمن کو تاک اور خوش رنگ پھول رونق دیتے ہیں اسی طرح ہمارے ناول کی رونق عذرا و موہنا سے ہے دونوں باغ حسن کے خوشگفتہ پھول ہیں۔ مگر ان دونوں کی ہر ادا میں ایک خاص کیفیت ہے جو دونوں کے حسن کو جدا کر کے ساتھ ایک خاص عالم فریبی اور دلربائی کا نمونہ دکھاتی ہے۔ موہنا نے شاہی محلوں میں پرورش پائی ہے اوس کے حسن اور اوسکی اداؤں کی شہرت دور دور تک پہونچی ہے اسکی زیارت کے آرزومند بعد اس رخ زیبا کے دیوانے ہندوستان کے ہر کونے میں موجود ہیں ستمکشوں کی بیقراریوں نے خود اوسے بتا دیا ہے کہ اسکا حسن کسقدر کرشمہ خیز ہے اور اسی وجہ وہ اپنے حسن کی خود بھی قدر داں [illegible] اور بیقراری آرزومند

کی ناز برداری نے اُسے ایک حد تک خود اپنا ایک دیوانہ بنا دیا ہے اور اسکی نگاہ
بازی میں صرف پیدائشی اور قدرتی نشانہ بازی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی اداؤں اور
جھکی چتونوں سے تیر نظر کو کاری اور جگر دوز بنا دینے کی مشتاق ہے زمانہ نے اُسے
بتا دیا ہے کہ ہر موقع ہر محل میں اوسکے دشمن موجود ہیں ان ہی اسباب نے اُسے ناز
فروشی کا بھی عمدہ سبق دیدیا ہے ہمارے ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ بہادر اور [illegible] زادہ
پیچ دام اسکی زلف گرہ گیر کا اسیر ہے اسکے دل پر قابو پانیکی وہ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے
گو موہنا اُسے مشق ناز دکھا رہی ہے اور کسی طرح اسکی آرزو پوری نہیں ہوتی
بخلاف اسکے [illegible] ایک بھولی لڑکی ہے وہ حسین ہے مگر آہ خود اسکو نہیں معلوم کہ میں حسین ہوں
اسکی آنکھیں سحر اور دلدوز کام کرتی ہیں اسکی زلفین خود فراموشی کی اداؤں سے دلوں کو
اپنے پیچ و تاب میں الجھا لیتی ہیں مگر وہ نہیں جانتی کہ میرے حسن سے در پردہ ایسے
[illegible] تے ہیں ابھی تک اسے یہ بھی نہیں معلوم کہ حسن کیا چیز ہے اور دلکو رخ
زیبا سے کیا تعلق ہوتا ہے اون صحراؤں میں اوس نے پرورش پائی جہاں ریگستان
کی گرم بھوبھل کسی دل میں معشوقانہ سردمہری پیدا ہی نہیں ہونے دیتی تھی جہاں دلی
امنگوں اور خیالی جوشوں کو دریا کی لہریں اپنے ساتھ لیجاکے سمندر میں پھینک
آتی تھیں [illegible] ناتھا جیسا کہ پاؤنکے ساتھ وہی سلوک کرتا تھا جو
[illegible] عشاق کیساتھ [illegible] اور مختلف قسموں میں واقع ہونیوالے تالاب
[illegible] تھے جنمیں شاید کبھی جھک کے وہ اپنے رخ زیبا کی عکسی تصویر دیکھ لیتی لیکن
تموج اسپر یہ تھا کہ موجیں صورت کو کچھ ایسی حیثیت سے بدل کے دکھاتی تھیں کہ جب کبھی اوسے
اپنے جمال جہاں آرا کے دیکھنے کا [illegible] گی شاید اپنی طرف سے اپنا دل خود ہٹ گیا ہوگا —
خلاصہ یہ کہ اسکی نظر میں حسن و عشق دونوں بے اصل وہمی چیزیں تھیں ان دونوں کی اصلیت
اسے ضرور معلوم ہو جاتی مگر آہ اوس نے کبھی اپنی صورت بھی تو اچھی طرح جی بھر کے نہیں
دیکھی یہ دونوں دلربا نازنین لڑکیاں جن میں ایک خود پرست اور ایک خود فراموش
ہے تقدیر کے انقلاب سے ایک ۔۔۔۔۔۔ گئی ہیں موہنا کو اگرچہ اپنے

حسن اور جمال پر بہت کچھ دعویٰ تھا مگر غدرا کے بھولے پن اور سادگی نے ایسا محو
اور خود رفتہ کر دیا ہے کہ اپنی خود پرستی بھول کر اوسکے ناز و ادا کی دیوانی ہو جاتی ہے
غدرا کے ساتھ لیلا اور بہادر نوجوان بہادر منصور بھی موہنا کے مہمان ہیں موہنا
گھڑی گھڑی غدرا کی دلدہی کرتی ہے اور اوسکے نازک دل کو موجودہ صدمات سے
بچانے کیلئے طرح طرح کی کوششیں کر رہی ہے لیکن اس خلوص محبت میں صرف یہی
دلچسپی نہیں کہ غدرا کا غم غلط کیا جاتا ہے بلکہ زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ کبھی کبھی اثنائے
صحبت میں جو دو باتیں موہنا اور منصور میں ہو جاتی ہیں وہ بہت سی زیادہ قابل
غور ہونیکے علاوہ مختلف پہلو لیے ہوئے ہیں عین اوسیوقت جبکہ موہنا غدرا کے
آگے معذرت کے ساتھ اپنا افسوس ظاہر کر کے کہہ رہی تھی کہ مجھے ندامت ہے کہ میری
فوج نے آپ کے لوگوں پر ایسا ظلم کیا۔ آپ لوگوں سے مقابلہ کرنا ظلم تھا آپ کے
مردوں میں سے کوئی ہمارا دشمن بھی تو نہ تھا۔

منصور۔ (بات کاٹکر) کیوں تھا کیوں نہیں۔؟

موہنا۔ حیرت سے وہ کون ہے؟

منصور (اپنی طرف اشارہ کر کے) یہی گنہگار جو آپکے سامنے بیٹھا ہے آپ کیا نہیں
جانتی ہیں کہ میں سلطان محمود غزنوی کی فوج کا افسر ہوں۔

موہنا۔ (تعجب کے لہجہ میں) تم محمود غزنوی کی فوج کے افسر ہو (چہرہ زرد ہو جاتا
ہے) خدا کرے یہ جھوٹ ہو کیا حقیقت میں تم اوسکے ہمراہیوں میں ہو؟ نہیں کہدو
میں محمود کا ہمراہی نہیں ہوں۔ اچھا تو آپ ان لوگوں میں کیونکر آئے۔

منصور۔ شہزادی صاحب میری داستان بہت بڑی ہے اسلیئے آپ کا زیادہ
وقت رائگاں ہوگا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسوقت آپ میری غدرا کی دلجوئی کرے
جائیے گا۔ یہ کہکر ایک سناٹے میں آجاتا ہے۔ منصور کی زبان سے یہ جملہ سنکر غدرا
شرم سے سر جھکا لیتی ہے اور لیلا کی آڑ میں چھپنے لگتی ہے۔ ادھر اس جملے نے موہنا کے
دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ دیر تک ایک سکتہ اور تشویش کے عالم میں رہی مگر کچھ دیر کے بعد وہ سنبھلی

سر اوٹھا کر منصور سے کہا - میرے دل میں کچھ اضطراب سی ہو رہا ہے جسے اجتک نہیں
معلوم کر میرے سوا اس صحبت میں اور لوگوں کے دل میں کیا ہے کچھ ایسے وہم والے
والی باتیں ہر شخص کی زبان سے نکلتی ہیں کہ میں گھبرا جاتی ہوں - کاش مجھے معلوم
ہوتا آپکے دل میں کیا ہے اور اس شریف بھولی لڑکی (عذرا کیطرف اشارہ کرکے)
دل میں کون خیالات جوش مار رہے ہیں -

منصور - آپ وہم نہ کیجیے اگرچہ میں آپکے گروہ میں ہوں - مگر میرے خیالات
ایسے برے نہیں ہیں کہ اپنے محسنوں کا احسان نہ مانوں [illegible]

موہنا - آہ! اس سے میرے دلکو تسلی نہیں ہوتی - اچھا آپ اپنا حال بتائیے
شاید آپکی داستان سن کے میرے دلکو اطمینان ہو جائے "

منصور - آخر آپ کس بات میں اطمینان چاہتی ہیں "

موہنا - نہیں کچھ نہیں آپ اپنا حال بیان فرمائیے "

منصور - میں سلطان محمود کی فوج کا ایک افسر ہوں تھوڑی سی فوج کے ساتھ
بجے رام کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا - اتفاقاً دشمنوں کو پسپا کر کے اونکے پیچھے اسقدر
بڑھتا چلا گیا کہ اونکے مفرور سپاہیوں نے مجتمع ہو کے مجھے گرفتار کر لیا اور سندھ لیے
جاتے تھے - اتفاقاً راستے میں یہ لوگ مل گئے جو ایک مدت سے یہاں مقیم ہیں اور ان
ہی صحراؤں میں زندگی بسر کرتے تھے - انھوں نے ان لوگوں کے ہاتھ سے مجھے نجات
دلوائی جب سے ان ہی گروہ میں تھا آپکی فوج نے میرے ساتھ ان سبکو بھی گرفتار کر لیا

موہنا - اچھا اب تو محمود کے پاس جانیکا ارادہ نہیں ہے ؟

منصور - میں اپنے بس میں نہیں ہوں میرا جانا نہ جانا آپ کے اختیار میں ہے -

موہنا - (دلمیں) کیونکر پوچھوں کہ اس شخص کے دل کا حال معلوم ہو مجھے خوف
ہے کہ یہ سادہ مزاج عذرا کے حسن کا دیوانہ نہ ہو - ہاں دیکھو عذرا سے [illegible]
اسکی باتوں سے معلوم ہو جائیگا کہ منصور کو اوس سے کسی قسم کا تعلق تو نہیں ہے
(با آواز) بہن عذرا میں انہیں چھوڑ دوں کہ یہ پھر سلطان محمود کی فوج میں شامل ہو جائیں

تم کہو گی تو میں چھوڑ دونگی۔ عذرا نے کچھ اس کا جواب نہ دیا اور جب مکرر سہ کرر پوچھا گیا تو نگاہ نیچی کرکے لیلا کی طرف بڑھی اور اوس کے کان میں شرمائی ہوئی آواز سے کہا لیلا تم پوچھو کہ انکے ساتھ مجھے بھی جانے دیجئے گا مگر ہاں دیکھو اپنی بات سے پوچھنا میرا نام نہ آئے۔ لیلا۔ کیا اپنی طرف سے پوچھوں کہ مجھے بھی جانے دیجئے گا۔

عذرا۔ جب تم کو اجازت ملیگی تو تمہارے ساتھ خواہ مخواہ مجھے بھی مل ہی جائیگی۔

یہ سن کے عذرا لیلا کیطرف دیکھنے لگی اور کچھ توقف کے بعد موہنا کی طرف متوجہ ہو کے بولی یہ ہمارے مہمان تھے اور مہمانی کی حالت میں اونھوں نے ہمارے خاندان پر ایسے ایسے احسان کئے کہ ان سے جدا ہونیکو دل کسیطرح گوارا نہیں کرتا۔ آپ کا بڑا احسان ہوتا اگر ان کے ساتھ آپ ہمکو بھی آزاد کر دیتیں۔

موہنا۔ میں تم سے نہیں پوچھتی بہن عذرا کہدیگی اوسپر عمل کرونگی۔

لیلا۔ عذرا کی بھی یہی مرضی ہے۔

اس جواب نے موہنا کو متردد کر دیا۔ اوس نے دیر کے بعد فکر کے دریا سے سر نکالا منصور کی صورت سر سے پاؤں تک دیکھی کچھ دیر تیور اور اسکے بشرے پر غور کرتی رہی اسوقت معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے دلی جذبات کو نہایت جوش و خروش سے دبا رہی ہے۔ آخرش [illegible] منصور کی طرف [illegible] کہنے لگی کیوں صاحب آپ [illegible] آپکی بھی یہی مرضی ہے۔ منصور۔ آپ کے خلق و مروت نے اسقدر مجبور کیا ہے کہ ایسی خواہش بالکل احسان فراموشی ہے مگر ہم لوگوں کے حال سے آپ خود اندازہ کر سکتی ہیں کہ ہمیں رہائی کی کس قدر تمنا ہوگی۔

موہنا۔ (دل میں) اچھا آؤ اسکی مستقل مزاجی اور شرافت کا بھی امتحان کر لیں۔ (منصور سے) اچھا اس صورت سے آپکو رہا کر سکتی ہوں کہ آپ ایک امر کا اقرار کیجیے۔

منصور۔ وہ کیا؟

موہنا۔ آپ اقرار کریں کہ محمود کیطرف سے آپ پر جس قدر فوجیں آئیں [illegible] مقابلہ نہ کرینگے۔

منصور۔ ممکن نہیں یہ کسی طرح ممکن نہیں اگر رہائی اسی پر منحصر ہے تو میں ایسی رہائی سے

اور آزادی سے باز آیا۔

یہ باتیں موہنا پر ساعت بساعت بیتابی کا اثر زیادہ کرتی جاتی تھیں۔ آخر نہ ضبط ہوسکا منصور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا کے آبدیدہ ہوگئی۔ دو تین منٹ تک تو اوسکی پرستم آنکھیں نیچے جھکی رہیں۔ مگر جب بیقراری بڑہی تو انہیں سے ڈبڈبائے ہوے آنسو ٹپک [illegible] اور [illegible] حسرت کی نگاہوں سے اوسکی صورت دیکھنے لگی اسوقت [illegible] صحبت میں ایک نیا سین پیدا ہوگیا تھا اور موہنا کے دلی جذ[illegible] لیلا اور غدرا پر ظاہر ہوگئے تھے۔ اسلئے سب پر ایک حسرت کا سکوت طاری تھا۔ ناگاہ موہنا کے کان میں آواز آئی کہ اسکی کوئی پیش خدمت عورت پشت کیجانب پکار کے کہہ رہی ہے کہ شاہزادی صاحب [illegible]۔ شاید ہمارے مہاراجہ صاحب آپکے والد اپنی فوج کے خود آگئے ایک بہت بڑی فوج آرہی ہے اس آواز نے موہنا کو گھبرا دیا اسکا دل [illegible] طرف دیکھنے لگی۔ کثرت اضطراب میں منصور [illegible] اس کے ہاتھ سے چھوٹگیا اور ایک سکتہ کے عالم میں رہگئی یہ سکوت ہنوز تمام انہونے پایا تھا کہ غدرا اور لیلا کی زبان سے بے اختیار کلمہ نکلا ہاں ہاں۔ آہ ہمارے ساتھ غریب کیا گیا۔ پھر کے دیکھتے ہے تو کوئی شخص منصور کی پیٹھ پر ہاتھ رکھے کھڑا ہے اور دوسرے ہاتھ میں چھری تانے ہوے ہے اور قصد کرتا ہے کہ چھری مار کر اسکا کام تمام کردے اوس نے اب تک کام کردیا ہوتا مگر لیلا اور غدرا نے فوراً جسکے ہاتھ پکڑ لیا جسمین چھری تھی۔ وہ شخص جھٹکے دیدیکے کوشش کرتا ہے کہ ان دونوں لڑکیوں سے ہاتھ چھڑا کر وار کرے مگر دونوں لڑکیوں نے اس مضبوطی سے ہاتھ پکڑا ہے کہ اوسکے جھٹکو نہیں گھٹنوں کے بل گر پڑتی ہین مگر ہاتھ نہیں چھوڑتی ہیں [illegible] پہچانا کہ وہ کون شخص ہے مگر دوسری مرتبہ غور کرنے سے اس نے پہچا[illegible] پہلا عاشق جے رام تھا جے رام کی صورت [illegible] موہنا طیش میں آکر کھڑی ہوئی اپنے نازک ہاتھ سے تلوار کھینچ لی اور بے انتہا جوش دل کے ساتھ کہنے لگی جے رام مجھے نہیں معلوم تھا کہ تیری موت میرے ہاتھ میں ہے سنبھل کمبخت [illegible]

جے رام - پیاری موہنا اب تو میرے دل کو انتہا درجہ صدمہ پہنچا اگر میری موت
آپ کے ہاتھ سے ہے تو بخوشی خاطر قبول کروں گا۔
موہنا - اب مجھکو پیاری کے لفظ سے خبردار یاد نہ کرنا یہ کہکر تلوار کو حرکت دی
جے رام منصور کا شانہ چھوڑ کے اور لیلا عذرا کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کے سامنے
جا کر کھڑا ہو گیا اور سر جھکا کے بولا۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے ۔۔
موہنا تلوار کو سیدھا کر کے چاہتی تھی کہ ایک ہی وار میں جے رام کا سر اڑا دے
کہ منصور نے جھپٹ کے موہنا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا شاہزادی صاحب اب آپ
اسکی خطا معاف فرمائیں - یہ میرا گنہگار ہے میں نے اسکی خطا معاف کی آپ بھی معاف فرمائیے ۔۔
موہنا - یہ ہرگز اس قابل نہیں ہے کہ اس پر رحم کیا جائے - یہ آپ کا دشمن -
اور سچ کہتی ہوں کہ یہ پھر دغا کریگا۔
منصور - خیر جو کچھ ہو - اب تو میں نے اس حرکت سے درگذر کی ۔۔
جے رام - نہیں یہ بہت اچھا ہے کہ موہنا کے ہاتھ سے مارا جاؤں آہ یہ نہیں گوارا
ہو سکتا کہ موہنا کے دل میں میرے سوا اور کسی کی جگہ ہے۔
موہنا - (اپنی چند خاص خادمہ عورتوں سے) جاؤ ابھی جے رام کو گرفتار کر لو -
جبتک میں کچھ حکم نہ دوں - اسے خوب اچھی طرح سے حراست میں رکھو ۔۔
یکایک شور ہنگامہ کی آواز سنی جاتی ہے ایک فوجی افسر دوڑا آتا ہے اور اضطراب
کے الفاظ میں کہتا ہے شاہزادی صاحب بڑا غضب ہوا جسکی نسبت گمان تھا کہ
ہمارے مہاراجہ صاحب کی فوج ہے وہ مسلمانوں کی نکلی آہ نہیں بڑا دھوکا ہوا اور
دھوکے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ کسی راجہ نے مسلمانوں کے ساتھ اپنی فوج کے کچھ لوگ
کر دئے ہیں جو آگے آگے ہیں اون لوگوں کو ہم ہندو خیال کر کے مطمئن تھے اور وہ
سر پر آ پہونچے تو معلوم ہوا کہ یہ فوج ترکوں کے بادشاہ محمود کی ہے اب کیا جائے
سر دست کوئی انتظام نہیں ہو سکتا -
اتنا سننا تھا کہ موہنا کی صورت پر حسرت برسنے لگی - منصور - لیلا اور عذرا کو اس نے

چھوڑا اور فوراً تلوار ٹیک کے کھڑی ہوگئی اور جے رام کیطرف دیکھکے کہنے لگی جے رام
چل قومی معاملہ ہے اسمیں ہم اور تم دونوں برابر ہیں۔ آ چل ہم دونوں اپنی
جانبازی کے جوہر دکھائیں اتنا کہہ جے رام کو ساتھ لیکر خیمے سے باہر نکلی۔ باہر جاکر
دیکھتی ہے کہ سلطانی فوجیں بالکل قریب آگئیں شرقی افواج کا نشان ہوا میں لہرا
رہا ہے اور ترکی اور عربی بہادر برہنہ تلواریں ہلاتے بڑھتے چلے آتے ہیں شاہزادی
موہنا دیکھ رہی تھی کہ سلطانی [illegible] فوج میں طبل جنگ بجنے لگا۔ بہادر جے رام اگرچہ
بالکل افسردہ دل شکستہ تھا مگر یہ لڑائی کا سین [illegible] بہادروں کی ہمت و
بیکسی کا عالم دیکھکر اوسکے دل میں خود بخود بیتابی ہوئی۔ رگ حمیت قومی یک بیک
کچھ ایسی جوش میں آگئی کہ دم بھر میں موہنا کا عشق اور اپنی ناکامیابی بھول گیا۔ فوراً
اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور راجپوت بہادروں کو قومی غیرت اور مذہبی جوش دلا دلا
کے لڑائی پر آمادہ کیا [illegible] موہنا بھی گھوڑے پر سوار ہوئی اور اسکے ساتھ کئی
عورتوں نے اوسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ہندو فوج دومرتبہ [illegible] کی
آوازیں بلند ہوئیں ایک تو جب سپہ سالار جے رام شان و شوکت کے ساتھ میدان میں
آیا [illegible] سہیلیاں اوسے اپنے جھرمٹ میں لیے ہوے تھیں ہندوؤں سے
اس قدر جلد آراستہ و مستعد جنگ ہوجانیکی امید نہ تھی۔

مگر شاہزادی موہنا کے آتے ہی مہاراجہ اجمیر کی فیاضیوں
اور انصاف پسندیوں کا خیال ہر دل میں جوش مارنے لگا۔ اور سب
جان نثاری پر آمادہ ہوگئے آناً فاناً میں صفیں درست ہوگئیں اور کڑکیت چھتری جگ
کی اگلی حالتیں یاد دلانے لگے جے رام اپنی فوج کے آگے بڑھا اور اپنے بہادروں کی
طرف دیکھکے کہنے لگا کہ بہادرو جانبازی کا یہی موقع ہے [illegible] دشمن [illegible]
تمہارے آریہ ورت کو خراب کرنے آئے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مہاراجہ صاحب اس مقام
پر موجود نہیں ہیں مگر اونکی جگر گوشہ راجکماری موہنا [illegible] موجود ہے [illegible] اور
بہادری تم خود [illegible] موہنا کو یاد [illegible] یہ کہکے جے رام [illegible] شاہزادی موہنا کا

ناامیدی پر اسکی اوسکی بیوفائی اور سرد مہری نے فوراً سست کردیا دل میں اوسکی اور حسرت کے ساتھ کہنے لگا۔ افسوس میری محبت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آج موہنا میرے سامنے ایک مفلس نوجوان کی الفت کا دم بھرتی تھی۔ آہ اُسے اوس کے ساتھ محبت ہے اوسکی عداوت اور اس کے ضرر پہنچانیکی کوشش نہیں ہوسکتی۔ اور بہت آسانی سے ممکن تھا کہ فوج تمام موہنا کے برخلاف ہو جاتی اور میں خود موہنا کو حراست میں کرلیتا اگرچہ مہاراجہ صاحب کو اطلاع کردوں تو موہنا کے حق میں غضب ہوجائے مگر نہیں مجھ سے موہنا کے ساتھ ایسی دشمنی نہوگی۔ میرا یہ خیال ہے کہ موہنا ابھی اس بیہودہ محبت سے بہت جلد دستبردار ہوجائیگی۔ ورنہ اسکو سخت ضرر پہنچیگا۔ میں خبر کیوں دوں مہاراجہ صاحب کو ایک روز معلوم ہی ہوجائیگا اور اسکا نتیجہ بھی یہی ہوگا کہ موہنا ذلت سے گرفتار کی جائیگی۔

ابھی راجہ سپہ سالار یہیں تک خیالی سیر کر رہا تھا کہ شور ہنگامہ کی آواز نے اوسے خود چونکا دیا اور وہ گھبرا گھبرا کر میدان جنگ اور اپنے جان نثار جنگ آزماؤں کو دیکھنے لگا۔ سلطانی اور ہندو فوجیں باہم لڑ رہی تھیں دونوں طرف کے جانباز شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے مگر التونتاش نے جو سلطان کی طرف سے فوج کا اعلیٰ سپہ سالار تھا ایسا سخت حملہ میں صرف اپنے ہی چند سوار و پیادوں سے راجپوتوں کی صفوں کو درہم برہم کردیا۔ دوسری طرف سے [illegible] اپنے عرب سپاہیوں کے ساتھ بڑھا اور بہادر راجپوتوں کے خون سے زمین کو سرخ رنگ میں رنگنے لگا۔ راجپوتوں کی جرأت کا بہت اچھا امتحان ہوتا کیونکہ وہ قوم جس کے کارنامے اگلی دنیا کی ترقیوں کے ذریعے واقع ہوئے تھے۔ وہی قوم ان لوگوں سے لڑ رہی تھی جنہوں نے اپنے تازہ جوش سے دنیا کا مرقع اولٹنا شروع کردیا تھا۔

لڑائی دیر تک ایک ہی رنگ میں رہی راجپوتوں نے دکھا دیا کہ واقعی اونکی جرأت اور شجاعت ان ہی خیالات کے متقاضی ہے کہ تمام اپنی عورتوں کو قتل کرکے میدان جنگ میں کود پڑیں اور نیکنامی کے ساتھ اپنے تئیں نیست و نابود کریں جیسا کہ اکثر

نمایاں طور پر ظاہر ہوا - یعنی فتحیاب برادران ترک کے جو حوصلے اسقدر بڑھے ہوئے تھے کہ راجپوتوں کی اس شجاعت اور ثابت قدمی کو وہ خیال میں بھی نہ لائے تھے راجپوت بہادروں کی آوازیں اکثر بلند ہو رہی تھیں اور طبل اور قرنا کی آوازیں تکبیر و باریک تھیں "

داؤد طائی نے جب لڑائی کو اسقدر طول کھینچے دیکھا تو اس سے صبر نہ ہو سکا اپنی فوج ترکوں کا ایک گروہ لیکر اس نے سخت حملہ کیا - اس حملہ کو راجپوتوں نے بہت روکا اور نہایت جانبازی سے ثابت قدم رہے مگر تجربہ کار ترکی سواروں نے آخر اونہیں پسپا کر دیا - اسی طرح اس سے پیشتر بھی راجپوت کئی بار پسپا ہو کے کچھ دیر تک ہٹتے چلے گئے تھے مگر ہمیشہ جے رام کی کوششوں سے سنبھل گئے اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنے لگے اس مرتبہ جے رام نے جیسے ہی دیکھا کہ راجپوت کچھ دور تک پسپا ہو آئے ہیں اپنے گھوڑے کو بڑھایا اور غنیموں کے دریائے موجزن میں کود پڑا -

ضرورت تھی کہ اس کے ساتھ ہی تمام ہندو سوار بھی مسلمان سواروں میں گھس پڑتے مگر جے رام جس طیش [illegible] مردانگی سے اوس نے اپنے آپکو مسلمانوں کی صفوں کے اندر داخل کر دیا تھا وہ ایک ایسی ادا تھی کہ اسکے تمام سپاہی ایک حیرت و استعجاب کی نظر سے اوسکی صورت دیکھنے لگے اور گویا لڑنا اور غنیم کا مقابلہ کرنا بھول گئے - مسلمانوں کی طرف سے داؤد طائی نے جب دیکھا کہ راجپوتوں کا سردار اس شجاعت سے [illegible] گروہ میں آگیا ہے تو اوس نے اپنے تمام ہمراہیوں کو اوسکے مقابلہ سے روک دیا اور خود گھوڑے کو کدا کے اوسکے مقابل جا کے کہنے لگا اے نوجوان کافر میں سمجھا کہ تو اپنی قوم کا سردار ہے اپنے اوپر نہیں تو اپنی نو عمری پر ترس کھا تو دھوکے میں ہے جوانی کے جوش کو شاید تو بہادری اور شجاعت خیال کرتا [illegible] کی نظر میں تو تو بچہ ہے اور ایک تجربہ کار رزم آزما کے مقابلہ میں تو ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا اس تقریر کو وہ خود نہیں سمجھا مگر ترجمان نے جو اب اسکے پاس آگیا تھا سمجھایا تو اوسے داؤد طائی کے کلام کا مطلب معلوم ہوا اور اوسکے ذریعہ [illegible] اسنے جواب دیا علکش مسلمان اگرچہ میں نوعمر ہوں مگر لڑائی کے میدانوں میں [illegible] بڈھے

سن رسیدہ سپاہیوں سے زیادہ جوہر دکھا چکی ہے اگر تجھے یقین نہیں آتا تو یے تو بھی
نیزہ چلکھ سے یہ کہکے جے رام نے داؤد دطائی پر حملہ کیا داؤد نے ایک کار آزمودہ سپہ سالار
کیطرح جے رام کا وار خالی دینا شروع کیا ۔ دیر تک یوں ہی لڑائی ہوتی رہی کہ جے رام
جھلا جھلا کے اور طیش میں آآکے وار کر رہا تھا اور داؤد اوس کے حملونکو برابر
روکتا رہا ۔ آخر حملہ کرتے کرتے سست پڑگیا ۔ اسوقت داؤد نے چلاکے کہا تیرے حملے
ہو چکے اب میرے وار خالی دے اتنا کہا اور اپنا نیزہ داہنے ہاتھ میں لیکے جے رام پر
وار کیا اور جے رام نے نیزے کو ہاتھ سے پکڑلیا ۔ مگر داؤد طائی نے اپنا ہاتھ بڑھا کر جے رام
اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر وار کا نیزہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے پیچھے کیطرف اتنا جھکا کہ لیٹنے کے
قریب ہوگیا داؤد گھوڑا بڑھا کے اوسکے قریب پہنچا ۔ جسکی وجہ سے جے رام لیٹ گیا
اور قریب تھا کہ وہ اوسکے نیزے کو چھوڑ کے اوٹھے کر داؤد نے اپنا ہاتھ بڑھا کر
جے رام کا گلا پکڑ لیا اور چاہتا تھا کہ دوسرے ہاتھ سے نیزہ چھوڑ کر تلوار کا وار کرے
بلکہ تلوار پورے زور کے ساتھ کھینچ چکا تھا کہ ناگہاں کسی نے پیچھے سے آکر ہاتھ پکڑ لیا
اور عربی زبان میں کہا بس اب جانے دیجئے میری خاطر سے اسپر رحم کیجئے غضب آلودہ
ہو کر مڑ کر دیکھا کیا ہے کہ ایک نوعمر شخص گھوڑے پر سوار ہے اور جے رام کے قتل کرنیکو
منع کرتا ہے ۔ داؤد کی آنکھونکو غصے نے خیرہ کر دیا تھا ۔ بالکل نہ پہچان سکا کہ کون شخص ہے
نوجوان ۔ کیا مجھے نہیں پہچانا بھول گئے ۔؟
داؤد نے غور سے دوبارہ دیکھا اور پہچانتے ہی تو چلا کے زور سے کہا آہا منصور
اور جے رام کو چھوڑ کے اس کے گلے سے لپٹ گیا ۔

داؤد ۔ منصور خوب ملاقات ہوئی تمہارے لئے ہمارے ہر سپاہی کا خون ہو رہا تھا
خود سلطان کو اتنا صدمہ تھا کہ بے حد افسردہ ہو گیا ۔

نوجوان ۔ یہی تو ہمارا فرض ہے کہ ہمارے سلطان نے ہمکو ارو کھے ایسے شفیق
اور مہربان ہیں ۔ خیر یہ باتیں بعد میں ہونگے سردست میں چاہتا ہوں کہ آپ اس
شخص (جے رام کیطرف اشارہ کر کے) کو چھوڑ دیجئے ۔

جے رام خود حیرت میں تھا کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ پہلی نظر میں اس نے بھی منصور کو نہ پہچانا مگر پہچاننے کے بعد دل میں بہت نادم اور پریشان ہوا جس وقت داؤد طائی اُسے چھوڑ کر منصور سے بغلگیر ہوا تھا اس وقت نہایت اچھا موقع تھا کہ جے رام ایک وار میں داؤد کا کام تمام کر دیتا۔ مگر حیرت نے اوسے اپنے ہوش و حواس میں نہ رکھا اور جب ہوش میں آیا تو منصور کو پہچان کر دل میں کہنے لگا اب حملہ کرنا یا لڑائی کا قصد کرنا انتہائی بزدلی ہے افسوس یہ وہی شخص ہے جسکے لیے اپنی جان تک قربان کر رہا ہوں۔ جسکی وجہ سے پیاری موہنا کے دلبر مجھے بالکل کامیابی حاصل نہ ہو سکی آہ! یہ دو بار مجھ پر احسان کر چکا اس نے دو مرتبہ میری جان بچائی آسانی سے ممکن تھا کہ میں اس سے مقابلہ کر کے اپنا اور اسکا فیصلہ کر لیتا مگر اس کے احسان نے میری نظر اس کے سامنے جھکا دی۔ اب کس منہ سے مقابلہ کا نام لوں کیا شکست بجیائی اختیار کروں۔ جے رام ان خیالات میں محو رہا تھا اور ادھر داؤد نے منصور سے کہا اب مہمان میدان میں آئیے گا پہلے چلکر ہمارے سلطان کی قدمبوسی حاصل کر لیجئے۔

منصور۔ چلیے۔ وہ دونوں روانہ ہوئے۔

سلطان محمود غزنوی اپنے شاہی گارد کے تیمہ میں تمام فوج کے پیچھے کھڑا تھا علم سلطانی ہوا میں لہرا رہا تھا اور اس کے پھریرے کی حرکت کے ساتھ مجاہدین اسلام کے دلمیں جوش جانبازی ترقی کرتا جاتا تھا۔ خاص افسران فوج سلطانی کے جلو میں تھے اور لڑائی کے رنگ کو دیکھ دیکھکے رائے زنی کر رہے تھے۔

سلطان۔ بخدا میں نے بہت سی ہندو فوجوں سے مقابلہ کیا مگر ان لوگوں کے ایسے جری اور جانباز ہندو نہیں دیکھے تھے۔

ایک افسر۔ حضور واقعی یہ لوگ بڑے جری اور بہادر ہیں اور زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ افسر بہت کم معلوم ہوتے ہیں۔ وہاں وہ ایک جوان البتہ نظر آتا ہے جو تیغ و تیر اور وضع سے بہت جرأت کر رہا ہے مگر یہ کیا! اس کی کاکلیں چھوٹی ہیں کیا عورت ہے۔

سلطان - ہاں بیشک عورت ہے جس طرح وہ اپنے تیغ بچا بچا کر لڑ رہی
ہے اس سے اُسکے عورت ہونے کا مجھے یقین ہو گیا - مگر میں نہیں جانتا تھا کہ اچھوتوں
کی عورتیں بھی ایسی جری اور شجاع ہوتی ہیں !!
افسر - حضور کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول جنگ سے بھی خوب واقف ہے
صرف قومی جوش سے نہیں آئی ہے بلکہ پیشتر سے فن سپہگری میں کمال حاصل کر چکی ہے -
سلطان - اس عورت کو زندہ گرفتار کرنا چاہیے - اگر منصور ہوتا تو اسے
گرفتار کر لیتا لڑائی میں جو پھرتی اور چالاکی منصور سے ظاہر ہوتی ہے وہ اوسی کا حصہ ہے -
افسر - بیشک اس لڑائی میں منصور کی ضرورت تھی -
سلطان - ابھی تک منصور کا پتہ نہیں لگا خدا جانے وہ کس مصیبت میں مبتلا
ہوگا - افسوس اس کے نہ ہونے سے لڑائی میں میرا دل نہیں لگتا - خدا کی راہ میں
جیسی جانبازیاں اوس نے دکھائیں اور کسی سے بمشکل ظاہر ہونگی اور کیوں
نہ ہو آخر کس نسل سے ہے اودھر سلطان کی یہ تقریر ختم ہوئی اودھر داؤد طائی منصور
کو لیے ہوئے حاضر ہوا اور جوش مسرت میں چلّا کے کہنے لگا - شعر

الٰہی در جہان باشی با قبال -
جوان بخت و جوان دولت جوان سال -

دوست شاد و دشمن پامال - حضور منصور مل گیا اور قدمبوسی کو حاضر ہوا ہے
سلطان نے جوش کے لہجہ میں کہا - ہیں کہاں !! سلطان کی زبان سے اس لفظ کا
نکلنا تھا کہ منصور بڑھا جھک کے رکاب چومی اور دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا -
سلطان - منصور تمہارے لیے سب لوگ بیتاب تھے تم کہاں تھے اور کس حال میں تھے
منصور - حضور میں ہر طرح خیریت سے ہوں - اعلیٰ حکم کی تعمیل کر چکا تو مجھے راجہ
کے پیچھے روانہ ہوا میں نے [illegible] کی حدود میں پہونچ کے مجھے راجہ [illegible]
کر لیا تھا - لڑائی تھوڑی ہی دیر ہوئی اور آخر کار [illegible] بھاگ نکلا [illegible]
[illegible] کی تعاقب میں دور تک نکل گیا [illegible] مجھے خبر نہیں کہ راجہ کا کیا حشر ہوا

مگر جب اپنی فوج سے زیادہ دور نکل گیا تو مفرورین کے ایک گروہ نے جسمیں کم از کم پچاس آدمی ہونگے مجھے آگھیر لیا میں نے اول تو مقابلہ کیا مگر آخر زخمی ہو کر گرا اور گرفتار کر لیا گیا۔ وہ لوگ مجھے سندھ کیطرف لئے جاتے تھے کہ میری قسمت نے میرے ہمدرد وہاں صحراے سندھ میں پیدا کر دے ایک اسلامی فوج نے جسمیں پانچ چھ سو آدمی تھے اون تمام ہندوؤنکو گھیر کے قتل کر ڈالا مجھے اونکے ہاتھ سے نجات دلوائی مجھے حیرت تھی کہ یہ لوگ یہاں کہاں سے آگئے اور کون لوگ ہیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ ان اسلامی خاندانوں میں سے ایک خاندان کے لوگ ہیں جو محمد بن قاسم کے ہمراہ ہندوستان میں آئے تھے اور یہیں آباد ہو گئے تھے مجھے اون لوگوں سے ملکر بڑی خوشی ہوئی۔ اور سچی اسلامی اخوت کے ساتھ مجھ سے ملے ہیں ان ہی لوگوں میں رہنے لگا۔ چونکہ وہ لوگ ہندو راجاؤنکی موجودہ شورش کے خوف [illegible] کی طرف بھاگے جاتے تھے میں بھی اونکے ساتھ مغرب کیطرف روانہ ہوا اتفاقاً ایکروز ہندو فوج جو آپکے مقابلہ میں ہے ہمیں ناگہاں آپڑی اگرچہ اس خاندان کے لوگوں کیا مرد اور کیا عورت بڑی مردانگی سے مقابلہ کیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ قتل ہوے یا گرفتار کر لئے گئے گرفتار شدہ لوگوں میں میں بھی تھا اور اس وقت موقع پاکے بھاگ آیا اور حضور کی قدمبوسی کی عزت حاصل کی۔ منصور یہاں تک عرض کر پایا تھا کہ زیادہ شور و غل کی آوازیں آئیں اور تمام لوگ کیا سلطان اور منصور اُدہر دیکھنے لگے۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ راجپوتونکو شکست ہوئی۔ اور ان کے جوانمرد افسر اگرچہ اپنی تمام فوج کے آگے کھڑے روک رہے ہیں۔ اور لڑائی کا جوش دلا رہے ہیں مگر وہ ہرگز نہیں سنتے اور بھاگتے چلے جاتے ہیں۔ سلطان۔ خوش ہو کر منصور دشمنونکو شکست ہوئی اور خدانے ہمیں فتح نصیب کی اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ تو مل گیا اب دیکھ میں ان کافرونکو کیسی سخت سزائیں دیتا ہوں اور انکے افسرونکو [illegible] زنجیر اور اس عربی خاندان کے تو جو نہیں ظلم کیا تہا میرے سامنے بلا کر کس بیدردی کے ساتھ قتل کرتا ہوں۔

منصور۔ بندہ نواز یہ نعمت کیا کم ہے کہ مجھ ذلیل کے ساتھ ہمدردی ہے اس کا جی چاہتا ہے کہ اپنی جان حضور پر نثار کروں مگر ایک امر کا آرزومند ہوں اور امید ہے کہ جہان پناہ اوسکو قبول فرمائینگے۔

سلطان۔ تیری جو تمنا ہو بیان کر۔ میں اسکے پورا کرنے کا عہد کرتا ہوں۔

منصور۔ اس فوج کے سردار ایسے شریف اور نیک ہیں کہ کفرستان ہند میں ایسے لوگوں کی امید نہیں ہوسکتی۔ یہ راجہ اجمیر کی فوج ہے مجھے اُن لوگوں کا سب حال بخوبی معلوم ہے راجہ کے وزیر کا بیٹا جے رام اور خود راجہ کی بیٹی موہنا دونوں اس فوج کے سردار ہیں۔

سلطان۔ راجہ کی بیٹی سردار ہے یہ کیا۔ ہا ہا!!

منصور۔ سلطان عالم عجیب شریف اور نیک نفس لڑکی ہے ہم لوگوں نے چونکہ جرات اور شجاعت سے مقابلہ کیا تھا۔ اسلئے اوس نے ہماری قدر دانی کی اور نہایت خلق و مروت سے پیش آئی۔ ہم لوگوں کو قید میں گھر سے زیادہ راحت ملی بلکہ ایکروز ہماری دعوت کی تھی!!

سلطان۔ اور میدان جنگ میں آکر مقابلہ کرتی ہے؟

منصور۔ جہان پناہ بڑی شجاعت سے مقابلہ کرتی ہے۔

سلطان۔ تو شاید وہی ہوگی جس کو میں نے ابھی جنگ میں گھوڑا دوڑاتے دیکھا تھا۔ منصور اگر ایسا ہے تو جاؤ اور جس طرح ممکن ہو اوسے عزت کے ساتھ لے آؤ اس لئے کہ مجھے اس احسان کا معاوضہ دینا ضرور ہے جو اوس نے تیرے ساتھ کیا ہے اب ہندوؤں کو شکست ہو چکی ہے اور انکے سپاہی بُری طرح قتل ہو رہے ہیں اور ذلت کے ساتھ گرفتار کیے جا رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ میری فوج کے ہاتھوں سے کوئی صدمہ پہنچ جائے منصور۔ (سلام کرکے) حضور میں جاتا ہوں اور اسے لیے آتا ہوں!!

(کہکے منصور رخصت ہوا اور میدان جنگ میں جاکے سپاہیوں کے ہجوم میں غائب ہوگیا اب اسوقت ترکی سپاہی اور عربی بہادر راجپوتوں کا قلع و قمع کر رہے ہیں)

ہندو سپاہی ادھر اودھر بھاگتے پھرتے تھے۔ سلطان محمود غزنوی کی دیر تک یہ تماشا دیکھتا رہا اور اوس کے دل میں مسرت کا جوش پیدا ہوتا تھا اور فتح کے شکریہ میں کبھی گھوڑے کی پیٹھ پر سجدے میں گر پڑتا تھا۔ اور کبھی خدا کا شکر ادا کرتا فتح کے شکر میں [illegible] منصور چند لوگونکو اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوا۔ سلطان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوکر اور سر نیاز جھکا کر عرض کیا۔ حضور میں اوس شہزادی کو بھی لایا اور اوس کے ساتھ اون لوگونکو بھی لایا ہون جنکا حال سنکے آپ کو اونکے ملنے کی خوشی اُس فتح سے زیادہ ہوگی۔

سلطان۔ پہلے اُس شاہزادی کو بتاؤ اور میرے سامنے پیش کرو پھر اون باقیماندہ لوگونکا حال بیان کرنا۔

منصور نے شاہزادی کی طرف جو اوس کے پیچھے تھی اشارہ کیا اور کہا وہ نیک نفس اور فیاض اور قدر شناس شاہزادی یہ ہے۔

سلطان۔ ہان اس لڑکی کو میں نے جنگ میں بڑی سرگرمی سے ترکون کا مقابلہ کرتے دیکھا تھا واقعی یہ قدر کے قابل ہے اسے ہمراہ لیجاکر نہایت عزت و آرام سے رکھ۔ میں پھر دربار میں اس سے باتیں کرون گا اور کون لوگ ہین اونکو میرے سامنے لاؤ۔

منصور۔ میں نے نسل انصار کے خاندان کا تذکرہ کیا تھا اوسکے تمام نامور لوگ تو لڑائی میں مارے گئے۔ مردون میں جتنے نامور تھے سب اس راجپوت فوج کے مقابل میں شہید ہو گئے۔ ہان جیند مرد اور اسکے ممتاز بہادر کی دو لڑکیاں گرفتار تھیں مین اونکو بھی حضور کی قدمبوسی کیلئے لے آیا ہون۔

سلطان۔ منصور تیرے اس [illegible] نے مجھے خوش کر دیا!! کہان نسل انصار کی مبارک یادگاریں اور کہان [illegible] سب ہون بتاؤ وہ کون ہیں کہ میں اونکی زیارت کرون گا

منصور لیلیٰ اور [illegible] کو پیش کر کے [illegible]

ایک اون کے بھائی کی بوتی ہے ۔ یہ لڑکیاں نہایت ایمان دار بھولی اور پاک نفس ہیں شاہزادی موہنا کا زیادہ احسانمند ہوں کہ اوس نے دونوں لڑکیوں کے ساتھ بہت اچھا اور شریفانہ سلوک کیا ۔

سلطان ۔ خدا موہنا کو ہدایت کرے اس نے جو یہ باتیں کہیں سب ایک مسلمان کے شایان ہیں مجھے ایک ہندو لڑکی سے ایسی فیاضانہ ہمدردی اور رحمدلی کی امید نہ تھی ۔

منصور ۔ حضور موہنا کو اگر اوسکے اخلاق اور پاک طینتی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو فرشتہ ہے اور حسن و جمال کے لحاظ سے دیکھا جائے تو پری ہے ۔

سلطان منصور سے یہ باتیں کر رہا تھا کہ دلاور وطائی ایک نوجوان ہندو کو گرفتار کرکے لایا اور بادشاہ کی رکاب چوم کر عرض کرنے لگا ۔ حضور یہ ہندو فوج کا سردار ہے اسکی کوشش سے راجپوت اتنی دیر لڑتے رہے ۔ منصور کی اقبال اور خدا کی تائید نے میری مدد کی میں نے اس کافر کو زندہ گرفتار کر لیا ۔ اور اسوقت حضور کے سامنے کھینچ لا یا

سلطان ۔ یہ اس فوج کا سردار ہے منصور تم موہنا سے دریافت کرو کہ یہ کون شخص ہے اور کس رتبہ کا سردار ہے ۔

منصور ۔ حضور یہ خود معلوم ہے ۔ راجہ اجمیر کے وزیر اعظم کا بیٹا ہے یہ بھی نہایت خلیق اور اچھا شخص ہے ایک نیک دلی اور بہادری دونوں قابل قدر ہیں مگر افسوس کافر ہے ۔ حضور میں امید وار ہوں کہ اسکی خطا معاف کیجائے اور اچھا ہو تا کہ یہ بھی میرے سپرد کیا جاتا ۔

سلطان ۔ ایسے نامی کافر کو زندہ نہ رکھنا چاہئیے اس کے سامنے تبلیغ اسلام کر اگر قبول کرے تو بہتر ورنہ ابھی قتل کر ڈال ۔

منصور ۔ حضور میں اسکا احسانمند ہوں ۔ میں بکمال ادب و التجا درخواست کرتا ہوں کہ یہ نوجوان راجپوت میرے سپرد کیا جائے ۔

سلطان ۔ منصور تیری خاطر سے میں اسکے قصور معاف کیے اچھا اسکو لے جا

ساتھ رکھو۔ واپس پہنچکر میرے دربار میں حاضر کرنا"

منصور۔ سر نیاز جھکا کر بسر وچشم۔

سلطان۔ واکرداب واپسی کا حکم دے میں افغانستان کی گھاٹیوں میں پہنچ کر دوروز ٹھیرونگا اور اس کے بعد سیدھا غزنی چلونگا۔

فوج میں واپسی کا حکم دیا گیا اور تمام سپاہی خوش خوش شادان وفرحان شمال کیطرف واپس روانہ ہوے

نوان باب

نظرے خوش گذرے

وہ سنگستانی سلسلہ جو پشاور کے قریب سے شروع ہوا ہے اور شمال کیطرف ہمالیہ کی چوٹیوں سے ملتا ہوا کوہ ہندوکش تک چلا گیا۔ اس کے بعد نظر بہت دلچسپ اور نہایت دلفریب واقع ہوے ہیں اگرچہ برف باری اور نیز وحشی اور رہزن قوموں کی وجہ سے یہ مقامات اکثر سنسان اور خوفناک رہا کرتے ہیں مگر جن لوگوں کو ان پہاڑوں کی سیر اطمینان کے ساتھ نصیب ہو جاتی ہے وہ قدرت کی بہار دیکھتے ہیں اور انکے دلمیں صانع قدرت کی وقعت ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی ہے صحرائی درندے کثرت سے ہیں اور اُن آدمیوں کے ہم پیشہ ہیں جو اکثر یہاں پھرتے اور سیر کرتے نظر آتے ہیں۔ ان درندوں کی آوازیں ان دلفریب منظروں کو ہمیشہ ہولناک اور مخدوش بنادیا کرتی ہیں۔ ہاں اگر لطف حاصل ہوتا ہے تو ان ٹیلوں سے جو ہمیشہ سبزہ زار اور مرغزاروں کے زندہ دل مہمان اور بزم قدرت کے خوش گلو نغمہ سنج ہوا کرتی ہیں ان ہی پہاڑیوں میں ایک دشوار گذار گھاٹی ہے جس کے اسطرف ایک وسیع سطح تختہ زمین ہے جسکو چند تیز آبشاروں سے شادابی حاصل ہے۔ ہر چہار طرف اونچے اونچے کوہ ہیں اور ان ہی پر سے مختلف چشمے اوتر کے آتے ہیں اور ایک بڑی جھیل میں گرتے ہیں جو اپنی فیاضانہ دلچسپی کا فرش ہر وقت بچھائے رہتی ہے اور خوش گلو اور خوشنما آبی جانور

کو اپنے لطف کی کشش سے کھینچتی رہتی ہے پرند کبھی پہاڑیون کی چوٹیون پر بیٹھ کے اپنے
نغمہ کی آواز فرشتون کے کانون مین پہنچاتے ہین اور کبھی ہوش مین آکے اور
آسمانون کی طرف بے محل سکوت دیکھکر اوڑتے ہین اور جھیل کے کنارے آکے بیٹھ جاتے
ہین - اس وقت جب ہم نے اپنے دوستون کو اس عجیب سین مین پہونچایا ہے یہان معمول
سے زیادہ لطف پیدا ہوگیا ہے اس لئے کہ ابر کا ایک ٹکڑا برس کے نکل گیا ہے اور
آسمان کے نیلگون گرد و غبار سے صاف ہوکر خوب نکھری نکل آئی ہے اگرچہ ابر برسنے
والا ابر نہین ہے مگر سفید آبدار کا حال آسمان پر پڑا ہوا ہے جسے ہوائے تند کے جھونکے
ادھر ادھر اوڑا کے ساعت بہ ساعت ایک نئی وضع مین دکھاتے ہین - سبزہ زار
کی شادابی خوب ابھر کے چمک رہی ہے اور ہرے ہرے درختون کے رنگ مین
اس قیامت کی دلفریبی ہے کہ دل بے اختیار اون کا شیدا ہوا جاتا ہے آدمی کا تو کہین
پتہ نہین ہے - ہان طیور کثرت سے جمع ہو گئے ہین اور اپنی اپنی بے زبانی کی زبان مین
خدا کی فیاضیون کا شکریہ ادا کر رہے ہین یکایک ایک طرف سے فوجی طبل کی آواز
آئی اور آتے ہی چارون طرف کی پہاڑیون مین گونجی یہ سین بالکل آواز سے بھر گیا اور
وحشی مخلوق نے اس سین مین ایسی بیقراری پیدا کر دی کہ سب کے سب گھبرا کے اوڑے
اور کچھ دیر تک فضائے عالم مین چکر لگا کے پہاڑیون کی اونچی چوٹیون پر جا جا
کے بیٹھنے لگے طبل اور قرنا اور تمام فوجی باجون کی آوازین اس قدر غالب
ہوئین کہ وہ سین جو ابھی بزم عشرت معلوم ہوتا تھا اور جس مین طیور کی نغمہ سرائی
نے ہر دلدادہ کے لئے ایک از خود رفتگی کا سامان کر دیا تھا وہی سین اب میدان رزم و
بزم بنگیا اور شاہی رعب و داب اور اسلامی ہیبت و حیبت نے ان طیور کو جو اوڑ اوڑ
کے اونچی پہاڑیون کی چوٹیون پر جا بیٹھے تھے وہان سے بھی اوڑا دیا ناگہان ایک
افسر نے جو علم اسلامی ہاتھ مین لئے تھا آگے بڑھکے ایک مسطح مقام پر نیزہ گاڑ دیا
اور جس مین دو وقت غزنویہ کا جبروت ظاہر کرنے والا پھریرا لگا ہوا تھا ہوائے تند
پھریرے کے ساتھ شوخیان کرنے لگی اور پھر [illegible] اپنی عجب دار آواز سے

دکھانا شروع کیا کہ کس اقبال اور کس فتح مندی کے ساتھ سلطان ہند سے واپس آیا
ہے اس جھنڈے کو ایک خاص مقام پر نصب دیکھتے کل سوار ٹھہر گئے اور افسر ہر
طرف بڑھ بڑھ کے قیام پڑاؤ کا سامان کرنے لگے بہت پھرتی سے کام لیا گیا
اور تھوڑی دیر میں تمام منظر کی ہیئت بدل گئی - یا تو کھلا ہوا میدان تھا - کسی
طرف انسان کا نام و نشان نہ تھا - اب جو دیکھتے ہیں تو ہر چہار طرف خیمے ہی خیمے
نصب ہیں آدمی اِدھر اُدھر سیر کرتے پھرتے ہیں بازار لگے ہوئے ہیں جا بجا نشان اور
جھنڈیاں اڑ رہی ہیں وہ جھیل جس میں نہریں پہاڑیوں کی بلندی سے آ کر گرتی ہیں
لہریں لے رہی ہے اس کے کنارے [illegible] سے ہٹکر ایک بہت بڑا خیمہ نصب
کیا گیا ہے جس کے اوپر ہوا میں سلطان کا پرچم اقبال لہرا رہا ہے قبل اسکے کہ اس فوج میں
قیام کا سکوت پیدا ہو موذن نے اس فوجی خیمہ نما مسجد سے ایک اونچے ٹیکرے پر شاہی
خیمہ کے قریب قرار دیگئی تھی باہر نکل کے باواز بلند اذان دی اور وہ آواز سراپا جلال
جو ہندوستان کے بتکدوں کو درہم برہم کر آئی تھی ان سرحدی پہاڑیوں کے سین
میں گونجی خدائے واحد لایزال کا نام سنتے ہی تمام پیروان توحید [illegible]
سے بے ساختہ کلمۂ اللہ واکبر نکلا اور وہ بہادر جو دنیا کے تخت و تاج الٹ کے مرد میدان
بنگئے تھے کچھ خوف زدہ سے ہو کے کانپ اوٹھے اور تمام عساکر اسلامیہ کے جوش و خروش
کو اس آواز نے چاہے کسی اور موقع کے لئے بڑھا دیا گیا مگر اس وقت فرو کر کے سکوساکت
کر دیا - سپاہی جوق جوق جھیل اور نہروں کے کنارے بیٹھ بیٹھ کے وضو کرنے لگے اور مسجد
کا تمام صحن جو بہت بڑا رکھا گیا تھا نمازیوں سے بھر گیا اور کچھ دیر انتظام رہا ذرا دیر
کے بعد جب خود سلطان اپنے خیمہ سے برآمد ہو کے مسجد میں داخل ہو لیا تو موذن نے اوٹھ
کر تکبیر کہنا شروع کی سب لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور افسران فوج بڑھ بڑھ کے صفیں
درست کرنے لگے - امام نے پھر وہی جلال آمیز کلمہ "اللہ اکبر" کہا اور نیت باندھ کر نماز
ادا کی جس مقام پر یہ مسجد تھی اوس سے ذرا شمال کی طرف ہٹ کے ایک سرسبز پہاڑی ہے
اور اسکے ہرے ہرے [illegible] کے نیچے لہراتی ہوئی آئی نہریں جو آکے جھیل میں گرتی ہیں اور اسوقت

بوجہ اس کے کہ پانی برس کے کھل گیا ہے سفر میں سے زیادہ پانی آتا ہے اور بڑے زور
کے ساتھ جھیل میں گرتا ہے اس پانی کے گرنے کی آواز کی وجہ سے موذن کی آواز
جو رکوع اور سجود کے وقت زور سے اللہ اکبر بلند کرتا ہے دور تک نہیں جاتی اور اس
سبزہ زار تک جو پہاڑی اور جھیل کے درمیان میں واقع ہے صرف پانی ہی کی آواز سنی
جارہی ہے اسی سبزہ زار میں عام لشکرگاہ سے علیحدہ بہت سے خیمے نصب ہیں جنکے گرد
سخت جنگی پہرا ہے اور افغانی سپاہی اور غزنوی اور ترکی جوان بڑی سرگرمی سے
ننگی تلواریں ہاتھوں میں لئے چاروں طرف ٹہل رہے ہیں۔ مگر ان لوگوں کے خیمے
سے باہر ایک نہر کے بالکل کنارے ایک چھوٹا سا خوشنما خیمہ ہے مگر وہاں بھی ترکی موجود
ہیں اور اون کی وضع اور حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہرے کی غرض سے نہیں بلکہ
اس شخص کی خدمت کے لئے ہیں جو خیمے میں ہوگا۔ یہ تمام خیمے کن لوگوں کے ہیں اور
اون کی حراست کیجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرزمین ہند کے بدنصیب قیدی
ہیں جو پہلے مہاراجہ اجمیر کے وفادار و جاں نثار تھے اور آج دولت غزنویہ کے قیدی
ہیں۔ اور خدا جانے آگے اون کا کیا حشر ہوگا۔

مگر اس خیمہ میں کون ہے جو ان سب سے علیحدہ ہٹ کر اور زیادہ عزت کے ساتھ رکھا
گیا ہے اس میں مہاراجہ اجمیر کی جگر گوشہ راجکماری موہنا ہے جسکی جدائی نے راجہ
کے دل کو خدا جانے کیا کچھ صدمہ پہنچایا ہوگا۔ موہنا نے جیسا احسان نوجوان منصور
کے ساتھ کیا تھا، اس سے زیادہ منصور اس کے ساتھ بخلق و مروت پیش آیا اگرچہ
سلطانی حکم کے بموجب اوس کا خیمہ قیدیوں کے خیمے کے نزدیک رکھا گیا مگر اور ہر حیثیت سے
اوس کی خاطر و مدارات اور دلدہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا تھا
خود منصور کا خیمہ گو کہ سلطانی خیمہ کے پاس تھا مگر وہ اکثر اوقات اسی خیمہ کے قریب
رہا کرتا تھا۔ دلربا عذرا اور اس کی بہن لیلا کو بھی اوس نے شاہزادی موہنا کے
خیمہ میں رکھا تھا کہ موہنا کے دل میں کسی قسم کا خیال نہ گذرے سفر کے اوقات میں جبکہ
قطع منازل کی جاتی تھیں وہ اسی محمل کے پاس رہا کرتا تھا جس میں شاہزادی

موہنا ہوتی تھی اور اسکے بعد ہی عذرا اور لیلا کے محل ہوتے تھے -

اس وقت ادائے نماز کیلئے منصور موہنا سے رخصت ہو کے گیا ہے اور بعد فراغت فوراً واپس آنے کا وعدہ کر گیا ہے اس خیمہ کے بیٹھنے والیان دل ہی دل مین اس کا انتظار کر رہی ہین اور بار بار خیمے کے پردے کی حرکت پر آنکھ اٹھا کر دیکھ لیتی ہین انتظار کی بیتابی جب زیادہ بڑھی تو موہنا لیلی کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی "

موہنا - منصور ابھی تک نہین آئے - ابھی آنیکو کہہ گئے ہین نا -

لیلا - ہان وعدہ تو ابھی آنے ہی کا کر گئے ہین شاید سلطان نے کسی کام کیلئے روک لیا ورنہ اتنی دیر نہ ہوتی "

موہنا - نماز کتنی دیر مین ہو جاتی ہے "

لیلا - نماز دم بھر مین ہو جاتی ہے بلا اگر ان کے انتظار مین جس قدر دیر ہو

موہنا - سلطان نے روک لیا ہوگا تو مین جانتی ہون کہ دیر مین آئین گے "

لیلا - ایک بڑا سوال ہے کہ نہ ایسا ہو کہ سلطانی دربار سے اٹھ کے چلا جائے

یکایک پردہ اوٹھا اور دلبر و خوشرو نوجوان منصور خیمہ مین داخل ہوا اس کی صورت دیکھتے ہی یہ سب عورتین دل مین خوش ہو گئین "

موہنا - آپ کو گئے بہت دیر ہوئی کیا سلطان سے کچھ باتین کرنے لگے تھے -

منصور - نہین صرف نماز ہی مین مشغول رہا جسقدر دیر ہوئی لوگون کے انتظار مین ہوئی - سپاہی نہین آئے تھے وہ صحرا مین بکھرے تھے اور اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو گئے تھے انھین آتے آتے بہت دیر ہوئی "

موہنا - میرا دل آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے گھبرا اوٹھا تھا "

منصور - خاص آپکی دلچسپی کیلئے مین نے عذرا اور لیلا کو بھی یہین رکھا "

موہنا - مین تو بے تمھارے گھبرایا کرتی ہون "

یہ جواب سن کے منصور چپ ہو گیا اور دل مین سوچنے لگا کہ موہنا کیسے اختیار کیا جانے والی کی جائے اگرچہ اس کے مذہب کے موافق اسکے کھانے پینے کا انتظام کر دیا گیا اور تراشے

کسی قسم کی تکلیف نہین ہے۔ مگر وہ زیادہ اس امر کی آرزومند ہے کہ مین اوس کے پاس بیٹھا رہون۔ میرے نزدیک اس کے پاس رہنا زیادہ مناسب نہین ہے اوسی کے حق مین مضر ہوگا۔ مین جانتا ہون کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔ مگر اول تو میرے دل مین عذرا کی الفت کا نقش قدم ہو چکا اور جو دل مین عذرا کو دے چکا تو ممکن نہین کہ اور کسی کو دے سکون دوسرے موہنا اپنے ملک اپنے خاندان مین سخت بدنام ہو گی اپنے باپ اور عزیزون کی نظر مین ذلیل ہو گی اگر وہ ان باتون کا بالکل خیال نہ کرے تو میری بدنامی ہو گی اگر مین اس کو محبوبانہ جوش سے ... منصور دیر تک ان خیالات کے دریا مین غرق رہا موہنا عذرا اور لیلا سب منتظر تھین کہ منصور سر اوٹھا کر شگفتگی اور دلچسپی کے ساتھ باتین کرے مگر وہ فکر کے بیابان مین اس شدت سے گرم سیر تھا کہ جو جو دیر ہوتی تھی اس کے بشرے سے تھکن کے آثار نمایان ہوتے جاتے تھے۔ ناگہان ایک خادم نے آکر عرض کیا حضور سلطان ... آپ کے منتظر بیٹھے ہین۔

منصور چونکہ مجھ سے کچھ کام ہے۔ اتنا کہا اور اوٹھ کھڑا ہوا سب سے رخصت ہو کر دربار سلطانی کا راستہ لیا

جس وقت منصور سلطان کے خیمہ مین پہنچا ہے اسوقت تمام اہل دربار جمع تھے اور شعرا تہنیت اور فتحمندی کے اشعار پڑھ پڑھ کر سلطان کے حوصلے اور ولولے مین ایک تازہ جوش پیدا کر رہے تھے۔ گذشتہ کامیابی اور فتحمندی نے سلطان محمود اوس کے فوجی افسر کیا معنی ہر اسلامی سپاہی کے دل مین ایک ولولہ پیدا کر دیا تھا پہلا دربار جو اطمینان کے ساتھ اس تعصب کے دور مین بت پرستون اور مشرکون کی سرزمین سے نکل کر افغانستان کی حدود مین قائم ہوا تھا شعرا کو سب سے عمدہ موقع فتح کی تہنیت ادا کرنے کا اسی دربار مین ملا تھا۔ شعرا بھی کون جنکے بعد نظم فارسی ان ہی کے رنگ اور ان ہی کی تقلید پر چلتی رہی اور چلتی رہیگی فردوسی کے پر زور مصرعے جن کا ہر ہر لفظ ایک رجز ... تمام دربار کے تمام حاضرین کو خاموش بنائے ہے جب شعرا کو اپنی طبع آزمائیان دکھانے سے فرصت ملی تو ...

ادھر اودھر کر سلطان کو مبارکباد دی اُن باتون کے بعد سلطان اہل دربار کی طرف
متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ بہادران اسلام الحمد اللہ کہ آج ہم سب اپنے وطن کو
سرخرو اور کامیاب جاتے ہین تمھاری جرات اور شجاعت نے ہدیہ تمھارے
نذر کیا ہے یعنی بت پرست قیدی انکی نسبت تمھاری کیا رائے ہے۔

منصور۔ حضور کا اقبال ہمیشہ یون ہی بلند رہے اور دشمن کو سلطانی عَلم کے
سامنے یون ہی ذلت نصیب ہو میری رائے مین تمام قیدیون کو بالفعل یون ہی
ہمارے ساتھ غزنی جانا چاہیئے۔ وہان پہونچکر حضور کی مرضی کے موافق ان کا
فیصلہ کیا جائے تو نہایت مناسب ہے"

سلطان۔ منصور اچھا مین تیری رائے کو تسلیم کرتا ہون راجہ کی لڑکی جو تیرے
سپرد کیگئی تھی وہ کہان ہے اور کیا وہ غزنی چلیگی"

منصور۔ جو حضور کی رائے ہو مگر میرے نزدیک تو وہ رحم اور شفقت سلطانی
کی مستحق ہے اس [illegible] سلطان کے ساتھ بہت اچھا [illegible] کیا۔

ایک عالم دربار۔ حدیث مین آیا ہے کہ اکرمو اعزۃ قوم اذلہ
حتی الامکان نیک سلوک کرنا چاہیئے۔

سلطان۔ اوس کے ایسے شریفانہ برتاؤ کا معاوضہ کیونکر کیا جائے"

عالم۔ حضور میرے نزدیک تو سب سے زیادہ یہ مناسب ہے کہ وہ نہایت قدر
ومنزلت اور عزت واحترام کے ساتھ اپنے باپ اجمیر شن کے پاس بھیجدی جائے اس
کارروائی سے تمام راجاؤن پر حضور کا بہت اچھا اثر پڑے گا"
راجہ اجمیر شن حضور کا ورم ناخریدہ غلام ہو جائیگا اور اس کی بیٹی کی دلی آرزو
پوری ہوگی اور قطع نظر ان تمام باتون کے انسانی حمیت کا مقتضی بھی ہے"

سلطان۔ مین نے اس بارہ مین منصور کو مختار کر دیا منصور تم بھی اس
رائے سے اتفاق کرتے ہو"

منصور۔ حضور نہایت مناسب ہے (دلمین) اگرچہ موہنا یہ سنکر دل مین بہت

رنجیدہ ہوگی مگر کیا کیا جائے اب اس کے سوا اور کسی طرح ممکن نہین کہ مجھے اس جھگڑے سے نجات ملے"

سلطان "اچھا تو اب یہ تجویز کرنا چاہئے کہ یہ لڑکی کیونکر اور کسکے ہمراہ مہاراجہ اجمیر شن کے پاس بھیجی جائے اس لئے کہ ہم راجپوتانہ کی سرحد سے بہت دور نکل آئے ہین راستے ڈاکوؤن اور لوٹیرون سے بھرے ہین"

منصور۔ حضور خود راجہ کی فوج کے بہت سے لوگ گرفتار ہین انہین سے چند اور لوگ منتخب کرلئے جائین جو راجہ کی بیٹی کو اپنے ساتھ لیجائین اور بعض راجپوت سلطان کے جان نثارون مین شامل ہین اُن مین سے کوئی معزز اور لائق حضور کی طرف سے ہمراہ چلا جائے کیا خوب ہو اگر بلدیو سنگھ جو ایک عرصہ سے حضور کے دامان عافیت مین پرورش پا رہا ہے اور مختلف موقعون پر آستان سلطانی کا جان نثار ثابت ہو چکا ہے وہ موہنا کے ہمراہ روانہ ہو"

سلطان۔ منصور مجھے تیری راہ سے اتفاق ہے۔ بلدیو سنگھ اس شاہی خیمہ مین ایک طرف مؤدب بیٹھا ہوا تھا۔ سلطان نے اوس کی طرف دیکھا تو وہ فوراً اُٹھا"

سلطان۔ بلدیو سنگھ تم میری طرف سے اُس لڑکی کے ہمراہ جاؤ اور اُس کو میری طرف سے اس کے باپ کے پاس بطور ہدیہ کے پیش کش کرو اور اس سے کہدینا کہ تیری سرتابی نے اگرچہ مجھے اس انعام اور اس دوستانہ تعلق کے قابل نہ رکھا تھا مگر تیرے ساتھ شریفانہ برتاؤ سے پیش آتا ہون۔ تیری لڑکی جس کے یہان ہر دم کی نگہداشت کی گئی اور جس کی عصمت و آبرو کو بہت ہوشیاری کے ساتھ بچایا ہے وہ تیرے پاس اسی طرح پاکدامن بھیجی جاتی ہے اسے اپنے محل مین بٹھا اور خدا کا شکر ادا کر جس کی خدائی کو تو نے اپنے اعتقاد و شرک سے آج تک نہین مانا بلدیو سنگھ موہنا نہایت شریف خیال کی لڑکی ہے خبردار تو اسکو نہایت عزت اور تعظیم کے ساتھ لے جانا اور ہمیشہ اس سے باادب پیش آنا"

بلدیو ․․․ (سر نیاز جھکا کر) خداوند مین نہایت ادب کے ساتھ اسکے ہمراہ جاؤنگا اور احکام سلطانی کے بجالانے مین پوری سرگرمی دکھاؤنگا۔

سلطان۔ منصور تو جا کے موہنا کو یہ خوشخبری سُنا اور راجیرش کے قیدیون مین سے جن جن کو تو وہان پہنچانا چاہتا ہے اونکو منتخب کرلے کیونکہ اس بارہ مین مین نے تجھے پورا اختیار دیا ہے ؛

منصور۔ اسی وقت یہ شفقت آمیز خطاب شاہی سُن کے اوٹھ کھڑا ہوا آداب شاہی بجالایا اور شاہی خیمہ سے نکل کے روانہ ہوا۔ راستہ مین وہ اپنے دل سے باتین کرتا جاتا تھا اور پریشان تھا کہ موہنا سے اس مضمون کو کیونکر بیان کرے وہ اپنے دل مین بخوبی سمجھا ہوا تھا کہ موہنا اس احسان کو احسان نہ سمجھیگی وہ کسی طرح نہین چاہتی کہ اپنے باپ کے پاس جائے۔ مگر جب اپنی حالت کا خیال کرتا تھا تو اور زیادہ پریشان ہوتا تھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ کسی طرح ممکن نہ تھا کہ اپنے دل مین دو معشوقون کو جگہ دے سکے آخرا اوس نے اسی امر پر فیصلہ کرلیا کہ موہنا کو بیشک اوس کے باپ کے پاس بھیجدینا چاہئے اس قسم کے خیالون مین محو تھا اور موہنا کے خیمے کی طرف چلا جاتا تھا جب خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہ اپنی حرکت اور موہنا کی محبت بھری آنکھین دیکھ دیکھ کے اور دل مین پشیمان ․․․ منصور کی صورت پر آثار فکر دیکھ کر موہنا نہایت ہی پرمحبت کے لہجہ مین پوچھنے لگی ؛

کیون اس وقت تم فکرمند کیون ہو

منصور "کچھ نہین "

موہنا " آخر کچھ معلوم تو ہو "

منصور۔ سلطان نے اس وقت ایک ایسا حکم دیا ہے جو شاید آپکی مرضی ․․․

موہنا " کیا میرے لئے کوئی سزا تجویز کی ہے "

منصور " نہین مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کو مع آپکی فوج کے چند منتخب افسرون کے نہایت عزت و آبرو کے ساتھ آپکے والد مہاراجہ اجیرش کی خدمت مین روانہ کردون۔

اور بلدیو سنگھ ایک معزز راجپوت جو سلطان کے جان نثارون مین ہے آپ کے ہمراہ اجمیر شہ تک جانے کا حکم ہوا ہے"

یہ سن کے موہنا کی صورت سے آثار حزن وملال ظاہر ہونے لگے اور ایک آہ سرد بھر کے کہنے لگی مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ سلطان کی طرف سے میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہین کیا گیا۔ اول تو یہ ضرور ہے کہ میرے ساتھ جے رام کو بھی رہائی دی جائے گی اور وہان پہونچ کے کوئی دقیقہ دشمنی کا نہ اٹھا رکھے گا۔ اب وہ میرے خون کا پیاسا ہے"۔

منصور۔ کیا آپ چاہتی ہین کہ جے رام کو ابھی رہائی نہ دی جائے اور نہ بآسانی میرے امکان مین ہے کہ اُس کو ہمیشہ کیلئے قید رکھون یا اُس کو قتل کر ڈالون اگرچہ یہ دونون امر میری مرضی کے خلاف ہین مگر آپ کے کہنے سے مین ان گناہون کا مرتکب ہو جاؤن گا"۔

موہنا۔ مین اپنے لئے کسی پر ظلم کرنا نہین چاہتی یہ مجھ سے ہرگز نہو گا کہ اوسکی بابت کوئی رائے دون۔ آپ اس کو سب سے پہلے آزادی دیجئے راجہ اجمیر شہ کا سچا دوست اور مہاراجہ کا جان نثار ہے اس نے ہمارے راجہ کی بڑی بڑی خدمتین کی ہین مین کیونکر کہون کہ آپ اس کو نہ چھوڑئیے۔ بیشک چھوڑ دیجئے۔ مگر کیا یہ نہین ہو سکتا کہ سب چھوڑ دئے جائین اور مین یہین رہون"۔

منصور۔ سلطان کے حکم سے کیونکر سرتابی ہو سکتی ہے۔ (کچھ سوچکر) ہان بیشک سلطان کے خلاف ہوگا۔ بعض ملکی ضرورتون سے سلطان چاہتے ہین کہ مہاراجہ اجمیر شہ کو اپنا احسان مند بنالین اور اس کیلئے اس سے زیادہ مناسب کوئی تدبیر اون کے خیال مین نہین ہے"۔

موہنا۔ کیا یہ بھی نہین ہو سکتا کہ مین خود سلطان کے سامنے پیش کی جاؤن اور اون کے سامنے جا کر مین دست بستہ عرض کرون کہ مجھے گوارا ہے کہ سلطان کی ہمیشہ لونڈی بنی رہون مگر ہان راجہ صاحب کے پاس نہ بھیجی جاؤن۔ آپ کو نہین معلوم اب

مین وہان کسی کام کی نہین آپ ہزار اطمینان دلائین اور مین لاکھ قسمین کھاؤن مگر وہان کسی کو یقین نہ آئے گا کہ اتنے دنون مسلمانون کے قبضہ مین رہ کر بید ہرم نہین ہوئی ۔ ہندوؤن کا اعتقاد بھی ایسا واقع ہوا ہے وہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر بدگمان ہو جاتے ہین اور ان کے خیال مین اپنی قوم سے جدا کرنے کے بعد انسان اپنے دھرم مین رہ ہی نہین سکتا"

یہ سنکر نوجوان منصور خاموش ہوگیا اور دل مین سوچنے لگا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین کہ سلطان کے سامنے یہ منت والتجا اپنی آرزو ظاہر کرے اور وہ راضی نہو جائین اون کا تو یہی مقصود ہے کہ موہنا کو اوس کے احسانات کا بدلہ دین جب یہ اپنے باپ کے یہان جانے پر راضی ہی نہین تو وہ ہرگز اس پر جبر نہ کرینگے اب کیا کیا جائے کچھ نہین بنتا ۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون اوس کا یہان رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا ۔ منصور یہ سوچکر متفکر سا ہوگیا ۔ موہنا سمجھ گئی کہ اوس کی درخواست نے منصور کو خاموش کر دیا ہے اور اس کے علاوہ منصور میرے اصرار کی وجہ سے ایک فکر اور پریشانی کے عالم مین ہے"

ان جذبات نے اوس کے دل مین جوش مارا جو پاک اور سچی محبت نے پیدا کر دئے تھے ایک بیتابی کی فوری جوش کو دل مین دبا کر بولی ۔ منصور اگر میری درخواستون کی وجہ سے آپ تردد مین پڑ گئے ہین تو میری اوس گستاخی کو معاف کیجیے مین سلطان سے بھی کچھ نہ کہون گی اور میرے حق [illegible] کچھ تجویز کیا گیا ہے ۔ مین اوسے خوشی سے گوارا کر [illegible] چاہے مجھ پر کتنا ہی بڑا ظلم ہو جائے مین آپکی مرضی کے خلاف نہ کرونگی"

ان باتون نے نوجوان منصور کے دل پر بہت بڑا اثر کیا ۔ اسکے دل مین پھر ان خیالات نے ہجوم کیا ۔ افسوس مین اپنی محسن شاہزادی موہنا پر ظلم کرتا ہون ابھی تک تو غنیمت ہے کہ اس کے خیال مین سار [illegible] سر ہوا اگر کہین خدانخواستہ یہ معلوم ہو جائے کہ مین خود اس رائے اور تجویز کا محرک اور بانی ہون تو اس کے دل پر کتنا بڑا صدمہ گذرے گا ۔ آہ کیا کرون ۔ اب تو اسکے [illegible] مین

اور خرابی ہے اس لئے اگر یہ یہان رہیگی تو اسے ضرور معلوم ہو جائیگا کہ میری ہی رائے
بھی کہ شاہزادی موہنا اجمیر بھیجدی جائے اور اس وقت اس کی نظر مین میری
بڑی سب کی بیعزتی ہو گی۔ پھر بھی یہی مناسب ہے کہ یہ اجمیر چلی جائے وہان
جاکے میرا خیال اس کے دل سے نکل جائیگا اور یہ تمام اون قومی ذلتون سے بھی محفوظ
رہے گی جو اس کو اپنی قوم مین نصیب ہوتین۔ افسوس اس کی محبت نے میرے دل مین
بھی جگہ کر لی ہے اور مین عرصہ تک موہنا کے خیال مین محو اور موہنا کی صورت کا دیوانہ
رہون گا۔ یہین تک کہنے پایا تھا کہ خادم نے عرض کیا۔ حضور پہرے کا سپاہی
عرض کرتا ہے کہ بلدیو سنگھ سلطان کے حکم کی تعمیل کیلئے معہ اپنے دیگر سوارونکے
دروازے پر حاضر ہوئے ہین "

اس آواز کے سنتے ہی موہنا نے بہتیرا ضبط کیا اور لاکھ روکا مگر اُسکے چہرہ کا رنگ
اوڑ گیا اور گھبرا کے کہنے لگی۔ کیا اب یہی فیصلہ ہوگیا کہ مین آپ سے جُدا ہونگی؟ اور
کیا آپ نے بھی گوارا کر لیا کہ مین سیاہ رو بنکے وطن جاؤن "

منصور۔ میرے نزدیک تو آپکے وہان جانے سے راجہ صاحب کا کلیجہ ٹھنڈا ہوگا
اور تمام اجمیر شہر کے لوگون کو بے انتہا مسرت ہو گی۔ ہان اگرچہ آپکے ساتھ یہان
کسی قسم کی زیادتی کی جاتی اور آپ پر جبر و تشدد ہوتا یا آپ کے اصول مذہب کے
خلاف کوئی کارروائی کی جاتی تو شاید وہان کے لوگ آپ کو افسوس اور حسرت
کی نگاہ سے دیکھتے اور یون تو گھر گھر خوشی کے شادیانے بجین گے "

موہنا۔ آپ ہندو دھرم سے ابھی واقف نہین ہین مین نے کہدیا کہ وہان خواہ مخواہ
بدگمانی ہوتی ہے۔ یہی کیا کم ہے کہ مین آریہ ورت اور ہندو دیس سے نکل کے اون کے
اعتقاد کے موافق ملکشون کے دیس مین گئی۔ اونکے نزدیک اتنے ہی مین آدمی بے دھرم ہوجاتا ہے

منصور۔ افسوس سلطانی حکم سے کوئی چارہ نہین میرے نزدیک تو آپ جایئے اور خوشی
خوشی اپنے والد سے ملیئے۔ سلطانی حکم کی تبدیلی اب کسیکے امکان مین نہین ہے "

اتنا کہہ کر منصور تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر خود چونک کے کہنے لگا

واہ واہ! بلدیو سنگھ خیمہ کے باہر کھڑے ہین اور مین ان کا آنا بھول ہی گیا آپ اب سفر کا سامان کیجئے مین ابھی واپس آ دنگا۔ یہ جملہ سُن کے شاہزادی مُوہنا نے حسرت واندوہ کی وضع سے نہایت مایوسی کے ساتھ سر جھکا لیا اور نوجوان منصور اپنی کارروائی پر پچھتاتا اور غم کھاتا ہوا خیمہ سے باہر نکلا۔ اسی اثنا مین محمود کی فوج کا وفادار اور جان نثار بہادر بلدیو سنگھ انتظار مین کھڑا ہوا تھا منصور کی صورت دیکھتے ہی اوس نے فوجی قاعدے سے سلامی دی اور دست بستہ کھڑا ہو گیا"

منصور۔"بلدیو سنگھ تم نے سفر کا سامان کر لیا"

بلدیو سنگھ۔"سب سامان درست ہو گیا"

منصور۔"کسی بات کا تو انتظار نہین ہے۔

بلدیو سنگھ۔"کسی بات کا نہیں۔ آپ کا حکم ہو اور مین اجمیر شہ کی طرف روانہ ہون"

منصور۔"اچھا تو ایک عمدہ سکھپال منگواؤ اور خبردار اسکا خیال رہے کہ موہنا کو راستہ مین کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اگر ذرا بھی تکلیف ہوئی تو تمھارے حق مین نہایت مضر ہوگا اور وہان ہر طرح سے راجہ اجمیر شہ اور اوس کے تمام درباریون پر ظاہر کر دینا کہ موہنا کی عصمت وپاکدامنی مین کسی قسم کا فرق نہین آنے پایا۔ یہ بھی کہدینا کہ اس کے کھانے پینے کیلئے بھی ہندو دھرم کے موافق پوری احتیاط سے انتظام رکھا گیا تھا"

بلدیو سنگھ۔ مین یہ تمام باتین بخوبی راجہ کے ذہن نشین کر دونگا۔ آپ مطمئن رہئے سامان ... مجھے اس امر مین ہدایت نہ کیجئے اور اب عجلت فرمائیے کیونکہ تھوڑا دن باقی ہے۔ مین آج ہی ان گھاٹیون سے نکلجاؤنگا اور صبح سے ہندوستان کے کھلے میدانون کا سفر کر کے بہت جلد اجمیر شہ پہنچ جاؤن گا"

منصور۔"آپ کے ساتھ کتنے سوار جائین گے"

بلدیو سنگھ۔ میرے ساتھ میرے کل ہمراہی جن کا شمار دس ہزار ہی اگر آپ ضرورت سمجھین تو اور تھوڑے سے سوار ... کی سپاہی بھی لیلون"

منصور۔ نہین دس ہزار جوان کافی ہین کوئی جنگی مہم نہین ہے صرف بطور سفارت کے جانا ہے اس کے لیے یہ بہت ہین مگر ہان دو چار ترک اور عربی کے افسر بھی ہون تو اچھا ہے کیونکہ وہ سلطانی وقعت اور عزت کو راجہ پر اچھی طرح ظاہر کر دینگے۔

بلدیو سنگھ۔ آپ جن افسرون کو فرمائین مین ہمراہ لے آؤن "

منصور۔ تم کو اختیار ہے جن افسرون کو چاہو اپنے ہمراہ لو اب مجھے زیادہ باتون کی فرصت نہین ہے سواریان منگواؤ" یہ کہکے منصور اندر آیا اور شاہزادی موہنا کی طرف دیکھکے کہنے لگا اب سب باتون کا انتظام ہوگیا جلدی تیاری کیجیے کیونکہ سواری اور وہ سب لوگ جو آپ کے ہمراہ جائینگے حاضر ہو چکے "

اس جملہ نے موہنا کو بالکل شکست اور شکستہ دل کر دیا اور ہجوم یاس نے اوسکی سر جھکا دیا! آہ اس کا سر ایسا جھکا کہ کسی طرح اوٹھتا ہی نہ تھا دیر تک انتظار کرنے سے منصور نے جھک کر دیکھا تو اوس کے رخسارون پر آنسو جاری ہین اگرچہ آواز نہین نکلتی۔ لیکن گویا آنسوؤن کے دریا مین ایک ڈوبتی ہوئی کشتی کی طرح ڈگمگا رہی ہے۔ یہ عالم دیکھکے منصور کے دل پر گویا تیر لگا اوس کا بھی دل بھر آیا اور کہنے لگا کوئی رونے کی بات نہین ہے یہ تو خوشی کی بات ہے کہ تم کو اپنے باپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ وطن کی صورت نظر آئے گی۔ وہ مان جسکو تمھاری مفارقت مین خدا جانے کیا صدمہ ہوگا۔ تم کو سینہ سے لگا کے اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کرے گی "

ان باتون نے موہنا کا دامن صبر چاک کر دیا اوس مین بالکل سکوت کی طاقت نہ رہی بے اختیار ایک آہ سرد کھینچ کے کہا۔ منصور اب تو جاتی ہون اب کیا ضرورت ہے کہ اپنے دلی خیالات کو مخفی رکھون سفر مین اپنے دل سے مجبور ہون ہزار مجھے یہ دل تمھارے خیالات کو کبھی نہ بھولیگا تم نے مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے بے تعلقی ظاہر کی مگر سچ کہتی ہون جب تک زندہ ہون تمھارا پیچھا نہ چھوڑون گی اس وقت جاتی ہون مگر وہ دن آنے والا ہے کہ مین تمھارے پاس موجود

ہوگی جو کچھ کہنا تھا مین کہہ چکی اب میرے سوار ہونیکا انتظام کردو"

ان باتون نے کچھ ایسا اثر کیا کہ خیمہ مین ہر چہار طرف سکوت ہوگیا منصور نے تو ندامت سے سر جھکا لیا اور عذرا اور لیلا نہایت وحشت اور حیرت کی نگاہون سے موہنا کی اون چتونون کو دیکھنے لگین جو کسیکو گویا سیدھی ہونے کی امید نہ تھی لیلا آگے بڑہی اور موہنا کے رخسارون سے آنسو پونچھنے لگی - ہمدردی کی ان حرکات کے ساتھ اوس کی تسلی اور تشفی کیلئے زبان سے بھی یہ کلمات کہتی جاتی "پیاری بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے - خدا کیلئے ضبط کیجئے مین دعا کرتی ہون اور آرزومند ہون کہ خدا پھر آپ سے ملائے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین سلطان پھر تھوڑے دنون مین ہندوستان آئین گے اوس وقت منصور اور ہم سب بھی آکے آپ سے ملین گے"

موہنا - اب ان باتون کا ذکر نہ کرو - میری قسمت ہی اچھی نہ تھی اب مین تم سے رخصت ہوتی ہون - اتنا کہہ کے لیلا کے گلے سے لپٹ گئی لیلی سے بھی صبر نہو سکا اور اس کے رخسارون پر آنسو جاری ہو گئے وہ بھولی بھری نو عذرا جس کی پیاری صورت کا یہ کرشمہ تھا - اوس کے دل پر بھی ان کارروائیون کا عجب اثر پڑ رہا تھا - وہ خاموش بیٹھی تھی - کبھی موہنا کی صورت دیکھتی تھی کبھی منصور کے چہرے پر غور کرتی تھی"

اوس غریب کو اسکا مطلق علم نہ تھا کہ موہنا کیون مجبوراً اپنے باپ گھر بھیجی جاتی ہے بار بار اوسکے دل مین موہنا پر ترس آتا تھا اور وہ اس کو ضبط کرتی تھی دل بھر آتا تھا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آتے تھے اور وہ نہایت ہی خموشی کے ساتھ سبکی آنکھین بچا کے ان امور کو دل ہی دل مین دبا دیتی تھی - لیلا سے رخصت ہوکر موہنا نے عذرا کی طرف دیکھا اور ذرا بلند آواز سے کہنے لگی - عذرا آؤ تم سے بھی رخصت ہو لون شاید میری صورت پھر تم نہ دیکھ سکو - یا مجھی کو اب پھر تمھاری زیارت کا موقع نہ ملے یہ کہہ کے خود بڑھی اور عذرا سے لپٹ گئی دیر کے بعد عذرا کو چھوڑا تو اوس کے

گلابی رخسار بھی آنسوؤن سے بھیگے ہوئے تھے اوس کو روتے دیکھ کر موہنا بولی عذرا
تم اپنے سادے دلکو کیون غمگین کرتی ہو اتنا کہا اور رخسارون پر ایک گرمجوشی
کا بوسہ لے کر کہنے لگی - آہ ان رخسارون ہی نے مجھ پر ظلم کیا اس جملہ نے اُن
تمام لوگون پر جو خیمہ مین تھے خدا جانے کیا جادو کر دیا کہ سب ایک حیرت انگیز سناٹے
کے عالم مین آگئے - منصور جو دیر سے سر جھکائے ہوئے تھا یکبیک چونک پڑا
اور نیز لیلا اور عذرا مین سے ہر ایک ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگین اسوقت ایسا
سناٹا پیدا ہوا تھا کہ کسی کو کسی طرح کوئی لفظ زبان سے نکالنے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی
آخر موہنا نے ہی طلسم سکوت توڑا اور کہنے لگی اب اس صحبت کا خاتمہ ہے مجھے جو
کچھ کرنا چاہیئے تھا کر چکی اب اجازت دیجئے کہ مین سوار ہون اصل مین موہنا سمجھ
گئی تھی کہ اس کی رخصت کا بانی خود منصور ہے - وہ عذرا کی طرح بھولی نہ تھی - اگرچہ
کمسن تھی مگر علمی لیاقت اور جوہر شجاعت نے اوسے پورا تجربہ کار بنا دیا تھا ؟
یہ عجب بات تھی کہ موہنا جو زیادہ بیتابی ظاہر کرتی تھی وہ عذرا کی صورت سے بہت زیادہ
ستم کشی اور حزن وملال کے آثار ظاہر ہوتے جاتے تھے بلکہ بعض اوقات اس کی
چین جبین سے ظاہر ہوتے لگتا تھا کہ وہ سخت آزردہ ہے اسوقت اوسکے اون
طبعی جوشون کی طرف بھی بالکل توجہ نہین کیگئی - آخر موہنا کو ان سب سے جدا ہونا پڑا
منصور نے اوس وقت اپنے دلکو انتہا درجہ کا سخت بنا لیا تھا - موہنا نے جیسے ہی
سوار ہونے کی اجازت طلب کی وہ خیمہ سے باہر نکلا اور حکم دیا کہ موہنا سکھپال مین
سوار کر دی جائے - باہر آنے کے بعد جو دوسرا حکم اُس نے کیا وہ یہ تھا کہ بلدیو سنگھ جا کر
راجپوت قیدیون کو دیکھ کے اُن مین سے جے رام کو اور دس بارہ افسرون کو اپنے
ہمراہ لے آئے جن کو رہائی دیجائیگی اور شاہزادی موہنا کے ساتھ وہی اجمیر تک
جائین گے - بلدیو سنگھ نے اس کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور جب سامان درست ہو گیا اور
قیدیون مین سے آزاد کرنے کیلئے لوگ منتخب کئے گئے تو منصور نے روانگی کا حکم دیا
اور بلدیو سنگھ کے دس ہزار ہمراہیون کا گروہ شاہزادی موہنا اور دیگر قیدیون کو لیکر

روانہ ہوا۔ منصور نے اگرچہ دل پر جبر کرکے اُن سب باتون کی تعمیل کرادی مگر اوسکے دل پر جو جو چوٹین موہنا کے غم واندوہ کی وجہ سے پڑین تھین روانہ ہوتے ہی اوس کے دل سے بیصبری کے آثار نمایان ہونے لگے جب تک شاہزادی کی سواری کا جلوس نظر کے سامنے رہا اوس کی نظر اودھر سے ہٹتی ہی نہ تھی اپنے خیمہ کے دروازہ پر حیرت زدہ اون کو دیکھ رہا تھا جو شاہزادی موہنا کو لئے جاتے تھے آخر وہ لوگ پہاڑی کی آڑ مین آ گئے اور اودھر آنسوؤن نے منصور کی آنکھون پر پردے ڈالدیئے تھے وہ اپنے دل مین آپ لعنت ملامت کرتا ہوا اپنے خیمہ مین آیا اور پلنگ پر منھ چھپا کے پڑ رہا۔ دوسرے روز سلطان محمود کے لشکر نے مغرب کی طرف آگے کوچ کیا اور یہ سب لوگ غزنی کی طرف راہی ہوئے ؎

دسوان باب

ہندوستان کا دوسرا سفر

اب ہم تاریخ کے اتنے ورق اُلٹ دیتے ہین کہ اوسوقت سے جبکہ ہم نے نوجوان منصور اور حور سیما عذرا کو چھوڑا ہے دو برس گذر جاتے ہین ہم کو نہین معلوم کہ غزنی مین سلطان محمود غزنوی اتنے زمانے تک کس کام مین مشغول رہا بظاہر یہ مدت سناٹے اور اطمینان سے بسر کرنے مین گذری۔ کیونکہ اپنے عمدہ شکارگاہ یعنی سرزمین ہند کی طرف اس نے اس زمانہ مین توجہ نہین کی دو برس کے بعد اوسکے دل مین پھر فتحمندی کا جوش پیدا ہوا اور اس نے قصد کیا کہ دوبارہ ہندوستان پہونچ کے نصرت و اقبال کے پھریرے اڑائے ہندوستان بھی ایک زمانہ تک سکوت کے عالم مین رہا۔ بعض غیر تمند اور پرجوش راجاؤن نے البتہ کوشش کی کہ باہم سلسلہ اتفاق کا جوش پھیلا کے مسلمانون لشکرونکو آریہ ورت کے پاک سبزہ زار سے ایسی سخت شکست دے کے نکالین کہ پھر دوبارہ پیشقدمی کی جرات نہو مگر ہندوستان [illegible] دوسرے [illegible] ایسی غفلت کی نیند مین سوئے تھے کہ محمود کے ایک ہی حملہ مین

چونکہ دوستی تھی اگرچہ اس کے بعد بعض مرتبہ پوراجوش ہوگیا۔ مگر محمود کے دوسرے
سفر تک پورے ہندوستان مین اوس کے دفع کرنے کا خیال نہین پیدا ہوا تھا
راجہ اجمیر شش۔ محمود غزنوی کے اس دوستانہ برتاؤ نے پورا اطمینان دلا دیا تھا
اوس کے خیال مین بھی نہ تھا کہ محمود اوس کی طرف کا رُخ کریگا وہ اپنی بیٹی کی صورت دیکھکے
محمود کا انتہا سے زیادہ ممنون و مشکور ہوا اُس کو اِن باتون پر جتنی خوشی ہوئی زیبا تھا ایک
تو یہ کہ موہنا کی ایسی پاک نفس اور بہادر لڑکی نے پھر اپنے باپ کی آنکھونکو ٹھنڈا کیا
دوسرے یہ کہ اوس کے وزیر کا ہونہار اور شجاع بیٹا جے رام پھر آکے راجہ کے تخت کے
سامنے دست بستہ کھڑا ہونے لگا۔ ہم ابھی نہین کہہ سکتے کہ خود موہنا کے دل پر کیا گذری تھی
اور اس کے دل کے ساتھ وہ نوجوان منصور کا خیال کیا کارروائی کر رہا تھا بہر حال اوس
نے بظاہر اسباب یہ زمانہ نہایت تحمل وسکوت وخاموشی کے ساتھ بسر کر دیا دوسرے برس
سلطان محمود عیش وراحت وسکوت وخاموشی سے اکتا گیا۔ خیال عالم مین اوس نے
اپنی نظر کو ہر چہار طرف دوڑایا مگر مثل ہندوستان اچھا خوش سواد جولانگاہ اور کوئی نظر
نہ آیا مصمم ارادہ کر لیا کہ پھر اس زمین پر جا کے علم فتح اوڑایا جائے دنیاوی حیثیت سے
غنائم بیکران ملینگے علاوہ بت پرستی کے مٹانے اور توحید کے پھیلانیکا ثواب
حاصل ہوگا۔ یہ ارادہ کر کے اوس نے کوچ کا حکم دیا حکم پاتے ہی تمام غزنین مین
ایک جوش پھیل گیا۔ دنیا طلبون نے ہندوستان کی لونڈیون کو دیکھا کہ پھر ان
سے اچھی اچھی لونڈیان ہاتھ آئین گی۔ بہادرون نے جنکی تلوارین بیکار رہنے سے
ماند ہو گئی تھین غور سے دیکھا کہ اب پھر اِن پر نئے سرے سے جلا آئیگی غرض ایک بڑا جوش
غزنین اور خاصۃً محمود کی فوج کے سپاہیون مین پیدا ہو گیا یہ ایسا جوش تھا جسکا نتیجہ سوا
فتح وظفر کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتا تھا۔ اور اسی جوش نے اسلام کو ہندوستان مین
کامیاب کرایا مگر اس سے ایک برس پیشتر ایک اور واقعہ ہوا تھا جس نے ہندوستان
پر پوشیدہ پوشیدہ بہت بڑا اثر ڈالدیا۔ بخارا کا رہنے والا ایک مسلمان عالم جس نے علوم
فلسفہ اور خصوصاً اسلامی علم کلام مین بہت بڑی بصیرت حاصل کی تھی اوس کے دل مین پیدا ہوا

کہ ہندوستان کی مقدس سنسکرت حاصل ہو اور اونکے علوم اور اونکے فلسفہ سے سرور روحانی حاصل کرے وہ کوئی سپاہی نہ تھا کہ غزنوی جھنڈے کے نیچے آکے ہندوستان کے سبزہ زارون پر اپنی وقعت کا سکہ بٹھاتا وہ ایک دیندار اور زاہد مشرب عالم تھا اوس نے کئی برس ہندوستان کی سرحد پر قیام کرکے ہندو معاشرت و ہندو مروجہ زبان مین ملکہ حاصل کیا پھر آگے بڑھا اور ہندوؤن کے تمام مقدس مقامونکی زیارت ہندوؤن ہی کی طرح حاصل کرکے وہ وسط ہند کے صحراؤن مین گھسا ان مقامات کا مرکز اجمیر شریف تھا لہذا اس نے اجمیر شریف پہونچ کے خاص ہندو برہمنون کی طرح ایک مندر مین سکونت اختیار کی ہندو لوگ اسے اپنا بہت بڑا پیشوا خیال کرتے تھے اور وہ اکثر پوجا کرنیکی رسوم کو بھی شائستگی سے انجام دیتا تھا - اس عالم کا نام یحییٰ ابن زکریا تھا لیکن اس ہوشیار عالم نے اپنا یہ نام ہندوستان کے باہر چھوڑ دیا اور اجمیر شریف بلکہ تمام ہندوستان مین اوس نے اپنے لئے مہاراج کرشن ایک ہندو نام تجویز کر لیا تھا اس نام کے بہت شہرت حاصل کی - واقعی یحییٰ نے اپنی ظاہری ریاستون اور نفس کشیون سے اس نام کو ہندو پبلک مین بہت شہرت دیدی تھی ایک روز یحییٰ موجودہ مہاراج کرشن مندر کے متعلق بڑا کردوارے کی ایک کوٹھری مین تنہا بیٹھا تھا - اس زمانہ مین اس کی یہ کوشش چلی جاتی تھی کہ اکثر تنہائی کے عالم مین اُن اصول پر جو ہندو کتابون سے اخذ کیا کرتا تھا عربی مین کسی نہ کسی قسم کا ریمارک کر لیا کرتا تھا - لہذا یہ تنہائی کا موقع اوس نے غنیمت جانا اور قلم دوات لیکر عربی عبارت مین کچھ لکھنے لگا - تھوڑی سی عبارت لکھکے اوس نے اوراق سامنے ڈالدئے تھے اور دل مین بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا کہ یکایک ایک برہمن جس نے اوس کے چیلے ہونے کی عزت حاصل کی تھی آگیا اور گرو کو اسی طرح کتاب پر غور کرتے اور لکھتے دیکھتے حیرت مین آ کر پوچھنے لگا - گروجی آپ کیا لکھ رہے ہین اور کون سی بھاشا مین لکھتے ہین؟

مہاراج کرشن - بچا تم نہین جانتے یہ ایک بھاشا ہے جو دکھن دیش مین بولی جاتی ہے اور مین بہت دنون تک رہا ... مین نے یہ بھاشا ... اس برہمن نے

اُستاد کی زبان سے یہ بات سُنکے بظاہر تو سکوت کیا مگر دل مین کچھ شک ہوا اور
اوسی دن اوس نے مندر کے دوسرے پجاریون مین یہ خبر مشہور کردی سب لوگ بگڑ گئے
اور قریب تھا کہ مصنوعی مہاراج کرشن صاحب پر کوئی آفت نازل ہو جائے۔ غنیمت یہ ہوا
کہ بعض لوگون کی تجویز سے اس امر کی اطلاع راجہ کو کیگئی اور راجہ بھی غور کرنیلگا کہ
کیونکر معلوم ہوا یہ پنڈت کس بھاشا مین لکھتا ہے اور اصل مین کون ہے اس راز کو
افشا ہوئے تقریبًا ایک ہفتہ گذرا ہوگا اور شہر کے بہت کم لوگ ہونگے جنکو اس واقعہ کی
خبر نہ ہوگئی ہو۔ شاہزادی موہنا جو اجمیر مین آنیکے بعد اب شکستہ اور مضمحل رہا کرتی علاوہ
برین یہ خوف اوسے اور پژمردہ بنائے رکھتا تھا کہ اوس کی گذشتہ کارروائیون کو
جے رام مشہور نہ کردے جو اس کے لئے موجب بہت بڑی بدنامی اور بےفرقی کا ہوگا سوا
اس کے منصور کا ایک خیال بھی موہنا کے دل مین ہر لحظہ رہتا تھا اور نیز اوسکی وجہ سے موہنا پے
اور ایک بیتابی اور بیقراری کا اثر نمایان پاتی تھی۔ ہم بیان کرچکے ہین کہ موہنا نے
جتنے کمالات بحیثیت ایک سپاہی کے پیدا کئے تھے اوس سے زیادہ لیاقت ایک عالم فاضل
پنڈت کی حیثیت سے حاصل کی تھی۔ مسلمانون کی قید سے واپس آنے کے بعد اسکے دلکو
دنیاوی معاملات سے کچھ ایسی بے تعلقی ہوگئی کہ اس نے فوج کی کارروائیان بالکل
چھوڑ دین اور اپنی زندگی علوم و فنون کی عمدہ اور لطیف منظرون مین گذارا کرتی تھی دربار
کے سپہ سالارون اور وزرا کے علاوہ اب اسے پنڈتون اور نفس کش اہل علم کی صحبت
پسند تھی"

یہ خبر اوس کے کانون مین پہونچی تو اوسے مہاراج کرشن سے ملنے کا شوق ہوا ایک
روز رات کو اُس نے سادی وضع مین بعض خاص لوگونکو اطلاع کرکے اور عمومًا سب سے
چھپ کے اوس مندر کی راہ لی جس مین وہ مسلمان پنڈت رہا کرتا تھا"

رات زیادہ آچکی تھی اور تارے بخوبی کھلے ہوئے تھے۔ کہکشان نے آسمان کی
پیشانی پر ایک خوشنما افشان چن دی تھی اور بہا تھا۔ [illegible]
سڑکون کے چراغ گل ہوتے جاتے تھے دوکانداروں نے اکثر دوکانین بند کرلی تھین

ہان مندر کے دروازون پر پوجاری اور برہمن بھی اور بیٹھ در وغیرہ لئے اب تک اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ دیوتاؤن کے عاشق انکی پوجا کے لئے آئین توان کو باسانی پوجا کرادین۔

ستارون کی جھلک کی روشنی مین ہر چہار طرف پہاڑون کی چوٹیان نظر آ رہی ہین جو چھوٹے سے شہر اجمیر شریف کا محاصرہ کئے ہوئے ہین اور جنہون نے وہانکے حکمرانون کو شہر کی مضبوطی کا زیادہ اطمینان دلایا ہے جنوب کی طرف پہاڑی پر سرستی جی کا مندر سفید سفید چمکتا نظر آ رہا ہے جس پر ایک چھوٹی سی جھنڈی اوڑ رہی ہے شور رفتہ رفتہ کم ہو گیا مگر سنکھ اور گھنٹون کی آوازین ہر طرف سے آ رہی ہین جس مین مہاراج کرشن رہا کرتے تھے اور اس کے متعلق جو بڑا عالیشان ٹھاکر دوارہ تھا وہ شہر سے باہر ایک پہاڑی پر واقع تھے۔ یہ پہاڑی اگرچہ باہر تھی مگر اس سے ملی ہوئی تھی اور اس کے لمبے لمبے گنبد کا کلس بیچ شہر کے اس وسیع اور کشادہ سڑک سے نظر آ رہا تھا جس پر ہماری ہیروئن شاہزادی جا رہی ہے۔ ایک سادہ سرخ ساری اس کے زیب بدن ہے سر سے پاؤن تک صرف زیورون مین لدی ہوئی تھی ماہتاب نہین تھا تو نہ ہو کچھ پرواہ نہین چھوٹے چھوٹے تارون ہی کے مانند شعاعون مین اسکا چہرہ اپنی پوری آب و تاب دکھا سکتا ہے مگر خدا جانے کس غم اور شرم سے وہ اپنا سر اس انداز سے جھکائے ہوئے تھی کہ اوس کے سراپا باعصمت چہرہ تک کسی بازاری کی نگاہ پہونچ ہی نہ سکتی موہنا کے دلکو اگرچہ خدا نے بہادری و جرات کے مردانہ زیور سے آراستہ کر دیا ہے مگر وہ زنانہ طبیعت کے جوش کی وجہ سے عورتون کی طرح باہر آنے جانے والے سے بچ کے جا رہی ہے۔ اس کی مستانہ چال بہت نگاہون کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے لیکن وہ اس پھرتی سے ہر نظر کو لپٹے اوپر سے بچائے شہر کے باہر نکلی اور پہاڑی پر چلنے لگی کہ جس پر مندر اور ٹھاکر دوارہ تھا۔ ٹھاکر دوارے کے دروازہ پر پہونچی اور دروازہ دھکیلا۔ اندر سے کسی شخص نے آ کر دروازہ کھولا اور پوچھا کون ہے؟

موہنا۔ مہاراج کرشن جی یہین ہین؟

شخص - مین ہین کیا کام ہے؟"

موہنا - مین اون سے ملکر بیان کرون گی مجھے اون سے بڑا ضروری کام ہے

یہ سنکر اوس شخص نے کہا تو آؤ اندر آؤ یہ کہکر اوس نے راستہ چھوڑ دیا اور موہنا اندر داخل ہوئی سیدھے مندر مین جاکر اوس نے مورت کے آگے ادب سے ہاتھ جوڑکر سر جھکایا پھر وہان سے نکل کر اوس شخص سے جس نے دروازہ کھولا تھا اور جو مندر کے دروازے کے باہر کھڑا تھا۔ کہنے لگی اب مجھے بتاؤ مہاراج کہان ہین؟"

وہ شخص مہاراج کرشن کے کمرے کی طرف لیکر چلا کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا [illegible] چٹائی بچھی ہوئی تھی اور ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ بہت سی کتابین ایک مقام پر ترتیب کے ساتھ رکھی تھین اور کچھ ایک چٹائی پر بے ترتیب پڑی ہوئی تھین۔ وہ شخص جو ماہ سیما موہنا کو اندر لایا تھا اوس نے کتابون کو ہٹا کے ایک طرف کیا اور موہنا کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا بیٹھیے۔

موہنا - (بیگانگی کی وضع سے ٹھٹھک کر) مین مہاراج کرشن جی کے پاس آئی ہون وہ کہان ہین؟"

شخص - مین ہی مہاراج کرشن ہون آپکو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیے۔

اتنا سنتے ہی موہنا ایک سناٹے مین آگئی اور گھبرا گھبرا کے مصنوعی برہمن کی صورت دیکھنے لگی اور دیر کے بعد کہنے لگی۔ اہا کیا آپ ہی ہین مین نے سمجھا نہ تھا مہاراج مین نے آپ کے علم کا بہت شہرہ سنا ہے اور اس لئے آپکی زیارت کو حاضر ہوئی ہون۔

مہاراج کرشن - بیٹی تو دیوجی کی پوجا کر اور تجھے ان باتون سے کیا کام تو محلون کی بیٹھنے والی ہے۔ علم کی مصیبتین تجھ سے نہ برداشت ہو سکین گی؟"

موہنا - (ہاتھ جوڑکر) مہاراج مین نے تھوڑا بہت جو علم حاصل کیا ہے اسکی وجہ سے آپ کے درشن کی مشتاق ہون اور اب چاہتی ہون کہ آپ مجھے اپنے فیض سے محروم نہ رکھین؟"

برہمن یہ سنکے کچھ دیر تک غور مین رہا اپنا راز افشا ہو جانیکا اسے بھی کسی قدر کھٹکا

ہو گیا تھا۔ اور اس وقت خلاف معمول اس شکل وشمائل اور اس قسم کی ایک پری جمال لڑکی کا زیادہ بدگمانی کا باعث ہو گیا۔ وہ موہنا کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا اچھا بیٹی تو کہاں رہتی ہے۔ مجھے یہاں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں تو جو کہے گی مین خود جا کے پڑھا آیا کرون گا۔"

موہنا۔ نہین مین آپ کو تکلیف دینا نہین چاہتی ہون خود ہی حاضر ہو جایا کرونگی مین ایک مسلمان عالم سے ملی تھی اوس کے خیالات سُن سُن کے مین ایسی برگزیدہ ہوئی کہ مجھے اپنے علمون سے زیادہ اچھی معلوم ہوئین آپ کے پاس صرف اس لئے آئی ہون کہ آپ کی باتین سُن کے اور آپ سے فیض اوٹھا کے اپنے دل سے ملکشونکی محبت نکال ڈالون۔ یہ سُن کے مصنوعی برہمن ایک سناٹے مین آگیا اوسے یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی بیشک میرے راز سے واقف ہے مگر تھوڑا بہت جو شک باقی تھا اوسکے رفع کرنیکے لئے پوچھنے لگا۔ تو نے ملکشون کو کہان دیکھا؟ کون ملکش عالم تجھ تک پہونچا اور تو نے کیونکر اوس کی صحبت اوٹھائی کیا کوئی ملکش یہان اجمیر شہر مین آیا تھا۔"

موہنا۔ میری بپتی آپ مہاراج سنیئے تو بہت اچنبھا ہو مین مہاراجہ اجمیر شہر کی فوج کے ساتھ لڑائی پر گئی تھی وہان ملکشون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئی مین کچھ انکی زبان بھی سیکھ گئی وہین اون کا ایک عالم مجھے ملا تھا جو مجھ سے اکثر باتین کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ مین بھی ترکن ہو جاؤن۔

مہاراج کرشن جو جو ان واقعات کو سنتا تھا حیرت مین آجاتا تھا۔ آخر زیادہ متحیر ہو کر پوچھنے لگا۔ بیٹی تو کس کس مسلمان کا نام جانتی ہے۔

موہنا۔ ہان مہاراج التونتاس سلطان محمود غزنوی کی فوج کا ایک بڑا سوار یا سپاہی ہے میرے پاس اکثر آیا کرتا تھا اور اوسی نے میری آبرو بچائی۔ التونتاس کا نام سنکر برہمن حیرت مین آگیا اور کہنے لگا۔ اچھا یہ تو بتا کہ تو کون ہے جو اتنی بڑی لڑائی پر گئی تھی؟"

موہنا۔ مین یہان ایک سردار کی لڑکی ہون۔ مہاراج ابھی مین آپکو اپنا نام

نہ بتاؤن گی مین سب سے چھپ کر آئی ہون"

مہاراج کرشن - تو اب مین تجھکو کیا سکھاؤن"

موہنا - یہ بتائیے کہ مسلمانون کا دہرم کیسا ہے"

اس جملہ نے برہمن کے چہرہ پر پھر خوف طاری کر دیا اور گھبرا کے بولا - مین کیا جانون کہ مسلمانون کا دھرم کیسا ہے"

موہنا - نہین مہاراج مین نے سنا ہی آپ جانتے ہین (برہمن کا چہرہ زرد ہو گیا) مہاراج آپ گھبرائیے نہین - یہان مین اکیلی ہون اور کوئی دوسرا نہین ہے مجھے آپ ایسا نہ سمجھئے آپ کا راز کسی پر ظاہر نہ کرونگی آپ صاف بتا دیجئے کہ مسلمانون کا دہرم کیسا ہے؟ -

مہاراج کرشن صاحب پر اس قدر اضطراب غالب آگیا تھا کہ موہنا کی یہ تسلی آمیز کلمات کچھ اثر نہ کر سکے انھون نے جو گھبرا کے موہنا کی صورت دیکھنا شروع کی تو دیکھتی ہی رہ گئے - دیر کے بعد موہنا پھر بولی - آپ اس قدر گھبرائے کیون ہین مین ان لوگون مین نہین ہون جو کسی کا بھید چھپا نہ سکین"

مہاراج کرشن - تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ مین مسلمانون کے دہرم سے واقف ہون

موہنا - آپ کسی روز مسلمانون کی کتاب دیکھ رہے تھے اور آپ کا ایک چیلا آگیا تھا - (مہاراج کرشن پریشان ہو گیا) - بس اس چیلہ نے تمام مین مشہور کر دیا یہ خبر اب دنیا مین دنیا مین مشہور ہی مہاراجہ صاحب بھی جانتے ہین اور سارے نگر مین مشہور ہے"

مہاراج کرشن - بیٹی تو اب اس کا کیا بندوبست کیا جائے مین تو سنکر حیران ہو گیا

موہنا - آپ کا کوئی کچھ نہین کر سکتا مین آپ سے وعدہ کرتی ہون کہ کوئی کچھ بھی نہ کر سکے گا مگر آپ بتا دیجئے بلکہ مسلمانون کے علم کی کتابین پڑھا دیجئے"

مہاراج کرشن - بیٹی اب تجھے معلوم ہو گیا تو مین اپنا حال تجھے بتائے دیتا ہون دیکھ ایسا نہ ہو کہ مین جان سے مارا جاؤن"

موہنا - مہاراج مین وعدہ کرتی ہون کہ کسی کو کانون کان خبر نہوگی ۔

مہاراج کرشن - تو سنو مین ایک مسلمان شخص ہون صرف تمھارے ہندؤن کے علمون کا شوق مجھے ہندوستان مین کھینچ لایا ہے پہلے پنجاب اور سندھ مین رہا پھر وہان سے آگے بڑھا اور ہندوستان کے تمام ملک مین پھرتا پھرتا یہان آیا ہون اور عرصہ سے یہان قیام پذیر ہون آج تک میری نسبت کسی کو کسی قسم کی بدگمانی نہین ہوئی - اب کمبخت میرے ہی ایک شاگرد کو میرا حال یہان معلوم ہو گیا - افسوس بیٹی مین تمھارا احسان مند ہون کہ تم نے مجھے تسلی دلائی ۔

موہنا - تو آپ پریشان نہون کوئی آپ کا کچھ کر نہین سکتا - اب مین چاہتی ہون کہ آپ مجھے فارسی پڑھا دیا کرین مجھے مسلمانونکی زیارت اور علم کے پڑھنے کا بڑا شوق ہے اگر آپ یہان رہینگے تو مجھے ان آرزؤن مین کامیابی حاصل ہو جائیگی

مہاراج کرشن - مسلمانون کا علم فارسی نہین عربی ہے اگر مسلمانون کے علم کا شوق ہے تو عربی پڑھو

موہنا - آپ عربی جانتے ہین - تو اسی زبان مین سیکھونگی - آپ پڑھا دیجئے گا -

مہاراج کرشن - ہان مین پڑھا دونگا اتنے مین کسی نے دروازہ دھڑ دھڑایا موہنا گھبرا کے پوچھنے لگی کون ہے برہمن - نہین گھبرا کوئی نہین ہے [illegible] دو جوگی ہوتے ہین شاید وہی ہون گے - رات زیادہ آچکی ہے غالباً وہی آئے ہونگے اسوقت روز آیا کرتے ہین - آپ بیٹھی رہین مین جا کر دروازہ کھول آؤن - اتنا کہہ کر برہمن اٹھ کر گیا اور اس کے ساتھ دو نو عمر شخص آئے جنکے حسن و جمال اور عنفوان شباب کو دیکھ کر افسوس معلوم ہوتا تھا کہ نفس کشی اور جوگ کے سایہ ان پر پڑا ہوا کر رہے ہین دونون کے لمبے لمبے بالون کی لٹین ہندو جوگیون کی طرح سر پر لپٹی ہوئی تھین - چہرے پر بھبوت ملا ہوا تھا جو بیٹا ہر جوان کے حسن کو خاک مین ملا رہا تھا مگر اصل مین [illegible] چہرے کے نور کو اور بڑھا رہا تھا گیروی کفنیان اونکے جسم پر تھین دونون آکے اپنے گرو کے سامنے سر جھکا کے ادب سے بیٹھ گئے - موہنا انکی صورت

دیکھتے ہی ایک سناٹے میں آگئی اور اس کے دماغ میں طرح طرح کے خیالات گذرنے لگے۔ مہاراج کرشن نے اوس کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان لوگون کے سامنے وہ کوئی لفظ زبان سے نہ نکالے لہذا اس پر جو سکوت کا عالم طاری ہوگیا تھا اوس کو اس اشارے نے اور ترقی دلادی۔ مہاراج کرشن نے جب دیکھا کہ موہنا پر زیادہ حیرت اور اضطراب طاری ہے تو انہون نے اپنے چیلون سے کہا کہ تم دونون ابھی جا کے اپنی کوٹھری مین بیٹھو تھوڑی دیر کے بعد مین تمھین خود بلوالونگا۔

چیلون نے گرو کے حکم کی تعمیل کی اور اٹھتے وقت پیاری موہنا کو حیرت اور دلچسپی کی نگاہون سے دیکھتے ہوئے چلے گئے ان کے جانے کے بعد پھر برہمن موہنا کی طرف متوجہ ہوا اور بولا۔ لڑکی تو مسلمانون کا علم پڑھ کر کیا کرے گی تجھے مسلمانون سے کیا غرض؟ تیرا جو مطلب ہو اوس کو صاف صاف بیان کر شاید میرے امکان مین ہو تو مین تیری حاجت روائی کرسکون

موہنا۔ آہ کسی طرح مجھے اتنا معلوم ہوتا کہ سلطان محمود کی فوج ہندوستان مین پھر آئے گی یا نہین۔

مہاراج۔ سلطان سے تجھے کیا علاقہ؟ اگر اس مین تیری کوئی غرض ہے تو مین بتائے دیتا ہون کہ خود سلطان ہندوستان مین آگئے اس دفعہ اون کا ارادہ ہے کہ خود قنوج کو فتح کرکے راجپوتانہ مین آئین۔

موہنا۔ خوشی سے چونک کر! سلطان آگئے! آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔

مہاراج۔ اب مین یہ بھی بتائے دیتا ہون کہ میرے دو ایک شاگرد بھی مسلمان ہین جو ہندؤن کی وضع مین اپنے آپ کو چھپائے رہتے ہین اون کے ذریعہ سے ایسی خبرین مجھکو ہمیشہ پہونچ جایا کرتی ہین"

یہ جواب سن کے موہنا برہمن کی صورت پر غور سے دیکھکر کہنے لگی "تو آپکو شاید یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس سفر مین سلطان کے ساتھ کون کون افسر آئے!

مہاراج - سبھی افسر ہیں جنکو پوچھو بتا دون

موہنا - سلطانی فوج مین ایک نوعمر افسر ہین منصور وہ بھی ہمراہ ہین یا نہین ؟

برہمن - ہان آئے ہین - کیون تم کو منصور سے کیا غرض ! اتنا کہہ کے برہمن نے موہنا کی صورت غور سے دیکھی اور آپ سوچکر کہنے لگا - بیٹی تو راج کنواری موہنا تو نہین ہے یہ جملہ سُن کے موہنا کی صورت اوتر گئی اور چہرے پر ہوائیان چھوٹنے لگین مگر اپنے دل کے فوری جوش کو روک کر کہنے لگی - میری ایسی قسمت کہان کہ موہنا مین ہون - موہنا راجہ کی بیٹی ہے اور مین تو ایک راجپوت سردار کی لڑکی ہون اپنے باپ کے ساتھ مین بھی لڑائی پر گئی تھی اور اسی وجہ سے مین منصور کو جانتی ہون اس لئے کہ میرے قید کے زمانہ مین اونھون نے ہم پر بڑی مہربانی کی تھی -

مہاراج کرشن - نہین مین سمجھ گیا مگر مجھے تعجب ہے کہ شاہزادی ہو کر آپ اس طرح یکہ و تنہا میرے پاس چلی آئین -

موہنا یہ سُن کے شرما گئی اور برہمن کے سوال کا جواب نہ دے سکی -

مہاراج کرشن - اب اچھا تو مجھے آپ کا حال معلوم ہو گیا - منصور کے متعلق مین آپ کو سرا بتاتا ہون - منصور سے مجھسے ملاقات ہی اور میرے شاگرد برابر آتے جاتے ہین اون کے ذریعے سے میرا پیغام اون کے پاس جاتا ہے اور اون کا پیغام میرے پاس آتا ہے اگر مین نے اتنا عہد کر لیا ہے کہ یہان کی فوج اور راجہ اجمیر شش کے حالات سے مجھے کچھ تعلق نہین - انکی فوجکشی اور لڑائی کے متعلق یہان کے راجہ کے متعلق مین کسی قسم کی خط و کتابت نہ کرونگا۔

موہنا - مین پوچھتی ہون کہ منصور کا نام آتے ہی آپکو تمام میرے حالات کیونکر معلوم ہوئے

مہاراج کرشن - مجھے اپنے شاگردون کے ذریعہ سے آپ کے تمام حالات معلوم ہو چکے ہین مین یہ بھی جانتا ہون کہ منصور نے زبردستی بلکہ ظلم کر کے آپکو یہان بھیج دیا یہ جملہ سن کے موہنا شرما گئی دیر کے بعد اوس نے ندامت سے سر اوٹھایا اور کہنے لگی

جناب! اب تو آپ کو میرے تمام راز معلوم ہو گئے مین چاہتی ہون جسطرح مین آپکی رازدار تھی آپ میرے حالات کی کسی کو اطلاع نہ دین - آپ کے ذریعہ سے مین منصور کے سفر اور حالات دریافت کرتی رہون گی اور بہت سے کام لون گی - ظاہر مین آپ میرے رازدار نہین اور میرے حالات سے کسی کو اطلاع نہ کرین مگر پوشیدہ طور پر اسکے واسطے یہ انتظام ہونا چاہیئے کہ کوئی خلوت کا وقت معین کیجئے کہ اسوقت ہر روز حاضر ہوا کرونگی -

مہاراج کرشن - مین ہر طرح سے آپ کی خدمت کو حاضر ہون مگر میرے دونون شاگرد جنکو ابھی آپ نے دیکھا وہ میرے رازدار ہین - وہ بھی مسلمان ہین بلکہ جن دنون آپ محمود کی فوج مین تھین اُن دنون وہ بھی وہین تھے ان کو مین آپکے راز سے بھی مطلع کرون گا اس لئے کہ ان ہی کے ذریعہ سے تمام کام نکلے گا دیکھئے مین انکو یہان بلاتا ہون شاید آپ انہین پہچان لین ؟

یہ کہکر مہاراج کرشن اوٹھ کر گیا اور ان دونون لڑکون کو بلایا اور وہ آکر پھر ادب سے بیٹھ گئے موہنا دیر تک ان کی صورت غور سے دیکھتی رہی اور انھون نے بھی کبھی کبھی نگاہ اوٹھا کر اوس کی صورت دیکھ لی "

مہاراج کرشن - شاہزادی صاحب آپ نے انکو کبھی دیکھا تو نہین ہے ؟

یہ جملہ سن کے دونون لڑکے مسکرائے اور [illegible] استاد کی طرف دیکھا [illegible] شاہزادی صاحب نے ہمین دیکھا نہ ہوگا مگر ہم نے انکو میدان جنگ مین مقابلہ کرتے اور پھر اوس وقت جب ان کی سکھیاں وہان سے روانہ ہوئی ہے دیکھا تھا -

موہنا یہ باتین سنکر بہت پریشان ہوئی اور دل مین کہنے لگی - کیا خدا کی قدرت ہے کہان کے آدمی کہان پہنچ جاتے ہین - ہمین گمان بھی نہ تھا کہ ہمارے دیس مین کوئی بھی ترک ہوگا مگر اب جو دیکھا تو بہت سے نکل آئے -

مہاراج کرشن - اچھا تو آپ روز جس وقت چاہے آیا کیجئے رات کا وقت اچھا ہوگا کل بھی آپ اسی وقت آئیے گا -

موہنا - بہت اچھا - مین رات ہی کو حاضر ہونگی - یہ کہکر [illegible] رخصت

ہوکر جنبلی گئی ہے

گیارہوان باب

متھرا جی

دریائے جمن کے کنارے ایک قدیم شہر آباد ہے جس کو متھرا کہتے ہین۔ اس شہر کو اس امر سے مذہبی وقعت حاصل ہوگئی ہے کہ اوس کے پڑوس مین وہ دلفریب مقام واقع ہے جس کو بندرابن کہتے ہین اور جس کو سری کرشن جی کی پیدائش سے عزت حاصل ہوئی ہے۔ متھرا یون تو ہمیشہ ہندوستان کے دیندار ہندوؤن کا مرجع رہا ہے مگر مسلمانون کے پیشتر اس شہر کو جو رونق حاصل تھی وہ پھر نصیب نہوئی اس کے عمدہ سواد مین مستطیل وضع کے مندر مقدس دریائے جمن کے کنارے کنارے دور تک چلے گئے ہین جن مندرون کے درشن کا شوق سیاحون کو دور دور سے کھینچ لاتا تھا ان کی عمارتین لوگون کو حیرت مین ڈال دیتی تھین۔ سلطان محمود غزنوی نے اپنے بعد کے حملہ مین اس پاک دریائے جمنا کے کنارے ایک اور قدیم شہر کو تاخت و تاراج کیا تھا جس کے آثار اب نظر نہین آتے۔ اس شہر مین پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ متھرا یہان سے قریب ہے اور عقیدتمند ہندؤن کا ایسا مرجع ہے کہ اوس کے مندرون مین بہت کچھ دولت ملنے کی امید کی جاسکتی ہے۔ محمود کے دل مین اسلامی جوش نے دو شوق پیدا کردئے تھے ایک تو یہ کہ بتون کو توڑ توڑ کے ثواب آخرت کا مستحق قرار پائے دوسرے یہ کہ ہندوستان کے خزانون سے جس قدر مال و دولت ملے اوسے لوٹ لے اور اپنے شہر کے عموماً دیندار مسلمانون کے نذر کرے اس طبیعت کے اولوالعزم بادشاہ کیلئے یہ اشارہ کافی تھا۔ فوراً کوچ کا حکم دیا گیا اور وہ مبارک اور برگزیدہ شہر جو آجتک ظالمون اور خونریز فرمانروا ؤن کی تیغ ستم سے محفوظ رہا تھا گھیر لیا گیا۔ متھرا اس سے واقف ہی نہ تھا

کہ لڑائی کیا چیز ہے اور اس کے نتائج مین کیا ہوا کرتا ہے وہ سری کرشن کا ایک عشرت کدہ تھا جہان لطف ایشیائی قدیم حسن و عشق اور برجکی عاشقانہ دل فریبون کی ابتدا پڑی اس مین کہان اتنی طاقت تھی کہ مسلمان حملہ آورون کی تلوار کو ذرا بھی روک سکتا راجہ دہلی جس کی حمایت مین یہ پاک شہر تھا اس نے شرمیلی ... اور محمود کے جوان مردون نے اپنی جوان مردیون کا جوش و خروش جو گویا نازک اندام اور شیرین گفتار دلربا عورتون کو دکھایا۔ اس تاخت و تاراج سے فراغت ہونیکے بعد سلطان نے اپنی فوج ظفر موج کو واپسی کا حکم دیا سلطان کی فوج کا بہادر جوان تمامتر منصور بھی اون لوگون مین تھا جنہون نے اس جنگ مین اپنی بہادریان دکھائی تھین جس روز واپسی کا دن تھا اور قصد تھا کہ ابتدائے شب سے کوچ کیا جائیگا اس روز منصور اپنے خیمہ مین بیٹھا سست اور مضمحل بیٹھا ہوا تھا۔ اور خدا جانے کس قسم کے خیالات دل مین گذرتے تھے کہ چہرہ کا ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا وہ ان ہی افکار مین تھا کہ فوجی موذن نے مغرب کی اذان دی منصور کے دل مین جو ایمانی جوش تھا اور جو ... جنگ کے میدانون مین سے آیا تھا اوس نے یک بیک وہ تمام خیالات اڑا دیے اور دفعۃً اپنے خیالات خواب سے چونکا دیا کہ وضو ہے او ٹھ کے مسجد کی طرف روانہ ہوا جو اسلامی لشکرگاہ مین بطور خیمون کے قائم کر لی تھی پہونچا تو وہان تکبیر ہو رہی تھی منصور بھی شریک نماز ہوا خوش الحان قاری نے امامت کی اور خدا کے رعب و جلال کے ساتھ حمایت دین کا جوش ہر عابد کے دل مین پیدا کر دیا الفرض نماز سے فارغ ہو اور دعائین مانگ کے سنتین پڑھنے لگے کچھ دیر یہ سمان رہا کہ لوگ سنتون سے فراغت پاتے تھے اور متفرق طور پر اپنی فرودگاہ کو روانہ ہوتے تھے منصور جب نماز سے فراغت کر کے چلا تو دو چار قدم چلا ہوگا کہ مسجد سے کوئی شخص نکلا جس نے دوڑ کر ملتے سلام کیا اور ادب کے ساتھ کہنے لگا مجھے آپ سے پوشیدہ طور پر کچھ عرض کرنا ہے۔

منصور۔ فرمایئے۔

شخص۔ مین یہان عرض نہین کرسکتا۔ آپ میرے ساتھ اس لشکرگاہ سلطانی سے باہر تشریف لے چلئے تو عرض کردون؛

منصور نے یہ سنکر اوس شخص کی صورت دیکھی اور حیرت مین آکر پوچھنے لگا آپ کون ہین۔

شخص۔ اس کو آپ نہ پوچھتے تو اچھا ہوتا مگر آپ کا شک رفع کرنیکے لئے مین بتائے دیتا ہون۔ مین ایک مسلمان فقیر ہون میری تمام زندگی زہد و ریاضت مین گذری ہے سلطانی فوج کے ساتھ مین ہندوستان مین آیا ہون مگر یہان ایک [illegible] ہندو جوگی سے ملاقات ہوئی جس کے روحانی کمالات نے مجھے حیرت مین ڈالدیا ہے مجھے حیرت ہے کہ ایک کافر مین ایسے کمالات کیون پیدا ہوگئے اس سے جو خرق عادات ظاہر ہوئے ہین اونکو کرامت کہون یا استدراج کہون بہرحال مین نے اب اوس کی صورت اختیار کرلی اور واپسی کا ارادہ نہین ہے آپ کو اسی جوگی نے بلایا ہے۔ خدا جانے وہ کیا کہے گا۔ بظاہر سلطان کے بارہ مین وہ کوئی پیشین گوئی کرے گا۔"

منصور۔ اگرچہ مین ان باتون کا معتقد نہین ہون لیکن ایک مشرک ہمارے بارے مین کیا کہہ سکتا ہے غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہین معلوم

شخص۔ تو آپ کو چلے چلنے مین کیا عذر ہے۔ ابھی ابھی چلے آیئے گا۔"

منصور۔ اچھا تمھارے کہنے سے چلا چلتا ہون

یہ کہکر منصور اوس کے ساتھ روانہ ہوا اپنی فوج کے خیمون اور سپاہیون کی وضع اور اوس جوش کو جو سلطان محمود کے دل سے شروع ہوکر ہر مجاہد کے دل مین پھیل گیا تھا۔ دیکھتا ہوا لشکرگاہ سے باہر نکلا شروع شام کا وقت تھا تارے نکلتے آتے تھے اور طیور درختون پر بسیرا لیتے جاتے تھے۔ بزم عالم پر خاموشی طاری ہوجانے کے قبل ہنگامہ بھی خفیف [illegible] جس قدر نظر آتا تھا اب اس کو تیرگی اپنے دامن مین چھپانے لگی ایک ایسے وقت [illegible] محمود کی فوج کا

بہادر افسر منصور اور مسلمان درویش کے ساتھ چلا جاتا ہی وہ فقیر پہلے تو ایک مسطح اور سرسبز میدان میں لے گیا جس کے دامن میں ہر چہار طرف سبزہ زار پھیلے ہوئے تھے اور شام کی آہستہ خرام ہوا آزادی سے ادھر ادھر جنبش خفیف خنکی کا اثر پھیلاتی پھرتی ہے اس میدان کی انتہا پر ایک جنگل تھا۔ یہ دونوں رہ نورد صحرا کو قطع کر کے اس جنگل میں داخل ہوئے جنگل کی تھوڑی مسافت طے کر کے منصور اپنے رہبر کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا اب کتنی دور باقی ہے؟"

درویش۔ جتنی دور آپ آئے ہیں اتنی ہی دور اور ہوگا۔ یہ جنگل دریائے جمنا تک چلا گیا ہے۔ وہ جوگی دریا کے کنارے ہی ایک مٹھ میں رہتا ہے "

منصور۔ مجھے اگر معلوم ہوتا کہ اتنی دور ہے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو لیتا پیادہ پائی کی مصیبت نہ اٹھاتا۔

درویش۔ آپ کا کام تو جفاکشی جنگ آزمائی ہے آپ کو چلنے میں اذیت نہ پانا چاہئے اگر کوئی یہ سنے کہ وہ افسر جس نے غزنی سے کوچ کیا اور متھرا پر تاخت کی دو قدم چلنے سے گھبرا اٹھا تو سلطان کے لئے شرم کی بات ہے۔

منصور۔ اچھا اب معاف فرمائیے مگر اب جلدی قدم بڑھائے چلئے۔

تھوڑی دیر میں منصور نے جنگل کو طے کیا اور دریائے جمن کے کنارے پہونچا داہنی طرف فاصلہ پر ایک پختہ گھاٹ بنا ہوا تھا جسکی سیڑھیاں پانی کے اندر چلی گئی تھیں اور ان سیڑھیوں کے برابر ایک مندر بلندی پر قدیم ہندو وضع کا تھا قبل اس کے کہ یہ لوگ مندر کے قریب پہونچیں چند عمر جوگیوں نے آکر گھیر لیا۔ اور کہنے لگے مہاگرو جی تمہاری اس وضع کو ناپسند کرتے ہیں اگر ان کے پاس جانا ہے تو اپنی تلوار اور کپڑے یہیں چھوڑ دو۔

منصور۔ (طیش میں آکر) میں تو ضرور ملونگا اور اپنی اسی وضع سے ملونگا۔ اور وہ درویش جو منصور کے ساتھ تھا وہ منصور کے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار دیکھکر سمجھانے لگا کوئی مضائقہ نہیں فقیر لوگ تارک الدنیا ہوتے ہیں ان کے پاس جانے میں کسی قسم کا خوف نہیں ہے آپ اپنی تلوار مجھے دے دیجئے میں یہاں لئے بیٹھا رہونگا آپ نہ کم

اور کوئی شخص تلوار لیے ہوئے وہاں جا سکے آپ کا اگرچہ اس کفار کے ملک میں احتیاط ہو گی
مگر میں سچ کہتا ہوں وہاں جانے کا راستہ اسی طرف سے ہے بغیر میرے حکم کے کوئی اسلحہ
بند شخص وہاں تک پہونچ نہیں سکتا اپنی تلوار آپ مجھے دیدیجئے اور جوگی صاحب
سے جا ملیے"

منصور۔ میں اپنے شوق سے یہاں نہیں آیا ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ میں کسی اور کے
اصول کی پابندی کروں۔ صرف تمہاری خاطر ہے۔ تو یہ تلوار میں دیتا ہوں۔ خبردار
کوئی اسلحہ بند مندر والا صرف جانے کا قصد کرے تو مجھے خبر دینا میں وہاں بیٹھوں گا
نہیں صرف ملکر چلا آؤں گا یہ کہکر منصور نے تلوار فقیر کے ہاتھ میں دی اور ان جوگیوں
کے ہمراہ مندر کی طرف چلا۔ منصور تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ وہ فقیر جسکو تلوار دے آیا تھا
نظر سے غائب ہو گیا۔ مگر منصور نے چنداں خیال نہ کیا مندر کے اندر جیسے ہی داخل
ہوا۔ ہندو جوگی لپٹ گئے اور اوس نے ہزار کوشش کی کہ اون لوگوں کے ہاتھ سے
نجات پائے مگر ان لوگوں نے کسی طرح پیچھا نہ چھوڑا سبھوں نے اوسے ملکر باندھ لیا
اور قیدیوں کی طرح مندر کے اندر باندھ کر بٹھادیا۔ منصور کو حیرت تھی کہ یہ لوگ
کون ہیں اور انھوں نے مجھے کیوں گرفتار کر لیا آخر ایک طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا۔

"کیوں آخر میں نے کیا قصور کیا ہے جو یوں فریب دیکر تم نے مجھے گرفتار کر لیا"

ایک جوگی۔ تمہارا قصور ابھی تمھیں نہیں معلوم ہو سکتا"

منصور۔ کیا صرف مسلمان ہونا میرا جرم ہے؟ یا اس خیال سے گرفتار کیا گیا ہوں کہ
میں نے ہندوستان پر بہت بڑے بڑے حملے کئے ہیں اور انھیں تباہ و برباد کر دیا ہے"

جوگی۔ نہیں یہ نہیں ہم لوگوں کو ان واقعات سے کیا غرض؟ لیکن تم کو چند
روز کے بعد خود ہی معلوم ہو جائے گا"

منصور۔ آہ مجھے ستانا بیکار ہے! تم لوگ کیا جانو کہ میں کس مصیبت میں تھا [illegible]
میری زندگی خدا جانے کیونکر گذر رہی ہے۔ ہائے تم نے مجھے دھوکا دیکر گرفتار کیا ہے یہ
تمھاری خطا نہیں ہے خود میری قسمت کا قصور ہے میں نے ایسے [illegible] ظلم کیا

ہے جن کے ظلم زمانہ اوٹھایا کرتا ہے آہ مین نے معشوقون پر ستم کئے ہین! آہ موہنا! مین نے تجھپر ظلم کیا تھا۔ آہ عذرا خدا جانے تو مجھے کیون چھوڑ کر چلی گئی۔ ہائے مین نے تیرا قصور کیا کیا تھا تیرے ہی لیے موہنا سے بیوفائی کی! تو مجھے دغا دیکے اور مجھے چھوڑ کر چلی گئی آہ لیلی بھی نہین جو شاید تسلی ہی دیتی! اس نے بھی تیرا ساتھ دیا اتنے معشوقون سے چھوٹ کے مین اس سفر مین یون ہی اپنی جان سے بیزار ہو رہا تھا اس پر یہ ستم۔ نہین ستم ران ہی جوگیون کی طرف متوجہ ہو کر) بہتر ہو کہ تم مجھے قتل کر ڈالو کہ مین ان جسمانی اور روحانی بلاؤن سے نجات پاؤن۔ منصور یہانتک بیان کرنے رہنیلگا۔

جوگی۔ آپ دل مین رنجیدہ نہ ہوجئے مین اطمینان دلاتا ہون کہ آپکو کسی قسم کی تکلیف نہوگی

منصور۔ یہی تو غم ہے تم مجھے قتل کر ڈالو مین ہون ہی اسی قابل اچھا وہ مسلمان فقیر کہان ہے جو مجھے فریب دیکر یہان لے آیا تھا؟

جوگی۔ ہم نہین جانتے وہ کہان ہے! اور ہم کو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ کون ہے"

منصور۔ اسی ظالم نے مجھے دھوکا دیا وہ فریب دیکے مجھے لے آیا اب تو مین تمھاری قید مین ہون۔ اگر چہ بتا دو تو کوئی ہرج ہوگا آہ! وہ کون شخص تھا۔ یہ ممکن نہین کہ تم اسے نجانتے ہو

جوگی۔ ہم نہین جانتے اور نہ کچھ بتا سکتے ہین"

اتنا کہہ کے سب جوگیون نے نوجوان منصور کو ایک کوٹھری مین بند کر کے کنڈی چڑھا دی۔

بارھوان باب[۱۲]

گرفتاران بلا

سلطان محمود کی فوج کا نوجوان اور بہادر افسر ایک گمنام مقام مین قید ہو گیا سردست ہم اسے موقع دیتے ہین کہ اس بیکسی اور تنہائی کے مقام مین بیٹھکر اپنے خیالات پر غور کرے سلطانی فوج مین جو تہلکہ پڑ گیا ہوگا اور خود دربار اسلامی مین جو سراپا غم و تشویش پیدا ہو گئی ہوگی بالفعل ہم اس سے قطع نظر کرتے ہین۔ منصور اسی مندر مین ہے اور سلطان محمود غزنوی دریائے جمنا کے کنارے ہندوستان کے عمدہ شہر متھرا مین ٹھہرا ہوا ہے

متھرا کی تباہی کا اثر یون تو ہندوستان کے ہر شہر پر پڑا۔ مگر دو راجاؤن کو زیادہ فکر ہوئی ایک تو راجہ دہلی جو متھرا کا مالک اور جن کو مذہبی توہین کے علاوہ ملکی نقصان بھی پہونچا تھا اور دوسرے راجہ اجمیر شن جس کے دل کو گذشتہ شکست کا بہت بڑا صدمہ پہونچا تھا اور جس کو خوف تھا ایسا نہو کہ سلطان متھرا سے فراغت پا کے اجمیر شن کا قصد کرے وہ ایک شریف راجپوت تھا اور سچی بہادری اوس کے رگ و پے مین خون کے ساتھ دوڑ رہی تھی وہ اس امر کو گوارا نہین کر سکتا تھا کہ خود سبقت کر کے آگے بڑھے اور محمود کی فوج سے دل کھولکر ایک پورا مقابلہ کرے اس لئے کہ محمود نے اوسکی پیاری موہنا کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اس کے پاس بھیجدیا تھا ہم اوسے بھی اوسی کے افکار مین چھوڑ دیتے ہین اور اس کے راج سبھا سے نکلکر اوس خوشنما مندر کی طرف چلتے ہین جس کے متعلق ایک شوالے مین ہمارے دوست مہاراج کرشن صاحب ذرا فکرمند بیٹھے ہین۔ رات کا وقت ہے اور اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا ہے جس گھڑی سری کرشن جی نے دنیا مین جنم لیا تھا یعنی آدھی رات گذر گئی ہے اور چاندنی ابھی ابھی کھیت کیا ہے مندر کے سنہرے کلس پر ماہتاب کی شعاعین جگمگانے لگی ہین اور شہر کے باہر ہونے کی وجہ سے وہ تمام عمارات صاف نظر آ رہے ہین جو کہ سے کی صورت مین اس تمام حصہ پر چھائے ہوئے ہین جو مندر کے باہر سے شروع ہوا ہے اور کوہستانی نشیب و فراز کھاتا ہوا کوسون تک چلا گیا ہے مغرب کی طرف شہر کی عمارتون کے بلند کلسے اور شوالون کی لمبی لمبی چوٹیان خموشی اور سکوت کے ساتھ اپنا تماشہ دکھا رہی ہین اور مغرب کی جانب پہاڑون کی چوٹیان نظر کا ساتھ دیتی ہوئین آسمان کے اوس افق سے جا کے ملگئی ہین جدھر تارے اپنی آنکھون سے دنیا کی خاموشی سین کو گھور گھور کے دیکھ رہے ہین۔ کسی جاندار مخلوق کا پتہ نہین۔ طیور جو ہر دم تازہ منظر دن پر ہمیشہ چہچہاتے [illegible] خاموشی طاری ہو گئی اور کسی قسم کے آثار بھی اپنی ہستی کا ثبوت نہین دیتے مہاراج کرشن کے حجرہ کا دروازہ کھلا ہے وہی معمولی چراغ روشن ہے جو دیر تک جلنے سے ٹمٹمانے لگا ہو۔ [illegible] جاگنے کے باعث

جل کے چراغ کے کنارے پر سست ہو کے رہ گئی ہے جس کی وجہ سے کوٹھری میں ایک تاریکی پیدا ہو گئی ہے جو مہاراج کرشن اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ایک عربی کتاب پڑھ پڑھ کے اس کا مطلب بیان کر رہا ہے اور خورشید ماہ سیما موہنا جسے استاد کی دلچسپ اسپیچ نے اپنے ہاتھوں میں پھنسا لیا [illegible] اور رات [illegible] خیال بالکل ہٹا دیا تھا حسن عقیدت کے ساتھ استاد کی باتیں سن رہی تھی موہنا کے پیر بھائی اور مہاراج کرشن کے دونوں راز دار چیلے بیٹھے استاد کی اپدیش نہایت ہی استغراق کے ساتھ سن رہے تھے یکایک راجہ کی ڈیوڑھی سے نرسنگھے کی آواز آئی جو ہمیشہ آدھی رات کے وقت [illegible] کیلئے بجا کرتا تھا۔ اتنا سنتے ہی موہنا چونک پڑی اور گھبرا کر کہنے لگی مہاراج مجھے آج [illegible] دیر ہو گئی اب میں جاتی ہوں

موہنا۔ ہاں مہاراج میں آج انہیں لیجاؤنگی انکو تکلیف تو ہوگی مگر رات کو اکیلی نہ جاؤنگی اتنے میں باہر کچھ روشنی معلوم ہوئی۔ دونوں چیلوں نے گرو کی کوٹھری سے نکل کر دیکھا ہنوز دیکھتے ہی دیکھتے کچھ شور و غل کی آواز بھی کانوں میں آئی تمام آدمی فکر مند ہو گئے [illegible] موہنا گھبرا کر کہنے لگی نہیں معلوم کیا ہے کہ اسوقت یہ لوگ [illegible]۔

مہاراج کرشن۔ شاید عورتیں پوجا کرنے آئی ہونگی"

ایک چیلا۔ مہاراج آواز تو مردوں کی ہے"

مہاراج کرشن۔ ہاں رات زیادہ آئی ہے [illegible] کچھ مرد بھی چلے آتے ہوں گے۔ بیٹی موہنا ذرا سامنے سے ادھر ہٹ۔ اتنا ہی کہا کہ کوئی آدمیوں نے دروازہ کو زور سے دھکا دے کے کہا دروازہ کھول دو۔

مہاراج کرشن (ایک چیلے سے) بچہ تم دروازہ کھول دو میں آتا ہوں چیلا اٹھ کے گیا اور دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی بہت سے آدمی اسلحہ بند اندر گھس آئے سبھوں نے آتے ہی تو شوالے کے سامنے جھک کے مورت کو سلام کیا اور اس کے بعد تمام لوگ پوچھنے لگے مہاراج کرشن جی کہاں ہیں"

چیلا۔ میں بلا [illegible] یہ کہکر وہ چلنے کیلئے مڑا ہی تھا کہ کسی نے ڈانٹ کے کہا جلدی بتاؤ وہ کہاں ہیں ان سے آنیکی ضرورت نہیں یہ بتاؤ کر [illegible] جنا [illegible] سے

سوچتا ہی رہ گیا کہ ان ہی لوگون مین سے کسی نے بڑھ کے کہا ہم جانتے ہین کسی کے بتانے کی ضرورت نہین - اتنا کہہ اور وہ شخص مہاراج کرشن کے کمرے کی طرف چلا اور تمام لوگ اوس کے پیچھے ہو لئے - کئی مشعلین اون کے ساتھ تھین اور سب لوگ اسلحہ بند تھے جن مین ایک نوعمر شخص اپنی وجاہت سے صاف بتا رہا تھا کہ کوئی نامور افسر ہے یہ تمام ہجوم کر کے مہاراج کرشن کے کمرے مین گھس گئے دوسرا چیلا جو گرو جی کے پاس بیٹھا ہوا تھا فوراً بدحواس ہو کے اوٹھ کھڑا ہوا اور استاد کی طرف خوف و مایوسی کی نظرون سے دیکھنے لگا - پیاری زاہد فریب موہنا! آہ یہ نہ پوچھو اس کا کیا حال ہوا - اس نے ساڑھی سے اپنا منہ چھپا لیا - اور ایک لونے مین دبک کے بیٹھ رہی"

اتنے مین ان سب لوگون نے مہاراج کرشن کو پکڑ کے زبردستی باہر نکالا ان ہی مین سے کسی نے ڈانٹ کر کہا - یہان اور کون ہے؟ جو کوئی ہو اوس کو بھی باہر لاؤ پہلے لوگ اس مین چیلے کو لے گئے جو بدحواس کھڑا ہوا تھا اس کے بعد ادھر ادھر دیکھا تو کوئی عورت کونے مین دبکی نظر آئی - کئی آدمیون نے شور کر کے کہا - آہا یہان کوئی عورت بھی ہے اس آواز کے کان مین پڑتے ہی کئی شخص جھپٹ پڑے اور اس عورت کو بے عزتی سے گھسیٹتے ہوئے باہر لائے اور اس کو دھمکانے لگے عورت جب باہر آئی تو جھک گئی کہ اوس کی کوئی صورت نہ دیکھے - مگر سب کا افسر بڑھا مشعلین قریب لائی گئین اور ایک سپاہی نے زبردستی عورت کا سر اٹھایا وہ آنچل سے اپنا منھ چھپائے تھی دوسرے نے زبردستی ہاتھ سے اس کا منھ کھولا منھ کھولنا تھا کہ حسن کا نور چمکا جس کے ساتھ شاہی رعب و داب کی کرنین بھی تھین تمام لوگ کانپ کے ہٹ گئے اور کسی نے سہمی ہوئی سے کہا - این! یہ تو ہماری راج کنواری موہنا ہے اس جملہ نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ہر طرف سناٹا ہو گیا تمام لوگون نے ندامت اور خوف سے سر جھکا لے - لیکن افسر بڑھا کے کہنے لگا شاہزادی صاحب میں آپکو یہان کہان دیکھتا ہون -

موہنا - ظالم جے رام! تو نے میرا پیچھا نہ چھوڑا تجھ سے بیشک ایسا ہی خوف تھا -

جے رام - شاہزادی صاحب مجھے معاف کیجیے مین بالکل نہین جانتا کہ آپ یہان تشریف

رکھتی ہیں۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ یہ برہمن نہیں ہے ترک ہے ہمارا مندر ناپاک کرنے کے لئے یہ روپ بدل کر یہاں اجمیر شریف آیا ہے"

موہنا۔ نہیں مجھے اعتبار نہیں! تو مجھے ذلیل کرنے آیا ہے۔

جے رام۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ آپکی مجھے بالکل خبر نہ تھی میں اسوقت مہاراجہ صاحب کے حکم سے یہاں آیا ہوں۔ انکا حکم ہے کہ اس دغاباز کو گرفتار کر کے انکی خدمت میں لیجاؤں اتنا کہہ کر جے رام آگے بڑھا اور جھک کے موہنا کے کان میں کہنے لگا شاہزادی صاحب کسی کو بھی خبر نہ ہوگی آپ چپکے سے اپنے محل میں تشریف لیجائیے میں یہاں آپکا ذکر نہ کرونگا۔

موہنا۔ جے رام یہ نہیں ہوسکتا۔ مہاراج کرشن میرے استاد ہیں انکو میں اس ذلت کے ساتھ نہ جانے دونگی"

موہنا کی زبان سے یہ کلام سن کے جے رام سناٹے میں آگیا اور غور کرنے لگا کہ شاہزادی موہنا کو مہاراج کرشن کے ساتھ کیا ہمدردی ہے ایک خیال خود بخود اس کے دل میں آیا جس نے اسے پریشان کر دیا۔ وہ یک بیک چونک اٹھا اور غور سے موہنا کی صورت دیکھی اسکو موہنا کے ساتھ جو ہمدردی تھی یا اب وہ ایک دشمن کی نگاہ سے دیکھنے لگا بیشک ہاں کوئی شک نہیں! موہنا دھرم اور اپنے دیش کی دشمن ہوگئی یہ برہمن ضرور مسلمان ہے اسکے ذریعہ سے وہ مسلمانوں تک سلام و پیام پہونچاتی ہوگی۔ یہ خیال جے رام کے دل میں گذرتے جاتے تھے وہ وہ اس کے تیور کڑے ہوتے جاتے تھے آخر اوس سے ضبط نہ ہوسکا اس نے موہنا کی دلفریب صورت اور بکھری ہوئی زلفیں دیکھ کے ایک آہ کھینچی پھر سنجیدگی کے لہجے میں کہنے لگا سنئے شاہزادی صاحب آپکو یاد ہے کہ میرے دل میں ایکے بہت سے راز پوشیدہ ہیں اور جس مشتبہ موقع کی تحقیقات کے لئے میں آیا ہوں۔ اس کا بھی اب پورا ثبوت ہوگیا موہنا نے یہ جملہ سنتے ہی نہایت دشمنی اور غصہ کی نظر سے جے رام کیطرف دیکھا اور کہنے لگی تو میرے دھرم پر تہمت لگائیگا میں صرف اس خیال سے کہ تو بھی میرا دوست تھا درگذر کرتی ہوں ورنہ بہت آسانی سے تجھکو سزا مل سکتی ہے۔ وہ راز تیرے دل سے اوپر چڑھ کے گلے تک نہ پہونچنے پائینگے

کہ موت کا پھندا تیرا کام تمام کر دے گا۔

جے رام ۔ شاہزادی صاحب اب ضرور ہی کہ ملکی ضرورت سے تمام راز راجہ صاحب پر ظاہر کر دون ؟

موہنا ۔ ہان یہ تیرا ارادہ ہو تو کچھ پرواہ نہین جا مہاراجہ صاحب سے بیان کر دے موہنا نے اس کے بعد سر جھکا لیا اور حسرتمندی کے ساتھ کچھ سوچنے لگی اتنے مین لوگ مہاراج کرشن جی اور اوس کے دونون چیلون کو باندھ کے لیچلے موہنا نے اپنے استاد کو اوس ذلت سے جاتے دیکھکر جے رام سے کہا ۔ اچھا لیجا برہمن کی ہتیا تجھپر جلد پڑیگی جے رام نے چند لوگون سے کہدیا کہ تم یہان ٹھرو شاہزادی موہنا جسوقت یہان سے جائے اوس کے ہمراہ جانا اور گھر تک ادب کے ساتھ پہنچانا ۔ یہ کہکر جے رام [illegible] بٹھا کر دوار سے نکالکر چلا گیا ۔ موہنا کچھ دیر تو سوچتی رہی آخر اپنے خیالات سے چونک کے اپنی ساڑھی سنبھالی اور اپنے محل کی طرف روانہ ہوئی وہ لوگ بھی اوس کے ساتھ چلے کہ گھر تک پہونچا آئین موہنا تو حسرتمندی کے خیالات سے باتین کرتی ہوئی ادھر گئی اودھر دوسری طرف جے رام مہاراج کرشن اور اوس کے دونون شاگردونکو لے کر اپنے گھر پر گیا وہان جاکر اوس نے لوگون سے کہا اب اسوقت تو موقع نہین ہے اور نامناسب ہے کل یہ لوگ حضور مہاراجہ صاحب کے روبرو پیش کئے جائینگے رات کو انہین احتیاط سے رکھو صبح کو جب مین حکم دون فوراً میرے ساتھ لیکر چلنا ۔

بہادر راجپوت جے رام تو یہ کارروائی کر کے اپنی خوابگاہ [illegible] مین موہنا کی طرف سے طرح طرح کے خیالات تھے کبھی تو کہتا تھا کہ موہنا کی عداوت مجھے بہت کچھ صدمہ پہنچائے گی اور کبھی کہتا تھا کہ نہین موہنا میرا کچھ نہین کرسکتی ان ہی خیالات کے سلسلہ مین [illegible] نشہ عشق یاد آیا [illegible] کر کہنے لگا آہ موہنا کتنی حسین کتنی خوشرو کیسی پیاری ہے افسوس میرے [illegible] ظالم [illegible] نہین اسکو اپنی بی بی نہین بنایا بلکہ دیوی تصور کر کے اسکی پرستش کرتا ۔ آہ اس [illegible] میری محبت کی ذرا قدر نہ کی ان ہی خیالات [illegible] صبح کو اوٹھ کے جے رام نے اپنے ہندو رسم کے بموجب اشنان

کیا اور اوس کے بعد فوراً درباری لباس پہنکر اپنے ایک ماتحت افسر کو حکم دیا کہ مہاراج کرشن اور اوس کے ساتھ والے قیدیون کو لا کے حاضر کرو۔ وہ افسر باہر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد معہ چند راجپوتون کے واپس آیا مگر اس وضع سے کہ سب کے چہرون پر ہوائیان اُڑ رہی تھین اور سب ندامت سے سر جھکائے ہوئے تھے۔

جے رام۔ کیون اون قیدیون کو نہین لائے؟

افسر۔ حضور بڑا غضب ہو گیا۔

جے رام۔ غضب کیا ہوا۔

افسر۔ وہ برہمن اور اوس کے دونون چیلے رات کو ہماری حراست سے یکایک غائب ہو گئے

جے رام۔ (غضب آلود ہو کر) غائب ہو گئے! تم لوگون نے کیسی حراست کی جو غائب ہو گئے

افسر۔ حضور رات کو آتے ہی ہم نے اون سب کو زنجیرون [illegible] کے قید کیا مگر اتفاق سے پہرہ والون کی آنکھ پچھلی رات کو لگ گئی اور صبح کو جب وہ جاگے تو تینون قیدی غائب تھے۔ کچھ سمجھ مین نہین آیا کیون کر وہ چلے گئے اور کہان غائب ہو گئے۔

جے رام۔ (نہایت ہی برہمی کے لہجے مین) تمھاری ان غفلتون کی وجہ سے ترک لوگ تم پر غالب ہو گئے اور ہوتے جاتے ہین۔ بیشک اس شخص مین کوئی غیب کی بات ہے۔ جہان ملے اوسے ڈھونڈھ کے لاؤ۔

اتنا سنکر جے رام خاموش ہو کر سوچنے لگا۔ اوس کے دل مین خیال آیا کہ اس مین موہنا کی تو کوئی کارروائی نہین ہے مگر موہنا تو ایسے ہی [illegible] اپنے گھر پر گئی ہے اتنی جلدی وہ کیا کارروائی کرسکی ہوگی لیکن پھر بھی اس کا گمان [illegible] اس سر کو اوس نے ظاہر نہین کیا اور غور کرنے لگا کہ موہنا [illegible] کس طرح پر مہاراجہ صاحب پر ظاہر کرنا چاہیے ورنہ خوف ہے کہ موہنا راجہ صاحب کو زک دے اسی قسم کی ادنی اشارون سے ممکن ہے کہ سلطنت ہاتھ سے جاتی [illegible] جائے میرا خیال ہے کہ موہنا [illegible] اُنکی ہزار [illegible] بھولی لڑکی [illegible] اس پر چلیگا۔ تو نہ راجہ صاحب کو خبر ہوگی اور نہ

کسی کو خبر ہوگی بلکہ خود موہنا کو بھی نہ معلوم ہوگیا- اور اجمیر شریف پر مسلمانون کا قبضہ ہو جائے گا وہ ان ہی خیالات مین ڈوبا ہوا اٹھا اور اس کے دل پر ان خیالات نے کچھ ایسا اثر کیا کہ محبت وطن اور دھرم کا جوش موہنا کے اوس قدیمی عشق پر غالب آگیا جس کے آفتاب کی کرنین اب تک اوس کے دل مین ایک گرمی پیدا کرتی رہتی تھین- آخر وہ اوٹھا اور مہاراجہ کے دربار مین گیا اور سر جھکا کر خاموش کھڑا ہوگیا-

مہاراجہ- جے رام تو اوس برہمن کو لے آیا"

جے رام- حضور مین اوسکو شب ہی کو گرفتار کر کے لایا اور اپنے مکان مین رکھا مگر خدا جانے کیونکر صبح ہونے سے پہلے ہی وہ میرے مکان سے غائب ہوگیا"

مہاراجہ- (حیرت سے) غائب ہوگیا! کیونکر غائب ہوگیا! کیا اوسکو کوئی نکال لے گیا؟

جے رام- حفاظت پر تو دس بارہ جوان مقرر کئے تھے مگر اون سب کی آنکھ لگ گئی اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہین"

مہاراجہ- جے رام مجھے تیری جانب کوئی بدگمانی نہین ہو سکتی- مگر مین تجھے آئندہ کیلئے نصیحت کرتا ہون کہ ایسا نہ ہو کہ آفت مین اگر تیرے سپاہیون سے ایسی ہی غفلتین ہون گی تو ان لوگون کو ہم پر غالب آنے کا بخوبی موقع ملجائے گا اچھا اوس کی جستجو کا کوئی انتظام کیا-

جے رام- سری مہاراج اپنے امکان بھر تو مین نے کوشش کی اور کرتا ہون-

مہاراجہ- جے رام مجھے کچھ معلوم ہے کہ اب محمود کہان ہے سنتا ہون اوس نے متھرا جی کو لوٹ لیا اور مندرون کو ویران کر دیا-

جے رام- حضور مین نے بھی ایسا ہی سنا ہے بلکہ مجھے تو آج ایک ذریعہ سے معلوم ہوا کہ سلطان کا ادھر آنے کا ارادہ ہے-

مہاراجہ- (پریشان ہوکر) کیا معتبر ذریعہ سے تو نے سنا [illegible] پیشانی مبدل بہ غضب ہو جاتی ہے- آنکھون سے چنگاریان اوڑنے لگتی ہین- اور تمام اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہتا ہے- میرے بہادرو کیا محمود نے تم کو بودا سمجھ لیا ہے

اور تمام مقابلہ کا ارادہ رکھتا ہے یہ سچ ہے۔

تمام اہل دربار۔ سری مہاراج محمود کیا کر سکتا ہے اور سے آپ نے بھیجے ہم سب ترکون کو کاٹ کر ڈال دینگے۔ وہ اور بات تھی کہ سندھ مین چڑھ کے گئے تھے اور ہمارے سپاہی اتنی دور کے سفر مین تھک گئے تھے اگر وہ یہان آ گیا تو ممکن نہین کہ وہ ہمارے ہاتھ سے صحیح وسالم نکل جائے۔

جے رام۔ اگرچہ مین اوس موقع پر گرفتار ہو گیا تھا لیکن اگر اجمیر شریف کے پہاڑیون کے نیچے لڑائی ہوئی تو مین اپنے چھتری خون کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ جب تک ایک راجپوت بھی زندہ باقی ہے اوسکی ہمارے شہر کے کسی مکان کی صورت دیکھنا نصیب نہوگی۔

راجہ۔ مگر مجھے امید نہین کہ محمود میرے مقابلہ کا ارادہ کرے اس سے کہ سلطان میرا دوست ہے اوس نے میری پیاری بیٹی موہنا کو بڑی عزت سے اوسی طرح پاکر وہان میرے پاس بھیجدیا لیکن ہان اے جے رام مین تجھے حکم دیتا ہون کہ اب زیادہ ہوشیاری سے کام لے اس برہمن کے غائب ہو جانے سے مجھے اندیشہ ہو گیا ہے مسلمانون کا کوئی جاسوس نہو تعجب کی جگہ ہے کہ اتنے سخت پہرے سے کیونکر نکل گیا اجمیر کے قریب کون ایسا ہی کہ جو اوس کے نکال لیجانے ارادہ کرتا۔ اچھا تم جاؤ اور ہوشیاری سے شہر کی حفاظت کرو جے رام کو موہنا کی شکایت کرنیکی جرأت نہوئی دل ہی دل مین پچھتا رہ گیا اور راجہ اوٹھ کھڑا ہوا لوگ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے۔

تیرہوان باب[۱۳]

شادی کی چھیڑ چھاڑ

اجمیر شریف کے باہر ایک پہاڑی ہے جہان دور دور تک کوسون تک سبزہ زار چلا گیا ہے باغبان قدرت نے طرح طرح کے درخت لگا دیئے ہین جن کی تر و تازگی آنکھون کو سرور بخشتے پھولون کے خوب رنگ اور ہوا اون کی متانت کے ساتھ آزادی کی چال چلنا یہ ایسی چیزین ہین جو شاید اوس مقام کے سوا اور کسی مقام پر تم نظر آئینگی۔

اس مقام پر ایک خوشنما محل بنا ہوا ہے جس کے گرد یہ تمام قدرتی سبزہ زار ایک اعلیٰ
درجہ کے پائین باغ کا کام دے رہے ہیں - یہ مہاراجہ اجمیر شش کا محل ہے اور
خاص محل جس میں سبھا ہوتی ہے جہاں دادخواہوں کی فریادرسی سنی جاتی ہے خاص شہر
میں ہے علاوہ اس کے اور بھی محل ہیں جن میں رانیاں اور اکثر راجہ کے متعلقین رہا کرتے
تھے مگر یہ محل اس صحرا میں راجہ کی خاص رانی کنولا کے لئے بنایا گیا ہے جو مہاراجہ اجمیر شش
کی خاص ملکہ ہے اور جس کا اثر سلطنت پر اگر خود راجہ سے زیادہ نہیں تو برابر ہی ہے لیکن
اس رانی کے مزاج میں قدرت نے کچھ ایسا استغنا اور ایسی سادگی پیدا کر دی ہے کہ اس
کو نہ دربار پر حکومت کرنے کا شوق ہے اور نہ شہر کے اندر ہی رہنا پسند کرتی
ہے اس رانی کے لئے یہ محل بنایا گیا تھا اور اب تک وہ یہیں رہتی ہیں - یوں تو راجہ اکثر
آیا کرتا تھا مگر منگل کا روز معین ہے جس روز مہاراجہ اجمیر شش شہر سے نکلکر یہاں آتا ہے
اور اس مکان میں دن بھر قیام کرتا ہے رانی شاہزادی موہنا کی ماں ہے اور اسی کے بطن
سے ایسی حسین ایسی نازنین ایسی بااخلاق و بااصول اور ایسی شجاع لڑکی پیدا ہوئی یہ رانی
اپنے مذاق کے موافق شہر سے ذرا فاصلہ پر رہتی ہے اور اس عالیشان محل کو رونق
دیا کرتی ہے موہنا اپنی ماں کے پاس نہیں رہتی تھی جس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اس کو ہر قسم
تعلیم پانے کی ضرورت سے اپنی زیادہ زندگی شہر میں گذارنا پڑتی تھی جہاں ہر طرح کے
پنڈت اور ہر فن کے اوستاد موجود تھے - موہنا آج اپنی ماں کنولا سے ملنے کیلئے اس
فرحت بخش مکان میں آئی ہے - رانی تو ابھی کسی ضرورت سے محل کے نیچے ہے مگر موہنا ایک
اونچے برج میں بیٹھی ہوئی ہے اور قدرت کا تماشہ دیکھ رہی ہے - مرغزار کی فضا صحرا کی وسعت
دور دور پہاڑیوں کی خوشنما چوٹیوں پر چرند کا آزادی سے پھرنا اور طیور کا اڑ اڑ کر
مختلف سرسبز شاخوں پر بیٹھ کے چہچہانا یہ سب ایسی کیفیتیں تھیں جنہوں نے موہنا کو از خود رفتہ
کر دیا موہنا دیر تک ان کیفیتوں کو بیٹھی ہوئی دیکھتی رہتی تھی - قاعدہ کی بات ہے کہ ایسا
سمان دل میں ایک بے چینی کا اثر پیدا کر دیتا ہے اور دل کے تمام جذبات یک بیک ابھر
پڑتے ہیں چنانچہ موہنا کو اپنے دل کے وہ تمام واقعات جنہوں نے کسی زمانہ میں اس کو بیتاب کر رکھا تھا

اور جواب کسی قدر بہل چکے تھے خود اُبھرے ہو گئے تیر عشق کے جو زخم کبھی اوس کے سینہ پر پڑے تھے از سر نو تازہ ہو گئے یا تو بیٹھی تماشا دیکھ رہی تھی یا آہیں کھینچنے لگی اوس نے اپنے شاعرانہ اُمنگ سے کام لیا اور اس آزاد مخلوق کی طرف خطاب کر کے جو وسیع منظر میں پھیلی ہوئی تھی کہنے لگی اے چڑیو اور اے پیارے پیارے جانور تم کس اچھی حالت میں ہو آہ تمہاری اس آزادی پر مجھے حسد آتا ہے کوئل! ظاہر تو خود بھی بے چین ہوتی ہے اور مجھے بھی بے چین کئے دیتی ہے۔ یہ پھول! آہ کھلے جاتے ہیں مگر افسوس میرا دل مجھایا ہوا ہے آہ! کیا کہوں کہ یہ بہار دیکھ کے دل میں کیا کیا خیالات آتے ہیں۔ نہیں ہرگز زبان سے نہ نکالونگی۔ افسوس میں کیسی ہوتی جاتی ہوں مجھے کیا ہو گیا۔ موہنا ان ہی باتوں میں تھی کہ ماں آ گئی۔ ماں نے بیٹی کی پیاری صورت کو محبت کی نگاہوں سے دیکھا اور کہنے لگی پیاری موہنا تو اس وقت پریشان کیوں ہے۔

موہنا: نہیں ماں میں پریشان نہیں ہوں یہی سامنے کی فضا اور اس میں چرند پرند کو اڑتے اور کلیلیں کرتے دیکھ کے انکی آزادی پر مجھے حسد معلوم ہوا۔

کنولا۔ موہنا تو بھی آزاد ہے تجھے کون کس کام سے روکتا ہے۔ یہاں شہر میں خود مختاری کے ساتھ رہتی ہے تیرے معاملات میں کوئی دخل نہیں دیتا۔

موہنا۔ نہیں تو میں کچھ شکایت تھوڑی ہی کرتی ہوں۔ میں تو یہ جانتی ہوں کہ یہ جانور کس آزادی اور بے فکری سے سیر کرتے پھرتے ہیں انسان ہرگز بھی ان کی آزادی کے مقابل نہیں ہو سکتا۔

کنولا۔ ہاں ہاں موہنا بیشک تیرا دل گھبراتا ہوگا۔ ہماری ہی غلطی ہے آج منگل کا دن ہے مہاراجہ آتے ہوں گے میں آج ہی ان سے کہونگی کہ اب جس طرح ہو میری موہنا کی شادی جلدی کر دو۔ صرف تیرے پڑھنے لکھنے اور تیرے شوق کے باقی رکھنے کیلئے ہم نے اپنی رسم کے خلاف کیا کہ تیری شادی نہیں کی۔

یہ سنکر موہنا نے شرم سے سر جھکا لیا۔

کنولا۔ ہاں ہاں میں سمجھ گئی تو یہی چاہتی ہے۔

اتنی دیر مین نقارے کی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ مہاراجہ صاحب آتے ہین رانی کنولا دیبی نے جاکر خندہ پیشانی سے راجہ کا خیر مقدم ادا کرے چلتے وقت اپنی بیٹی سے کہنے لگی موہنا چل تو بھی باپ کے پاس چل کے بیٹھ - دنیا مین تجھ سے زیادہ اونھین کسی کے ساتھ محبت نہین ہے تیری صورت دیکھ کے وہ خوش ہوجاتے ہین -

موہنا اچھا ماتا جی چلتی ہون یہ کہکر وہ بھی اوٹھ کھڑی ہوئی اور مان اور بیٹی دونون کوٹھون کے نیچے اوترنے لگین وہ کمرہ جس مین آکر راجہ صاحب ٹھہرے تھے - قدیم مذاق پر نہایت عمدہ طور پر آراستہ کیا گیا تھا - دیوارون پر جابجا دیوتاؤن اور دیویون کی مبارک اور دلفریب تصویرین لگی ہوئین تھین جن کی صناعی مین وسط ہند کے اعلے کاریگرون نے اپنی دستکاری کے جوہر کے ساتھ اپنا مذہبی جوش دکھایا تھا رامچندر جی اور سیتا جی کی تصویرین رانی کو وفاشعاری کا سبق دیتی تھین اور راجہ کو راست بازی کا اور دوسری طرف کرشن اور رادہے کا جیم کا جلوہ دونون کے دلون مین عشق و محبت کو ترقی دیتا تھا خصوص اس صورت مین جبکہ ان تصویرون پر ادب کی نگاہین پڑتی تھین اور روز صبح اوٹھ کے مذہبی طور پر اون کے آگے سر نیاز جھکایا جاتا تھا اون کی پرستش کے ذریعہ سے کسی قادر و توانا کی ہستی کا رعب دلون مین پیدا کر لیا جاتا تھا اس کے علاوہ کمرہ مین وہی تمام مشرقی پرانا فرنیچر تھا جو جدید مذاق والون کو برا معلوم ہو مگر اوس سادگی کے عہد کے نہایت ہی مناسب تھا - مہارانی کنولا اور راج کنواری موہنا دونون منتظر کھڑی تھین کہ مہاراجہ صاحب آئے رانی نے شوہر پرستی کے آئین دکھا کر اور شاہزادی نے سعادتمندی کی ادائین ظاہر کرکے راجہ کو بٹھایا اور آپ سامنے ادب سے بیٹھ گئین جب معمولی مزاج پرسی کے بعد راجہ اپنی لڑکی کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا - موہنا یہان کب آئین "

موہنا - مہاراج مجھے آئے ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہوئی -

رانی - آپ کچھ خبر نہین لیتے اور میری موہنا گھبراتی ہے -

راجہ - گھبرانے کی کون بات ہے - موہنا کیا تجھے کسی بات کی فکر ہے -

موہنا - اونہین مجھے کسی بات کی فکر نہین آپ کے اقبال سے میری آرزو پوری ہوجاتی ہے

راجہ - پھر گھبرانا کس بات کا -

رانی - میں بیان کرونگی ۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ لڑکی بے شرمی اختیار کر کے صاف صاف کہدے - رانی کے اس جملہ نے موہنا کو شرمندگی کی وجہ سے پسینے پسینے کر دیا اوس نے سر جھکا لیا اور گویا کمرے میں کوئی اس کو دیکھتا ہی نہ تھا ۔ پھر بھی شرم نہیں مانتی اسلئے کہ راجہ صاحب سامنے بیٹھے تھے اور باپ کے سامنے ان سے ایسی شرم دلانے والی بات چھیڑ دی آخر جب کسی طرح قرار نہ آیا اوس ندامت کی اوجہ سے سر جھکائے ہوئے اوٹھی اور اوس کمرہ سے نکل کے چلی گئی

موہنا کے جانے کے بعد رانی نے راجہ سے کہا - موہنا اچھی خاصی جوان ہے کمسنی میں جو بیاہ نہ کیا تو اب بھی نہ کیجئے گا "

راجہ - ہاں اس کا مجھے اکثر خیال رہتا ہے مگر کیا کروں تم جانتی ہو میرے اور کوئی بیٹا نہیں ہے جو کچھ ہے یہی ہے کسی ایسے شخص کو میں اپنے بعد تخت پر بٹھانا چاہتا ہوں جس کے ساتھ اس کا بیاہ ہو جائے میں نے جے رام کو تجویز کیا تھا وہ بہادر بھی ہے اور لایق بھی ہے علم و فضل میں بھی اجمیر شہر کے لوگ اوس کی تعریف کرتے ہیں مگر موہنا کو شاید دل سے پسند نہیں ہے کہا نہیں کیا ہی ہے -

رانی - یہ کاہے سے معلوم ہوا کہ موہنا جے رام کو ناپسند کرتی ہے ہندوستان کے بہت سے راج کنواروں کو میری موہنا کی تمنا ہے - مگر میں بھی آپ ہی کی طرح سے کہتی ہوں کہ جے رام کو پسند کرتی ہوں -

راجہ - میرے اور تمھارے پسند کرنے سے کیا واسطہ خود موہنا کی بھی تو پسند ہو -

رانی - موہنا آپکی تجویز کے خلاف کریگی اور آپکو اختیار ہے -

راجہ - نہیں موہنا پڑھی لکھی اور ہوشیار ہے یہ اور لڑکیوں میں نہیں جو ماں باپ کی تابعداری خواہ اپنی خوشی ہو یا نہو کر لیا کرتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ میں بھی چاہتا کہ کسی بات میں اوس کی طبیعت کے خلاف ہو تم اپنے طور پر اوس سے دریافت کرنا اگر وہ راضی ہو تو میں بھی شادی کر دونگا "

رانی - کوئی بات نہین آپ انتظام کیجئے مین وعدہ کرتی ہون کہ ضرور راضی کرونگی

راجہ - لیکن یہ نہین کہ اوس کی طبیعت کے خلاف ہو -

رانی - نہین یہ نہوگا ؟

راجہ - اچھا تو اب ادھر جاؤ مین منتریون کو بلواؤنگا آجکل مسلمانون کی لڑائیون نے مجھے فکر مین ڈال رکھا ہے مشہور ہے کہ محمود کا ادھر آنیکا ارادہ ہے اگر وہ آگیا تو بڑی خرابی ہوگی اور یہ ممکن نہین کہ جب تک مین زندہ رہون وہ اجمیر شہر کے اندر قدم رکھہ سکے مگر اس بات کا افسوس ہے کہ میرے بہت سے سپاہی جان سے مارے جاینگے - رانی یہ سن کے گھبرا گئی اور یہ کہنے لگی پھر تو اب کیا کیا جائیگا -

راجہ - گھبرانے کی کوئی بات نہین ہم لوگون کا یہی کام ہے - اچھا تو اب جاؤ مین اپنے وزیر کو بلواتا ہون - رانی اوٹھکر بیدلی سے اور سست قدم اوٹھاتی ہوئی چلی گئی اور راجہ نے وزیرون کو بلوایا سبھون نے حاضر ہوکر نہایت ادب سے راجہ کو ڈنڈوت کی اور اپنے قرینے مرتبہ کے موافق بیٹھ گئے -

راجہ - کہو اجمیر تو بالکل اچھا ہے -

ایک وزیر - مہاراج کی دیا سے سب طرح امن ہے - ہان محمود کے آنیکی خبر جب سے شہر مین مشہور ہوئی ہے اوس وقت سے لوگ بہت پریشان ہین -

راجہ - تو کیا یہ خبر صحیح ہے کہ محمود ادھر آئے گا -

وزیر - سری مہاراج ابتو بالکل سچ معلوم ہوتی ہے کہ آج (ایک طرف اشارہ کرکے - جو دور ادب سے کھڑا ہوا تھا) یہ منتری جی سے درشن کرکے آئے ہین اون کی زبانی ایک نئی خبر معلوم ہوتی ہے -

راجہ - وہ کیا ؟

وزیر - مہاراج خود انہی کی زبانی سنئے -

راجہ (اوس افسر سے) ہان بیان کرو -

افسر (دعا دے کر) سری مہاراج دلّی کے راجہ نے [illegible] کے بھیجانیکو

بھیجی تھی وہ فوج جب پہنچی جب محمود تمام ہندوستان کو شکست کر چکا تھا مگر فوج جب پہنچی تو محمود کی فوج سے اور اس سے متھرا جی کے ادھر دس کوس پر لڑائی ہوئی۔

افسر۔ بہت دیر تک تلوار چلا کی۔ دلی راج کے بڑے بڑے سورما رن میں مارے گئے اور آخر محمود کی فتح ہوئی۔ مگر مشہور ہے کہ سلطان کو ایک سردار کے مارے جانے کا ایسا صدمہ ہوا کہ فتح کی خوشی بالکل نہیں ہوئی بلکہ اوس کا ارادہ ہے کہ اوس سردار کے عوض تمام ہندو راجاؤں کو تباہ کرے۔

راجہ۔ (طیش میں آکر) وہ کیا کر سکتا ہے دلی کے لوگ بھاگ گئے ہونگے میرے سورما ایسے نہیں ہیں جو رن کے میدان میں بغیر فتح کئے زندہ چلے آئیں ہاں یہ بھی سنا کہ سلطان کا کون افسر مارا گیا۔

راجہ۔ عبداللہ۔

افسر۔ نہیں حضور۔

راجہ۔ التونتاش۔

افسر۔ (غور کر کے) یہ بھی نہیں مہاراج۔

راجہ۔ منصور۔

افسر۔ ہاں حضور منصور۔ (منصور!!)

راجہ۔ (چونک کر) منصور مارا گیا! اگر ایسا ہے تو محمود کا بڑا نقصان ہوا مجھے یقین نہیں

افسر۔ مہاراج منصور ہی مارا گیا۔ مجھے خوب یاد ہے تقریر یہیں تک ہوئی تھی کہ اندر سے یکایک چیخ کی آواز آئی جس سے تمام اہل دربار چونک پڑے۔

راجہ۔ (پریشان ہوکر) یہ کیسی آواز تھی۔ راجہ کو یہ جملہ کہتے ہی خیال آگیا کہ یہ آواز موہنا کی۔ مگر موہنا کو کیا ہوا جو یوں چلا اوٹھی۔ اس خیال نے یہاں تک بیتاب کیا کہ دربار سے اوٹھکر اندر گیا وہاں جاکر دیکھتا ہے کہ موہنا متاسف ہوکر ناتوان بیٹھی ہوئی ہے رانی کی خواصیں چاروں طرف گھیرے ہوئے ہیں خود رانی کھڑی ہے اور بار بار پوچھ رہی ہے کہ موہنا تجھے کیا ہوا جو چیخ اوٹھی مگر موہنا کسی طرح

جواب نہیں دیتی تھی راجہ اجمیر شن موہنا کے پاس گیا جس کے استقبال کے لئے وہ نہایت
کم قوتی کی ادا سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

راجہ - موہنا تیرے دل پر کیا صدمہ گذرا جو اس قدر بیتاب ہو گئی - موہنا پہلے تو ساکت رہی مگر راجہ کے اصرار سے کہنے لگی - مہاراج میں منصور کو جانتی ہوں اوس نے میری گرفتاری کے زمانہ میں میرے ساتھ بڑی ہمدردی کی تھی وہ اپنے بادشاہ کا وفادار اور شریف کا قدردان تھا اوس نے جتنے شریف راجپوت قید ہوئے تھے سب کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اوس کے مرنے کی خبر سنکر مجھے اوس کی تمام ہمدردیاں یاد آگئیں -

راجہ - ہاں مجھے بھی اوس کے مارے جانیکا افسوس ہوا مگر موہنا جس نے تیرے ساتھ اچھا سلوک کیا میں اسکا ہمیشہ ممنون رہونگا مگر اب تو اپنے دلکو تسلی اور دلاسا دے -

موہنا - ہاں خواہ مخواہ صبر کروں گی مگر مجھے یہ امر مدتوں نہ بھولے گا!!

راجہ - موہنا اگر تیرا کوئی عزیز مرجاتا تو کیا صبر نہ کرتی -

موہنا - مہاراج میرا دل ایسے معاملات میں بہت ہی نرم ہے یوں ہی اگر کسی پر ظلم ہونیکی خبر سن پاتی ہوں تو بے اختیار دل بھر آتا ہے مگر آپ کے فرمانے سے مجھے انکار نہیں - صبر کرونگی تو کیا کرونگی!!

اس کے بعد راجہ نے تسلی اور تشفی کے لئے اور بہت سے کلمات کہے اور باہر دربار میں چلا آیا تمام افسران فوج نے شاہی آداب سے سلام کیا - مہاراجہ صاحب نے بیٹھتے ہی پھر محمود غزنوی کے خیالات اور اسکے ارادوں پر بحث شروع کی -

راجہ - اب تو یہ خبر ٹھیک ٹھیک معلوم ہو گئی کہ محمود کا ارادہ ادھر آنیکا ہے ہم کو فوج مرتب کرکے تمام شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کردینا چاہیئے -

وزیر - مہاراج کے اقبال سے سب انتظام ہوجائیگا مگر حضور کو اب یہ انتظام کردینا چاہئے کہ فوج جابجا قائم کردیجائے اور جن جن افسروں کو حضور جن جن کاموں کے لئے تجویز فرمائیں وہ کام اون کو بتائے جائیں یہ مشہور ہے کہ محمود دفعتاً تاخت و تاراج کرنیکا عادی ہے خوف ہے کہ اپنی عادت کے موافق وہ ہمارے شہر پر یکایک نہ آ پہنچے

راجہ - ہان یہ انتظام تو آج ہی شہر مین چلکر کیے دیتا ہون مگر بہتر ہوکہ ہماری فوج کے آگے بڑھکر مقابلہ کرے یہ نامردی ہے کہ اوس کے مقابلہ کو ہم نہ نکلین شہر مین چھپ کے بیٹھ رہین میرے سورما اور بہادر محمود کے ساتھیون سے زیادہ رن کے شائق ہین

وزیر - حضور اگر ایسا ہی انتظام کرنا ہے تو آپ اسیوقت شہر مین تشریف لیچلیے اور سب باتون کا اہتمام کر دیجیے -

راجہ - مین ابھی چلتا ہون - اس کے بعد روانگی کا سامان ہوتا ہے اور راجہ اپنی رانی کنولا اور اپنی راج دلاری موہنا کو تسلی دیکر رخصت کرتا ہے اور اجمیر شریف کی طرف روانہ ہوتا ہے -

چودھوان باب ۱۴

نیا سید پہاڑ پر نیا جگ

اجمیر شریف کے شمال کی جانب جو پہاڑون کا سلسلہ جاتا ہے اوس مین آبادی کا بالکل نام و نشان نہین صحرائی اور بادیہ نشین قومین جو اگلے عہد مین اکثر کہی جاتی تھین اور جو اپنے پیشہ کے بطور تاخت و تاراج کرتی رہتی تھین اون مین سے اکثر لوگ جابجا گھاٹیون اور درّون مین نظر آجایا کرتے تھے ان دنون وہ پہاڑ نہایت مخدوش تھے اور ان ہی کی وجہ سے زمانہ سابق مین سفر ایک نہایت ہی دشوار چیز تصور کیا جاتا تھا لیکن ایسا شخص کہ جس کے پاس سوا اپنے کم قیمت جان کے اور کوئی دنیاوی دولت نہ ہو جس کو آوارہ گرد اور کوہستانی وحشی طمع کی نگاہ سے نہ دیکھین اون مقامات مین جائے تو اپنے دل سے ان مقامات سے بہت کچھ فایدہ حاصل کر سکتا ہے اس لیئے کہ قدرت نے ایسے مقامات مین جہان وحشی ظالم اور جابر اور قزاق پیدا کئے ہین وہان ہر شخص کو پوری آزادی بھی دیدی تھی ان کے لیے سبزہ زارون اور بہتے ہوئے آبشارون کے ہر نکلنے والے بلکہ افکار دنیاوی کے ستائے ہوئے کے لیے بہت کچھ سامان فراہم کر رکھا ہے اگر ایسے مقام مین وہ لوگ جن کو دنیا نے تنگ کر کے آبادی سے نکالدیا ہو آکر سکونت پذیر

ہوجاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہاں ایک پہاڑی کے دامن میں ایک چھوٹا سا جھونپڑا
پڑا ہے اوس جھونپڑے میں چند آدمی [illegible] جنکی زندگی [illegible] اسباب صحرائی
قوموں کی سی نہیں ہے یہ سب جوگی نظر آتے ہیں۔ پانچ چھ آدمی ہیں جن میں ایک آدمی تو
سن رسیدہ اور تجربہ کار معلوم ہوتا ہے باقی سب نوعمر لڑکے ہیں زرد کفنیاں لڑکوں کے
گلوں میں ہیں۔ بال سب کے خاک آلودہ ہیں بھورے ہیں سرخی مائل [illegible] مگر
ان لوگوں نے سر پر جوڑے باندھ لئے ہیں اور بھبھوت جو استعمال سے زیادہ تمام بدن
پر لگا لیا ہے اوس نے کسی کے گورے کالے کا فرق باقی نہیں رکھا سب گورے اور ایک ہی رنگ
کے ہیں صحرانشین جوگیوں کے جھونپڑے کے اردگرد ایک چھوٹا سا باغ ضرور [illegible] کچھ
کچھ تو مذہبی مقدس [illegible] ہوتے ہیں باقی بڑے بڑے درختوں کے جھنڈ پیدا کرنے کی
کوشش کی جاتی ہے کہ آزاد طبع و نغمہ سرا طیور یہاں آکر بیٹھیں اور نغمہ سرائی کریں مگر
اس جھونپڑے کے گرد اس قسم کا کوئی سامان نہیں ہے وہی معمولی درہ ہے جس پر وحشت
برس رہی ہے اور وہی جنگل ہے جس میں بالکل کسی قسم کی کاٹ چھانٹ نہیں ہوتی ہم کو تو
اس جھونپڑے کے رہنے والے بھی نظر آئے [illegible] جھونپڑے کے
اندر ہی گذرتا ہے مگر اس وقت [illegible] لوگوں کے دل پر اس پر فضا مقام کی دلچسپیوں کا خدا
جانے کیا جادو چل گیا کہ اپنی ٹوٹی ہوئی منڈیا سے باہر نکلکر بیٹھے [illegible] قدرت خدا
کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ ناگہاں ان میں سے ایک نوعمر جوگی اپنے سن رسیدہ ساتھی
کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا گروجی اگر اجازت ہو تو ذرا ایک تان اوڑاؤں"

گرو۔ بچہ اس بن میں کوئی اور ہوگا تو تیری آواز سنکر دوڑا آئے گا اور ابتو ہمیں دنیا
داروں کی صحبت اچھی معلوم نہیں ہوتی"

چیلا۔ کوئی آئیگا تو کیا کرے گا میں تو گروجی کوئی چیز لاتا ہوں

گرو۔ اگر تیرا ایسا ہی جی چاہتا ہے تو گا میں بھی سنوں گا۔

نوجوان نے بہت عمدہ آواز [illegible] اسکی لمبی لمبی تانیں [illegible] گونجنے
لگیں سوا نغمہ طیور کے اور کسی قسم کے نغمات تحمل کرنے کی عادت [illegible] شاید

کو ہستانی ہوا پر [illegible] اثر [illegible] تمام درخت چوٹیان چٹانین - کوہ السفر حق
تمام مقامات مین ایک سناٹا پیدا ہو گیا ان لوگون کی وضع بتا رہی تھی کہ صوفی مشرب لوگ
ہین اون کے دل مین مجازی اور دنیاوی عشق کا شائبہ بہت کم ہے بلکہ سچا عشق الٰہی انکے دلون
مین بطور [illegible] ہے جس کی وجہ سے [illegible] اور اپنے خیالات ظاہر
کرتے ہین گو مقصود اصلی ان الفاظ سے وہی قادر مطلق ہوتا ہے جسکی کرشمہ نمائیان ہماری
دنیا مین حد کے ساتھ ایک نئی دلچسپی پیدا کر رہی ہے - یہ نو عمر جوگی جس نئی چیز کو گا رہا
ہے وہ اس عہد کے ہندوستانی زبان مین تھی جسکا اعادہ اب اس لئے بیکار ہے کہ
سمجھنے والے نہین ہان ہم اتنا بتا دینا ضروری سمجھتے ہین کہ اوس کے ہر لفظ سے جوش عشق
کے وہ جذبات ظاہر ہوتے ہین جو صحرائی اور کوہستانی مقامات کے مناسب ہین
سن رسیدہ جوگی نے پہلے کچھ دیر تو اس خوش گلوئی کی تعریف کی لیکن چند ہی منٹ
کے بعد پھر اس پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ اپنے اختیار سے باہر ہو گیا -

ناگاہ سامنے کے درے سے ایک شخص نمودار ہوا لطف یہ کہ یہ شخص بھی ان ہی
لوگون کی وضع مین ہے - زرد کفنی اوس کے گلے مین ہے اور بھبھوت کا پوڈر اوس کے
چہرے پر ایسا کھل رہا ہے کہ نگاہین اوس کے چہرے پر اطمینان سے ٹھہر نہین سکتی ہین
یہ شخص جو شاید ایک بنا ہوا جوگی ہے اس نو عمر جوگی کی آواز سنتے ہی نہایت ذوق
و شوق سے جلد جلد قدم اوٹھاتا ہوا بے اختیاری کی رفتار مین غیر مسطح اور اونچی
اور نیچی چٹانون سے ٹھوکرین کھاتا ہوا آیا اور ان لوگون کے قریب ایک حیرتناک سکوت
کے خاموش کھڑا ہو گیا - نو عمر جوگی نے کچھ دیر مین اپنی باتین موقوف کین اور اس آنیوالے
کی صورت دیکھنے لگا - ضعیف العمر بھی اب اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا - بچہ تو
مجھے اچھی بہت [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] اگر کچھ عذر نہ ہو تو آؤ اور ہمارے پاس بیٹھو
نو وارد - صاحب مین آپکے چیلہ کی آواز سنکر یہان چلا آیا - مین ایک گاؤن کا
رہنے والا [illegible] متھرا جی کے درشن کو جاتا ہون -
گرو - آجکل تو متھرا جی کے درشن کو جائے گا ! تو نے سنا بھی ہے کہ [illegible]

اور سارے مندروں کو ڈھا دیا اور جو ہندو ادھر نکلتا ہی اوسکو قید کرکے مار ڈالتے ہین۔

نو وارد- جوگیون سے کوئی نہین بولتا مجھے مار ڈالینگے تو اونکا کیا سلا ہوگا؟

گرو- بتا تو نے یہ جوگ کیون سادہا ہی اور اب یہان کیون آیا ہے تو کچھ دیر ہمارے پاس بیٹھ- نیا آنیوالا جوگی یہ سنکر اون کے پاس بیٹھ گیا مگر سب سے الگ بیٹھا یہان جتنے جوگی بیٹھے ہوئے تھے سب کی نگاہین تیز پڑ رہی تھین مگر وہ اپنی آنکھین نیچے کئے ہوئے تھا سن رسیدہ فقیر دیر تک اوسکی صورت دیکھنے کے بعد بولا تو کیا بچہ یہان کہین ٹھہرا ہوا تھا یا راستہ چلا آتا تھا۔

نو وارد- مین نے تو ارادہ کیا ہی کہ جبتک متھرا جی نہ پہونچونگا۔ کہین نہ ٹھہرونگا۔

جوگی- تو ابھی دو چار روز یہین ٹھیر جا مین نے سنا ہی کہ ترکونکی فوج اجمیر شریف پر چڑھائی کرنیکے لئے آرہی ہی آج ہی کل مین وہ یہان آجائیگی اور ادھر ہی سے ہوکر نکلے گی اگر راستہ مین اون لوگون نے تجھے دیکھ لیا تو قید کرکے تیرے ساتھ بہت برا سلوک کرینگے۔

نو وارد- نہین مین ان لوگون سے نہین ڈرتا کل مین اجمیر شریف مین تھا وہان بڑی بڑی تیاریان ہورہی ہین [illegible] اونکے ہر طرف پہرے ہین اور لوگونکی آمد ورفت بالکل بند ہے [illegible] وہان جوگیون [illegible] فقیرونکی بہت روک ٹوک ہی اس دیش مین ہمیشہ لڑائی ہوئی اور بڑے بڑے فساد ہوے مگر فقیرون پر ایسی بیدادی کبھی نہوئی جیسے اب کیجاتی ہی

جوگی- ہان بچہ [illegible] لڑائی کیلئے وہ اچھی طرح تیار ہین۔

نو وارد- ہان وہ لڑائی کے واسطے بخوبی آمادہ ہین فوجین تیار ہین دیکھئے لڑائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے

جوگی- مگر مجھے یہ سنکر تعجب ہوتا ہی کہ اجمیر شریف مین اب جوگی اور فقیر روکے جاتے ہین

نو وارد- مین نے سنا ہی کہ کوئی مسلمان جوگیون کے بھیس مین وہان آیا تھا جو کسی مندر مین بہت دنون تک [illegible] رہا اور اون کو فریب دیکر یہانکی خبرین ترکون کو لکھتا رہا۔

جوگی- [illegible] کے خلاف ہے۔

نو وارد- اچھا تو گرو جی اب اپنے چیلہ کو حکم دیجئے کہ پھر کوئی [illegible] سنکر اوسکا [illegible] نکل آیا [illegible] مجھے [illegible] کیا کام تھا [illegible] کی تمام باتین چھوڑ کر

اور چاہتا ہون کہ متھرا جی ہوکر جتنک پراگ اور کاشی جی کے درشن نکر لون گا کوئی کام نکرونگا۔

جوگی - بچہ اگر تجھے گانا سننے کا ایسا ہی شوق ہی تو دو چار روز اس جھونپڑے مین ٹھہر ہم لوگونکی صحبت مین تجھے زیادہ تکلیف نہوگی۔ میرے یہ چیلے تیری خدمت کرین گے جب تیرے گا گانا سناءین گے "

نووارد - نہین مین یہان نہین ٹھہرونگا مجھے ڈر ہی کہ ترک لوگ اجمیر شریف کو گھیرینگے تو اُس کے سپاہیونکی وجہ سے یہان اطمینان سے بیٹھنا دشوار ہوجائیگا - یون وہ پکڑ کر مار ڈالین اوس کا مجھے بالکل ڈر نہین - ہان ڈر ہی تو اسبات کا کہ اسکی وجہ سے آزادی اور اطمینان مین فرق آجائیگا

جوگی - اگر یہی ہے تو جب ترک آئین تو چلا جانا "

نووارد - نہین مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا اب سیدھا متھرا جی جاؤنگا - مگر بہتر ہو کہ میری آرزو کے موافق آپ اپنے چیلے کو گانے کا حکم دیجئے "

یہ سنکر جوگی نے اشارہ کیا اور نوعمر جوگی جو پیشتر اپنی نہایت نازک اور مہین اور سُریلی آواز مین گا رہا تھا پھر گانے لگا اس مرتبہ چونکہ ذرا دم لینے کے بعد اوس نے گانا شروع کیا تھا لہذا اوسکی آواز مین کچھ تیزی اور تھا - آواز کھلے میدانون دور تک جاتی تھی اور اُدھر پہاڑیون سے ٹکرا ٹکرا کے گونج اوٹھتی تھی سن رسیدہ جوگی اور اوس کے تمام چیلون اور خصوص اوس نئے آنیوالے نوعمر اور تارک الدنیا مہمان پر ایک عجیب از خود رفتگی طاری تھی نیا آنے والا کچھ دیر تو صبر کئے بیٹھا رہا مگر آخر اس سے صبر نہو سکا زار و قطار رونے لگا اور اوس کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے آخر وہ چیخ مار کر اوٹھ کھڑا ہوا - اس آواز کو سنکر سب چونک پڑے اور اوس کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے لیکن اوس نے اوسکا خیال بھی نکیا سیدھا روانہ ہوا اور جنگل کی راہ لی گانے والے نے بھی اپنی آواز بند کی اور گھبرا کر دیکھنے لگا کہ اوس کی آواز نے کیا خوفناک اثر پیدا کیا سن رسیدہ جوگی بھی اب سنبھلا اوٹھکے دوڑا اور اس نئے وحشت زدہ مہمان کو روکنے لگا - مگر اوس نے ایک نمانی اور جھٹکے دیکر ہاتھ چھڑا لیا ایک ... ان کے درہ مین چلا گیا اور چند ہی منٹ مین نگاہ سے غائب ہو گیا - اس جھونپڑے کے رہنے والے سب ... دیکھتے رہ ... تھے

[illegible] سوچ رہے تھے کہ یہ کون شخص تھا اور کیوں آیا اور کیوں اس قدر اضطراب سے چلا گیا۔ کچھ دیر غور کر کے سن رسیدہ جوگی بولا اوس کی چیخ سے ہمارے کلیجے پھٹ گئے اور ہمارے دلوں میں ناسور پڑ گئے معلوم نہیں کون دکھی اور قسمت کا ستایا تھا۔

ایک نوعمر جوگی - گرو جی اور ابھی بالکل بچہ ہے کسی [illegible] افسوس ہے کہ اس پر کون ایسی آفت آئی جو یوں جوگی کا بھیس کر کے گھر سے نکل کھڑا ہوا یہاں یہ لوگ باتیں کر رہے تھے کہ فوجی باجوں کی آوازیں آئیں۔ فرنگی جیب آواز تھا [illegible] رعب دار آوازوں کے سنتے ہی اپنے جھونپڑوں میں گھس گئے اندر جا کر گرو نے کہا خیر جو کچھ ہوا۔ اوس کا حال اب بہت جلد کھلجائیگا کہ یہ کسی فوج سے بچ [illegible] کھانے کے لئے کچھ ہو تو لاؤ۔ جنگل کے ساگ پات جو [illegible] فقرا کی معمولی غذا ہیں ایک چیلے نے آکر سامنے رکھدیں۔ گرو اپنے چیلوں کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا پہلے لاؤ ہم اپنے مہمان کو کھلائیں اوس کے بعد ہم سب کھائیں گے۔

چیلے - جی ہاں گرو جی ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔

ایک نوعمر جوگی - اوٹھ کر جھونپڑے کے کونے میں ایک بڑا صندوق رکھا ہوا تھا اوس کے قریب بیٹھ گیا۔ صندوق میں ایک بڑا سا قفل لگا ہوا تھا اوس نے اپنی کفنی کی جیب سے کنجی نکالی [illegible] کہنے لگا گرو جی آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

گرو - ہاں ہاں کھولو سب جوگیوں نے صندوق گھیر لیا اوس کے دو ایک نے زنجیر کھول کے صندوق کے اوپر کا پٹرا اوٹھایا۔ اور کہنے لگا صاحب اوٹھئے کچھ کھانا کھا لیجئے۔

صندوق میں سے ایک شخص نے اول سر نکالا پھر اوٹھ کر باہر آیا یہ ایک نوعمر آدمی تھا اور بہت ناتوان ہو رہا تھا سب کی تاکید سے یہ صندوق کے باہر نکلا کھانا [illegible] اوس کے روبرو رکھدی گئیں یقین اوس نے ان کو خدا کا شکر کر کے کھایا۔ لیکن کھاتا جاتا تھا اور آنسو آنکھوں سے جاری تھے۔ ایک کم عمر جوگی اوس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ آپ کو اس طرح رونا نہ چاہئے ہاں ہاں آپ قید میں ہیں مگر آپ کو سوا قید کے کسی [illegible] آپ [illegible] رنج نہ کیجئے۔

شخص ۔ نہین اب مین کسی دلی صدمہ کی وجہ سے نہین روتا ہون۔ ان ذلتون مین رہتے رہتے کچھ رونے کی عادت سی ہو گئی ہے اب میرا رونا اور ہنسنا دونون بیکار ہین۔

گرو ۔ تو آپ کھانے سے جلدی فراغت کیجئے تو جین یہان گرد اور تری ہوتی ہین کھانا کھا کر پھر اپنے صندوق مین چلے جائیے۔

شخص ۔ بہتر جو حکم آپ کا ہو مین فوراً بجا لاؤن گا۔

گرو ۔ (اپنے چیلون سے) مہمان کے لئے پانی تو لے آؤ۔

اس قدر کہا تھا کہ جھونپڑے کے دروازہ کو کسی نے زور سے کھٹکھٹایا۔ تمام جوگی خوف سے کانپ اٹھے اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کیا دیکھتے ہین کہ وہی نوعمر اور خوبصورت جوگی جو ابھی چیخ مار کر چلا اٹھا تھا اور بے ہوش ہو گیا تھا بدحواس ہو کر ڈرا اور سہما ہوا آیا اور گرو جی کے پاؤن پر گر پڑا اور نہایت ہی خوف کی آواز سے بولا گرو جی مجھے بچا لیجئے۔ نیا آنیوالا جوگی اور [illegible] بیٹھا تو اس کی نظر اس شخص پر گئی جو صندوق کے قریب بیٹھا کھانا کھا رہا تھا دیکھتے ہی بدحواس ہو گیا اور اس کے چہرے پر [illegible] اگرچہ وہ شخص بھی کھانا بھول گیا تھا اور بڑی توجہ سے جھونپڑے کی نئی [illegible] دیکھ رہا تھا لیکن اس پر ایسی حیرت نہین طاری تھی اور پھر ان دونون کا یہ حال [illegible] جو اپنے تازہ مہمان کو اس خوف زدگی کے ساتھ پناہ مانگتے دیکھا تو وہ گھبرائے اور متفکر ہوئے کہ کس شخص نے اس پر ظلم کیا اور کس کے خوف سے یہان بھاگ کے آیا ہے۔ انکے قیدی اور نوجوان پناہ گزین سے آنکھون ہی آنکھون مین جو باتین ہوئیں انکی طرف انکا خیال بھی متوجہ نہ ہوا گرو نے پھر اس سے سوال کیا کہ بتا بچہ تجھ پر کس پاپی نے ظلم کیا۔ اور اس سوال کے ساتھ ہی اسے جھونپڑے کے باہر کچھ کھٹکا معلوم ہوا اس نے اپنے چیلون کو حکم دیا کہ قیدی کو جلد صندوق مین بند کر اور جھونپڑے کے باہر نکلکر دیکھا [illegible] کہ کئی مسلمان سپاہی مسلح کھڑے ہین اور کہہ رہے ہین کہ ابھی جو جوگی تمہارے جھونپڑے مین گیا ہے اس کو ہمارے سپرد کر دو۔ ورنہ ہم خود گھس کر گرفتار کر لین گے۔

جوگی - تمہارے دہرم مین جوگیون کا ستانا منع نہین ہے -

ایک سپاہی - جوگی جی ہم کسی کو ستانا نہین چاہتے - لیکن جب خود کوئی شخص ہماری مخالفت کرتا ہے تو ہم اوس کے دشمن ہوجاتے ہین اب مناسب یہی ہے کہ وہ شخص جو تمہارے جھونپڑے مین چھپا بیٹھا ہے نکالدو -

جوگی - وہ میرا ایک چیلا ہے اور میرے پاس ہمیشہ رہا کرتا ہی تمہارا اوس نے کیا بگاڑا ہے جو اوس کو قید کرتے ہو -

سپاہی - ہمارے سردار نے [illegible] دیکھا اور حکم دیا کہ اس کو پکڑ لاؤ ہم کو اپنی طرف آتے دیکھکر وہ تمہارے یہان گھس رہا -

جوگی - اچھا تو تم اوس کے بدلے مجھے لیچلو - اگر تمہارے سردار کا کوئی کام ہوگا تو وہ اس کی بہ نسبت مجھسے زیادہ نکلے گا -

یہ سنکر مسلمان سپاہی آپس مین مشورہ کرنے لگے اور آخر یہی قرار پایا کہ اوس بوڑھے جوگی کو اپنے سردار کے پاس لے چلین جوگی بغیر اسکے کہ جھونپڑے کے اندر جاکر کسی سے کچھ کہے ان کے ہمراہ روانہ [illegible] ہون نے اسے لیجاکر سلطان محمود غزنوی کی فوجون کے درمیان کھڑا کردیا جو متفرق اسے جنوب کی طرف لوٹتی مارتی چلی آتی تھین - عساکر سلطانی کا ایک معمر اور توانا شخص جو غالباً کوئی معزز حیثیت رکھتا ہوگا اور جس نے وفاداری کے ساتھ سلطان کے ساتھ رہا [illegible] ہندوستان کا سفر کیا تھا اور جو اس ملک کی زبان سے بھی کسیقدر واقف ہوگیا تھا جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور ٹوٹی پھوٹی ہندی مین کہنے لگا تم یہان پہاڑیون مین کیون [illegible] رہتے ہو -

جوگی - ہم لوگ فقیر اور جوگی [illegible] آبادی مین گذارا نہین ہوتا اور نہ ہم وہان پوری طرح اپنا جوگ سادہ سکتے ہین اسی وجہسے ہم نے شہرونکو چھوڑکے جنگل اور پہاڑون مین رہنا شروع کیا ہے -

افسر - حیرت سے) تم یہین رہتے [illegible] جتنی جانورونکا مسکن ہے

جوگی - [illegible] مین خوب بسر ہوتی ہے -

افسر۔ اچھا یہ بھی بتاؤ تم کبھی اجمیر میں جاتے بھی ہو۔؟

جوگی۔ ہمکو بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ اب وہاں جوگی نہیں جانے پاتے جب ترکوں کے آنیکی خبر پہنچی ہے سب کا آنا جانا مہاراجہ صاحب نے موقوف کردیا ہے۔

افسر۔ یہ حال تمکو کیونکر معلوم ہوا؟ ترک افسر نے جوگی کی صورت غور سے دیکھی اور اپنے سپاہی کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا۔ میں نے جسکو بلوایا تھا وہ یہ شخص نہیں ہے وہ تو لڑکا تھا اور یہ تو بڈہا ہے۔

اس سوار نے تمام حال صاف صاف بیان کردیا اور کہا کہ ہم اسکو اس وجہ سے لائے ہیں کہ اس نے کہا وہ میرا چیلا ہے۔ اوس سے کوئی کام نہیں نکلنے کا اور میں نسبت اوس سے زیادہ حال بتا سکونگا۔

افسر۔ پھر جوگی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تمکو معلوم ہے کہ سلطان کی فوج کا ایک بہادر شخص گرفتار ہوگیا ہے اور اسکا پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔

جوگی۔ میں جنگل کا رہنے والا ہوں ان باتوں سے مجھے کچھ تعلق نہیں کسی راجہ کو بھی میں نہیں جانتا۔

افسر۔ ہمنے سنا گیا ہے کہ اکثر جوگیونکو اس قسم کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔

جوگی۔ ہاں ان جوگیونکو جو ادہر اودہر پھرتے ہیں اور میرے چیلے ہمیشہ جنگل میں رہا کرتے ہیں ہم کو کیا حال معلوم ہو سکتا ہے اسکے بعد افسر جوگی کو علحدہ لیگیا اور تنہائی میں اوس سے کچھ باتیں کرنے لگا۔ تمام سپاہیونکو حیرت تھی کہ وہ جوگی سے کیا باتیں کر رہا ہے۔ مگر تہوڑی دیر میں یہ معلوم ہوا کہ افسر جوگی سے بہت خوش ہے اسنے آزادی اور امن و امان کا ایک پروانہ لکہکے جوگی کو دیا۔ اسکے بعد جوگی افسر سے رخصت ہوا اور چلتے وقت اوسنے ایکدفعہ پھر افسر کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ آپ ... یہ احسان بھلایا نہ جائیگا

افسر۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ تو میرا فرض ہے۔

پندرہواں باب

معرکہ آرائی

مہاراجہ اجمیر شہ نے اپنے شہر کی حفاظت خوب اچھی طرح سے کی تھی۔ اگرچہ اصولاً یہی مناسب تھا کہ وہ شہر کے اندر ہی سے لڑے مگر لڑائی کے اس طریقہ میں اُسے کچھ بودا پن معلوم ہوا اپنے تمام افسروں کو بلا کر غیرت دلائی اور آمادہ کیا کہ محمود ہی وہ شخص ہے جس کے سامنے اپنی جرأت کا امتحان دینا چاہیئے اول تو اسلئے کہ وہ ہندوستان کے بہت سے راجاؤں سے لڑ چکا ہے اور دوسرے اس سبب سے کہ اکثر فوجوں کو شکست ہونے کی وجہ سے محمود کے دل میں اپنی سپہگری پر بہت کچھ ناز پیدا ہو گیا ہے لیکن اپنے بہادروں کی طرف سے مجھے یقین ہے کہ وہ محمود کی کچھ ہستی نہیں سمجھتے [illegible] تمام فوج کو [illegible] بہتر یہی ہے کہ شہر کو مناسب [illegible] ہم اپنی فوج کے ساتھ باہر چلیں اور دس بارہ میل پر محمود کا مقابلہ کریں۔ باستثنائے دو تین درباری شخصوں کے جو اس موقع پر چپ ہو گئے تھے اور سبھوں نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ کہا چلئے ہم مہاراجہ کے قدموں کے ساتھ اور راجہ پر اپنی جان کو بھینٹ چڑھا دینا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ حضور جب ہمارے ساتھ ہونگے تو ہم کو ترکوں کا کچھ ڈر نہیں۔

الغرض اجمیر شہ کی فوجیں خود راجہ اور اوس کے تمام بہادر اور سورما افسروں کے ساتھ شہر سے باہر نکلیں اور اس مقام سے قریب ہی جہاں جوگیوں کا جھونپڑا تھا مسلمانوں سے مقابلہ کیا۔ مسلمان تو وہاں پہلے ہی سے آ چکے تھے۔ مگر اجمیر شہ کی فوجیں کچھ دیر بعد شام کو پہنچیں۔ اوس روز دن آخر ہو چکا تھا لڑائی صبح پر اوٹھا رکھی گئی مہاراجہ نے اور نیز اوس کے نامور افسر جے رام نے اپنے لشکر کو قرینہ سے ادھر اُدھر پہاڑ [illegible] اوتار دیا تاکہ غنیم حملہ کر کے تباہ کرنا چاہے تو ان مختلف مقامات تک [illegible] بھیج سکے جہاں ہندو فوجیں اتری ہوئی تھیں رات نے دونوں لشکروں کے افسروں کو نہایت [illegible] اور کافی موقع دیدیا۔ اپنی اپنی طرف [illegible] محمود نے بہت اچھا انتظام یا ارادہ کیا مورچے مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیے گئے۔ اگرچہ اس مذکورہ اصول جنگ کی تکمیل اس عہد تک نہیں ہوئی تھی مگر ہوشیار اور تجربہ کار افسر اپنی ذہانت اور قابلیت سے ان ہی اصول

سے ملتے ہوئے اکثر نتائج پیدا کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مہاراجہ اجمیرش کے لائق افسروں نے
اس کام کو تھوڑا پورا کر لیا تھا۔ ہاں محمود کی فوج میں اس قسم کی کوئی باضابطگی نہ تھی
اس کے سپاہی قدیم عربی اصول پر میمنہ میسرہ قدام قلب پر تقسیم کر دئے گئے تھے اسلامی
فوجوں کی یہی ایک معمولی شان تھی۔ اسی طرح اونہوں نے رومیوں کا مقابلہ کیا اور
اوسی ترتیب سے وہ اسپین پر حملہ آور ہوئے اور اسی نظام نے مصر کو تباہ کیا اور اسی
ہیئت سے وہ افریقہ کے ریگستان پر قابض ہوئے۔ ایران پر جب اسلامی تلواریں آفت
و مصیبت لائی تھیں تو وہ اسی ترتیب سے نظر آتے تھے۔ اس اصول میں کچھ تھوڑی سی
ترمیم شاید ہوئی ہو ورنہ تو عرب اور تاتار یوں نے ہمیشہ اپنی فوجوں کو اسی انتظام سے مرتب کیا۔
الغرض سلطان محمود کی فوج گھاٹیوں اور پہاڑیوں پر تقسیم نہ تھی بلکہ تمام سامان ایک سطح
میدان میں تھے اور رات کے اندھیرے میں اپنا جو کچھ سامان کیا تھا وہ یہی تھا کہ فوجوں
کو مذکورہ حصوں پر تقسیم کر کے اپنے اپنے مقام پر قائم کر دیا۔ دونوں طرف کے بہادروں
کے دلوں میں جو خیالات تھے وہ اگرچہ بہادری اور دلی شجاعت کی نسبت زیادہ
مائل تھے مگر با اقتضائے طبیعت انسانی انہیں امید کے ساتھ یاس ضرور ملی ہوئی تھی
خصوص مہاراجہ اجمیرش کی فوج کے سپاہی اگرچہ اپنی بہادری پر اونکو بہت زیادہ
دعوٰی تھا بعض اوقات جوش شجاعت میں محمود کے سپاہیوں سے زیادہ جوش میں آ جاتے
ہو جاتے تھے مگر محمود کی حملہ آوریوں نے جو نتائج ہندوستان کے ملک میں دکھائے تھے
اونکی خبریں سن سن کے بعض اوقات انکے خیالات ہیبت کے ساتھ یاس سے بدل جاتی
ہو جاتی تھی۔ خود مہاراجہ اجمیرش کے یہ خیالات نہ تھے وہ پورا بہادر اور شجاع تھا اس نے
بھی اسلامی فوجوں کا سپاہیوں کا حال سنا تھا مگر ہاں اون کو ضرور ان کو کوئی بزدلی
پیدا ہونا ... پیدا نہ ہوئی۔ الغرض رات ہر ایک کے آنکھوں میں ان ہی خیالات
میں صبح ہو گئی سلطانوں نے ابھی زیادہ مقابلہ کے وقت میں نماز فجر ادا کی اور
ہندوؤں نے بہت خشوع خضوع سے دیوتاؤں کی پوجا کی اور اسکے آگے سر اٹھا کر
جھکا جھکا کے آرزومند ہوئے کہ ان کا دشمن ان ملکوں کے ظلم سے پاک ہو جائے

فرائض ادا کرتے ہی دونوں فوجیں لڑائی پر آمادہ ہو گئیں۔ آفتاب کیسا ابھی اسکی کرنیں بھی افق مشرق میں چھپی ہوئی ہیں اور طیور گو ہنوز اپنے آشیانوں سے نکلنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ تارے بھی بعض بعض بیدار تھے اور اپنی دالبسی نگاہوں سے دنیا کی اس ہیبت ناک سین کو دیکھ دیکھ کے آنکھیں بند کرتے جاتے تھے کہ یکایک دونوں طرف کے علم صبح کی اس ہوا میں لہرانے لگے جو اس کام کی بہ نسبت کلیوں کے کھلانے اور عروسان چمن کے پہلو میں گدگدانے کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ ان جھنڈوں کے نیچے دونوں طرف کے جانباز نہایت صبر و استقلال سے کھڑے ہوئے تھے اور اندھیرے کا پردہ جو جو اٹھتا جاتا تھا اپنے حریفوں کی صورتیں پہلے حیرت و استعجاب کی نگاہوں سے زیادہ غور کر کے دیکھتے جاتے تھے۔ اب زیادہ روشنی ہوئی اور فوجی باجے زیادہ شور سے بجنے لگے جو اس امر کی علامت سمجھی گئی۔ لڑائی کے شروع ہونے کو تھوڑی ہی دیر رہ گئی ہے آوازیں سن کے جن کے دل میں تھوڑا بہت خوف تھا انہوں نے زیادہ ڈر کے ایک جھرجھری لی مگر ساتھیوں کی غیرت نے اسکی جرأت نکرنے دی کہ صفوف جنگ سے قدم ہٹائیں اپنے دلی جذبات کو دل میں دبا دیا اور بہادری دکھانے کے لیے سلطانی فوج کا بہادر اور جنگ آزما افسر التونتاش جو اکثر میدانوں میں پیش قدمی سبقت کیا کرتا تھا۔ خود سلطان سے اجازت لے کر اپنی چار ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھا۔ اس کو بڑھتے دیکھکر مہاراجہ اجمیر نے اپنے دل میں بہت افسوس کیا کہ اپنے شہر سے نکلکر ہمارا آنا بیکار ہو گیا۔ جبکہ ہم اتنی دور بڑھکے آئے تھے تو ہمیں چاہیے تھا کہ ہماری ہی طرف سے سبقت ہوتی کیونکہ اچھا ایسا میرے بہادروں میں کے مقابلہ کو کون جائے گا۔

اجمیر کا ایک مشہور بہادر جس نے ہندو راجاؤں کی باہمی لڑائیوں میں بہت کچھ نام حاصل کیا تھا بڑھ آیا اور راجہ کے قدم چھو کر کہنے لگا مہاراج میں جاتا ہوں اور اس لشکر کو حضور کے اقبال سے دکھا دونگا کہ ہم لوگ اجمیر والے کیسے ہیں۔ راجہ نے کہا اچھا اب ذرا نہ ٹھہرو راجہ ہاں ہاں پرتاپ سنگھ جاؤ تم ہی جاؤ۔

فوج اپنے ساتھ لیکر جاؤ اور مقابلہ کرو۔

پرتاب سنگھ چار ہزار سوار راجپوت اپنے ساتھ لیکر نکلا۔ دو اجنبی اور غیر قوموں کی لڑائی میں ہمیشہ یہ خرابی ہوتی ہے کہ دونوں میں چونکہ کوئی دوسرے کی زبان سے آشنا نہیں ہوتا لہذا ایک کے خیالات دوسرے کو ظاہر نہیں ہوتے اور لڑائی میں مزہ نہیں آتا۔ سلطان کے ساتھیوں نے اپنی صفوں سے جدا ہوتے ہی تیر و کمان ہاتھ میں لیے اور تیر باری کرتے آگے بڑھے اور گھوڑے بہت تیز بڑھائے کہ یہ تیروں کی لڑائی دم بھر میں موقوف ہو جائے اور دشمنوں کو ہم شمشیر و سنان کا مزہ دکھائیں۔ مسلمانوں ترکوں نے اپنے افسر کے کہنے پر عمل کیا اور اگرچہ اپنی فوج سے دور ہوتے جاتے تھے لیکن سخت حملہ کر دیا دونوں فوجیں ملگئیں اور اون کے ملتے ہی ایک فوری جوش نظر آیا جس سے خیال کیا جاسکتا تھا کہ شاید اس لڑائی کا فیصلہ بہت جلد ہوگا۔ لیکن تھوڑی دیر میں وہ جوش ایک حالت پر ٹھہر گیا۔ کچھ نگاہیں اسکی دیکھنے کی عادی ہو گئیں اور تیروں کی حملہ آوری میں ایک قسم کا سکون پیدا ہو گیا تھا۔ التونتاش نے اپنے سپاہیوں کو لڑائی کی تعلیم بہت عمدہ دی تھی اس لئے کہ وہ حملہ کرتے وقت تیر باری کرتے آرہے تھے مگر جیسے ہی دشمن کے قریب پہونچتے ہی انہوں نے اس پھرتی سے کمانیں شانوں پر ڈالکر [illegible] جھکا دیے تھے کہ ان کے دشمنوں کو بھی حیرت ہوگئی۔ راجپوت ابھی تیر باری کر رہے تھے اور التونتاش کے ساتھیوں نے سر پر پہونچکر نیزوں سے چھیدنا شروع کیا۔ یہ دیکھکے راجپوتوں کو بھی غصہ آگیا۔ انھوں نے اس غصہ سے کمانوں کو شانوں پر ڈالا چاہا کہ انمیں سے بعض بعض ٹوٹ گئیں۔ الغرض انہوں نے بھی تیر و کمان چھوڑ دیے اور تلواریں ہاتھ میں لیں۔ جب تک مسلمانوں کے تیر چلتے رہے [illegible] تک تو وہ بیشک نقصان اوٹھاتے رہے تھے مگر وہ آخر بس [illegible] مسلمانوں کے سروں پر پہنچ ہی گئے۔ دونوں طرف کے جوانوں [illegible] دکھانے لگے اور فرشتہ موت گھبرا گیا۔ اگر چہ دور سے [illegible] ابتدائی جوش میں ہندوؤں نے شجاعت کے اعتبار سے مسلمانوں کو دبا لیا لیکن [illegible]

اس موقع پر بھی دونوں کی یکساں حالت ہو گئی خونریزی نے جب اچھی طرح زور پکڑ لیا
اوس وقت آفتاب نے مشرقی کہسار سے سر نکالا اور اپنی صبح کی زرد زرد شعاعوں
سے اس خون میں چمک پیدا کرنے لگا۔ جو میدان کے سینے کنارو تیغ بہ بہ کے جم
گیا تھا۔ تلواریں شعاع آفتاب میں اچھی طرح چمکتیں مگر وہ سب کی سب خون آلودہ
ہو چکی تھیں اور ان پر دھوپ کی کرنیں خود سرخ رنگ میں رنگین ہو کر جگمگا رہی تھیں
جانبازوں سے برابر لڑ رہے تھے اور اونکی ... اور دعاگو فوجیں دونوں طرف ایک
سکوت کے عالم میں کھڑی اپنی اپنی قوم کی دلیروں کی نبرد آزمائی کا تماشا دیکھ رہی تھیں
لڑتے لڑتے پرتاب سنگھ نے ایک تیز حملہ کیا۔ مسلمان سوار دبنے گھسا چلا گیا اور اپنی زبان
میں پکار پکار کر کہنے لگا ترکوں کا سردار کہاں ہے اگر مرد ہے تو میرے مقابلہ کو آئے
التونتاش کو لپنے بعض سپاہیوں کے ذریعہ اسکا مطلب معلوم ہو گیا۔ یہ معلوم کرکے
پھر اوس میں اتنی تاب کہاں تھی کہ چپ کھڑا رہتا۔ اوسنے فوراً گھوڑا بڑھایا اور
پرتاب سنگھ کا راستہ روک کے کھڑا ہو گیا۔ اسکی وضع اور بشرے سے پرتاب سنگھ
سمجھ گیا کہ بیشک یہ ترکوں کا سردار ہے التونتاش نے نہایت چالاکی سے تلوار خالی دی
پرتاب سنگھ کی تلوار ہنوز لپیٹے زور میں چلی جاتی تھی اور ٹھیرنے بھی نہ پائی تھی کہ التونتاش
نے اپنا وار بند کرکے پرتاب سنگھ کے سر پر اس زور سے چلائی کہ اگر جھک نہ جاتا
تو بیشک اسکا سر اڑ گیا ہوتا التونتاش پرتاب سنگھ کی یہ ہوشیاری دیکھکر
حیرت میں آیا اور اسکی صورت دیکھنے لگا اسکے بعد پھر دونوں سنبھل کر لڑائی پر
آمادہ ہوئے۔ اب دونوں طرف سے بڑی تیزی اور پھرتی کے ساتھ وار ہو رہے تھے ترکی
افسر بہادر راجپوت کو زیر لانا چاہتا تھا۔ اور علی ہذا پرتاب سنگھ التونتاش کو۔
لیکن کسی کی آرزو پوری نہ ہوئی لڑتے لڑتے دونوں تھک گئے اتنی دیر میں صرف
اتنا ہوا کہ التونتاش کی تلوار کا ایک ہلکا سا زخم پرتاب سنگھ کے بازو پر آ گیا جسکا یہ
نتیجہ ہوا کہ وہ تلوار پرتاب سنگھ کی زرہ میں پیوست ہو کر رہ گئی اور کھینچنے میں التونتاش
سے ہاتھ سے کچھ ایسی بے احتیاطی ہوئی کہ جھٹکے کے ٹوٹ گئی۔ پرتاب سنگھ کو یہ موقع

بہت اچھا ملا تھا۔ اور وہ ایسا ناتجربہ کار نہ تھا کہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے دیتا۔ اور [illegible] کا ہاتھ مارا۔ التونتاش نے پرتاپ سنگھ کا وار توڑ ڈال پر لیا اور [illegible] ہاتھ سے نیزہ بڑھا کے پرتاپ کے سینہ پہ مارا ہندو [illegible] کے خالی دیا اور نیزہ اپنے زور میں اس کے بائیں پہلو سے نکل گیا جسکو اوس نے فوراً ہاتھ سے پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے تابڑ توڑ تلوار کا وار کرنے [illegible] کے لئے یہ بہت نازک موقع تھا۔ اوس کے ہاتھ میں کوئی حربہ نہ تھا اور وہ صرف اپنے بچانے کی کاروائی کر رہا تھا۔ یہ صورت دیکھ کے دو چار [illegible] کہ اپنے سردار کو ایک [illegible] کے سپاہی اسکو ناانصافی سمجھے اور انھوں نے بھی ایک ساتھ مل کے حملہ کر دیا کہ مسلمانوں کی مدد پہونچنے سے پہلے مسلمان سردار کا کام تمام کر دیا جائے ہندوؤں کو عام طور پر حرکت کرتے دیکھکر مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔ جسوقت سے التونتاش اور پرتاپ سنگھ میں لڑائی شروع ہوئی تھی دونوں طرف کے سوار جھک گئے تھے کہ اس دلچسپ نبرد آزمائی [illegible] دیکھیں اور اب اسوقت حملہ بھی ان ہی لوگوں نے کیا اصلی فوجیں جو کہ مہاراجہ اجمیر کی اور سلطان محمود کے [illegible] کے پیچھے تھیں وہ ابتک اسی طرح ساکت و خاموش کھڑی تھیں۔ لڑائی میں بہر تیزی ہوگئی۔ یہی سوار جواب لڑ رہے ہیں پہلے بھی لڑ رہے تھے مگر ستا کر خدا جانے کیسے تازہ دم ہوگئے ہیں کہ اب بہت [illegible] لڑائی لڑ رہے ہیں اور [illegible] اور گرمجوشی سے اپنے دشمنوں کا خون بہا رہے ہیں۔ افسر ونکے لڑنے سے پہلے ہی کوئی چار گھنٹے سوار لڑ چکے تھے اور اب دوبارہ بھی انہیں لڑتے ہوئے چار پانچ گھنٹے گذر گئے ہیں۔ لیکن ہر سپاہی میں ایسا جوش پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی تھکنے اور اپنی جگہ سے ہٹنے کا نام بھی [illegible] سپاہیوں کے حملہ ور بازوؤں میں [illegible] سستی اور [illegible] پیدا ہوگئی اور [illegible] اپنے تھکے ہوئے بازوؤں سے وار کر رہے ہیں [illegible] کے قریب [illegible] اسیطرح جوش و خروش سے ہو رہی ہے [illegible] نظر آتے لوگ [illegible] کوشش کر رہے [illegible] کہ حریف کو میدان سے ہٹا دیں مگر [illegible] بہادر [illegible] ۔

اس امر سے ناامیدی ہو گئی کہ آج کسی قسم کا فیصلہ ہو۔ کیونکہ اندھیرا زیادہ جھک آیا تھا
اور لڑائی تیز کسی طرف سے سستی اور بیدلی ظاہر نہیں ہوتی تھی سلطان محمود نے
مناسب خیال کر کے واپسی کا طبل بجوا دیا تمام سپاہی علحدہ ہو گئے اور لڑائی دوسرے دن پر
اوٹھا رکھی گئی اس لڑائی میں دونوں طرف تقریباً ڈھائی تین ہزار آدمی کام آئے جسکی
وجہ یہ تھی کہ حملے کے ساتھ اپنی حمایت کی بھی کارگذاری کرتے جاتے تھے۔

رات نہایت ہی جوش خروش اور امید و بیم میں گذری۔ ہندو برہمنوں اور اکثر ہندو
سرداروں نے رات بھر بتوں اور مورتوں کے آگے سجدے کئے اور نہایت ہی رقت قلب
سے رو رو کر آریہ ورت کے ملکشوں سے پاک رہنے کی دعائیں مانگیں۔ تمام ہندو کیمپ
سے برابر سنکھ اور گھنٹوں کی آوازیں آتی رہیں عقیدت کیش اور پاکدامن مہ جبیں لڑکیوں
نے دیوتاؤں کی تعریف میں بھجن گائے اور اپنے اپنے بزرگوں کی بہادریوں کے گیت گا گا
کر صبح کی۔ اُدھر اسلامی لشکرگاہ میں کچھ اس سے زیادہ رقت قلب کا اظہار ہو رہا تھا
اگرچہ وہاں نہ دیوتاؤں کے بھجن گائے گئے اور نہ انکے بزرگوں نہ اونکی [illegible]
یہ رجز خوانی خود ستائی کا وقت تھا۔ لیکن اپنی دعاؤں میں جو انکی طرف پہلو اختیار
کیا گیا تھا وہ اسی قدر کہ خدائے واحد ذو الجلال والاکرام کے آگے ہر شخص کا سر جھکا ہوا تھا
فوجی خیمہ کی مسجدیں آباد تھیں۔ رکعات تہجد خوش الحانی سے ادا کیجاتی تھیں قرآن
خوانی کی آوازیں اوس فضا میں گونج رہی تھیں جہاں سوائے ناقوس و جرس کی آوازوں
کے اور کوئی آواز کبھی نہ سنائی گئی تھی صبح ہوتے ہی ادہر لوگوں میں اذانکی صدائیں بلند
ہوئیں ادھر فوجوں میں زیادہ شور کے ساتھ سنکھ اور گھنٹے بجے۔ گریبان صبح کے
چاک ہوتے ہی دونوں طرف کے لوگوں نے جلدی جلدی اپنی عبادت سے فراغت
حاصل کی اور لڑنے پر آمادہ ہو گئے صفوف جنگ آراستہ ہو گئیں بادشاہ کے [illegible]
باجوں کی آواز موقوف ہوئی اور اب اسی جگہ دونوں طرف جنگی باجوں [illegible]
[illegible] سنکھ [illegible] بج رہے گھنٹے بج رہے تھے اور اسی قسم کی اور باجوں کی
آواز [illegible] محمود کے لشکر میں [illegible]

بیاکر جوشن کی دھن میں رجز خوانی شروع کی۔ اُدھر ترکوں اور غلامانِ خاص گروہ میں سے [illegible]
بڑے نقارے اور قرنا کی مہیب آواز بلند ہوئی جس نے اللہ اکبر والوں [illegible] کے رونگٹے
کھڑے کر دیئے۔ یہ آواز بڑے رعب و داب سے اس صحرائی فضا کو گونج کرتی ہوئی
بڑھی اور سپاہیوں سے پہلے بہادری دکھانے کے ثبوت میں ان گردی پہاڑوں
سے ٹکریں کھانے لگی۔

آج ہندوؤں نے زیادہ اولوالعزمی اور استقلال سے کام لیا۔ پہلا جو شخص میدان میں
آیا وہ راجہ اجمیر کا قوت بازو، اجمیر کے پاٹ کا رکن اعظم اور قومی تاج کا جان
نثار رنجیت سنگھ تھا۔ یہ شخص راجہ کے بھائی بند نہیں تھا اور ہر معرکہ میں اس نے اپنی
بہادری کی کوئی نہ کوئی یادگار ضرور چھوڑی تھی۔ اسکے ماتحت دس ہزار فوج تھی
جس میں کا ہر شخص ہمیشہ اپنے مالک پر جان فدا کرنے کو تیار رہتا تھا۔ رنجیت سنگھ کے سر
پر ایک بڑا پگڑ تھا۔ جس میں کچھ ہیرے لگے تھے۔ اور کلغی ہوا میں نازک لہریں لیکر
اوسکی رفعت اور اوس کے پتہ کا ثبوت دے رہی تھی۔ قیمتی مرزائی گلے میں تھی اور
عمدہ دھوتی اپنے ملک کے فیشن کے مطابق باندھے ہوئے تھا ایک ہندوستانی
سبزہ گھوڑا زیر ران۔ اسلحہ بھی اسی عہدہ کے ضرورتوں کے مناسب زیادہ اور
قیمتی تھے تلوار پر تلے میں پڑی ہوئی تھی اور ڈھال پیٹھ پر پڑی ہوئی تھی خنجر اور
تمام اسلحہ تو تھے ہی مگر تیر و کمان لئے ہوئے اس لئے کہ ابھی اسکے مقابلہ کو کوئی
شخص نہیں نکلا تھا۔ لہذا وہ تیر و کمان [illegible] ہی کا کام لینا چاہتا تھا جس کے ذریعہ
دور کے دشمنوں تک پیام مرگ پہونچایا جا سکے رنجیت سنگھ اگرچہ فارسی زبان نہیں
جانتا تھا لیکن اوس نے کچھ ایسی رعب دار آواز سے پکارا کہ لوگ سمجھ گئے کہ کسی کو
مقابلہ میں بلاتا ہے التونتاش مقابلہ کے لئے صفوف سے نکلا تھا لیکن سلطان نے واپس
بلا لیا اور محبت و شفقت سے کہا تم مقابلہ میں زیادہ مشقت اوٹھا چکے ہو یہ سراسر
ناانصافی ہے اس کافر کے مقابلہ میں کسی اور شخص کو جانا چاہیے التونتاش نے پھر
اجازت مانگی اور عرض کی سلطان عالم مجھ کو کوئی مشقت نہیں کرنا ہے اور یہ تو

جہاد ہے جسقدر زیادہ سرگرمی دکہاؤنگا اوسیقدر ثواب کا مستحق زیادہ ہونگا سلطان محمود کو حیرت تہی کہ باوجود اوسکے کہنے سے لگے اسوقت تک اور کسی بہادر نے نکلنے کا نام نہیں لیا۔ اس خیال کو دل ہی میں رکہا اور التونتاش کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ آج پہر لڑائی میں تجہے جانیکی اجازت دینا ظلم ہے قسم ہے اس پروردگار عالم کی کہ اس ظلم کے مرتکب ہونیکے مقابل میں مجھے یہ گوارا ہے کہ میں خود اس کافر کے مقابلہ پر جاؤں اور ہاں تمہاری طرح مجہپر بہی تو جہاد فرض ہے اچہا تم ٹہیرو میں ہی اوس کافر کو اوسکے کفر کی سزا دینے جاتا ہوں۔ بادشاہ کی زبان سے یہ کلمہ سنتے ہی ہر شخص کے دل میں جوش آیا اور کئی افسر بڑہکر عرض کرنے لگے حضور جب تک ہم لوگ موجود ہیں اسوقت تک یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمارے سلطان کو ایسی تکلیف گوارا کرنا پڑے ہم جان نثار اوس روز زندہ ہونگے جسروز حضور میدان جنگ میں تنہا قدم نکالیں گے۔ اس کے بعد داؤد طائی نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور میں جانیکی اجازت طلب کرتا ہوں۔ اس بت پرست کو اگر خدا نے چاہا تو میرے ہی ہاتھ سے سزا ملیگی۔ سلطان نے داؤد کی درخواست منظور کی اور اگرچہ سادی وضع میں تہا مگر سامان درست کرکے بہت مستعدی کے ساتھ مقابلہ کو نکلا جسوقت تک داؤد میدان میں آئے ہندو بہادر نجیت سنگھ نے کئی بار اپنے مقابلہ کو مسلمانوں کو پکارا اور مسلمانوں کی طرف سے یہ سستی دیکھکر اس نے خیال کر لیا تہا کہ مسلمان میرے مقابلہ میں دبگئے مگر جب داؤد اوسکے مقابلہ پر آگیا تو پہلے اوس نے بہت غور سے اوسکے چہرہ کو دیکھا کہ خوف اور دہشت کے آثار تو نہیں پائے جاتے اس قسم کی کوئی علامت نہ پاکے وہ خود متحیر ہوگیا اور لڑائی کیواسطے آمادہ ہوگیا۔ اگر داؤد نے اپنی دہشت کو چہپایا ہوگا تو یوں ظاہر ہو جائیگا۔ مگر داؤد کیطرف سے خود اس سے زیادہ پہرتی اور مستعدی ظاہر ہوئی دونوں ایک دوسرے کی زبان سے نا آشنای محض تھے لہذا بغیر اسکے کہ کوئی کلمہ زبان سے نکلے لڑائی شروع ہوگئی تلواریں اسقدر تیزی سے کہینچ کہینچ کر [illegible] اسی تیزی سے پہر جہپٹ نہ آیا کہ دو تلواریں کہ ہر جاتی تہیں اور کمال پہرتی سے [illegible] دونوں

جنگ آزماؤن کو حیرت کی نظر سے دیکھتی رہیں کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ شمشیر زنی والی
چمک میں ایک سپاہی نمودار ہوئی حیرت آشنا نگاہوں کو دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سپاہی
اصل میں محمود کی ڈھال تھی اسکی تلوار ایک وار میں کچھ ایسی پڑی کہ جھٹ سے ٹوٹکر دو ٹکڑے
ہو گئی رنجیت کو یہ موقع نہایت عمدہ ہاتھ آیا اس نے برابر تلوار کے وار کرنے شروع کر دئے
مقابل میں ایسا سپاہی نہ تھا کہ اپنی تلوار ٹوٹ جانے پر بھی چرکا کھا جاتا ۔ اس لئے
اس پھرتی سے ڈھال ہاتھ میں لی کہ وہ دیر تک دیکھنے والونکو اسکی ڈھال ایک مستقبہ چیز
معلوم ہوتی رہی اس لڑائی نے ایک دلبستگی پیدا کر رکھی تھی جن لوگوں کے دل میں زیادہ
دہشت سمائی تھی اون کا بھی دل بہلگیا تھا اور ان دونون جانبازوں کی لڑائی کو بہت
بہت لطف سے دیکھ رہے تھے ۔ داؤد نے آخر اپنا نیزہ ہاتھ میں لیا ۔ نیزہ کی لڑائی میں
عرب لوگونکو عموماً زیادہ ملکہ ہوتا ہے اور گویا اس فن کو اس سرزمین والون نے اپنا
کر لیا ہے نیزے کے وار داؤد نے ایسی پھرتی سے اور کچھ اسطرح جلد جلد کئے کہ رنجیت سنگھ کو
ذرا پیچھے ہٹانا پڑا ۔ اس لئے کہ اس کے پاس نیزہ نہ تھا ۔ تھوڑی دیر اس نے اپنے کو بچایا
لیکن کچھ سوچ کے کمان ہاتھ میں لی اور داؤد پر تیر برسانے لگا ۔ داؤد نے اسکا خیال بھی نہ کیا
اسلئے کہ تیر کی لڑائی میں انسان وہ پھرتی نہیں دکھا سکتا جو نیزے اور تلوار میں دکھا
سکتا ہے اور اسی مجبوری سے رنجیت سنگھ کو بہت پیچھے ہٹنا پڑا تاکہ داؤد کی نیزہ بازی
سے محفوظ رہ سکے داؤد نے حملہ کر کے گھوڑا بڑھایا ہندو جانباز جو کو اور پیچھے ہٹنا پڑا
الغرض دلون میں چاہے جو کچھ ہو لیکن لڑائی کا ظاہری رنگ یہی بتا رہا تھا کہ
رنجیت سنگھ کو شکست ہو گئی اور داؤد اسکی طرف تعاقب کرتا اور بڑھا چلا جاتا ہے
اس سین نے دونون طرف کی فوجونکو بیتاب کر دیا ۔ ہندوؤں نے ارادہ کیا کہ پیچھے
افسر کو بچائیں اور اوسکی مدد کریں مسلمان کو [illegible]
سے زیادہ دوسہو کر ہندوؤں کے ہجوم میں گھس [illegible] قیامت کا
مقدمہ تھا دونوں فوجیں بڑھیں اور ایک عام حملہ ہو گیا ۔ طبل جنگ [illegible]
[illegible] کی ضرب نے لگا کہ قیامت آگئی خود [illegible] اور [illegible] گھوڑے

ابھی ان میں یہ خیالات ذہن میں تھے کہ دونوں فوجیں گتھ گئیں اور لڑائی کا خونریز تماشا دلیروں
کے نقش ہستی مٹانے لگا ... میدان میں پہونچکر سپاہیوں اور افسروں کی
طرف خطاب کر کے یہ کلمات کہے اے بہادران اسلام اے جانبازان ترک و عرب
خوشی کا وقت آگیا جنت کے دروازے کھل گئے۔ جہاد کے شوق میں سب کے
سب بڑھ چلو ... آواز آرہی ہے کہ حوریں تمہیں مشتاقوں سے بلا رہی ہیں۔ خداوند عالم
تمہاری جان بازیوں کی قدر اور اجر خیر دینے کی نگاہوں سے دیکھ رہا ہے اسکا کلام تمہارے
دلوں میں ہے اسکو اپنا شعار بناؤ آج خدا کے نام پر مٹ جاؤ اور جو کوئی اس کار خیر میں
مزاحم ہو اسے کاٹ کر ڈال دو چونکہ تم خدائے تعالیٰ کا کام کر رہے ہو لہذا وہی خداوند عالم
تمہاری مدد کریگا اور تمہاری تلوار میں وہ اثر پیدا کریگا اس سرزمین میں تم کسی کے
چھپائے چھپ نہیں سکتے۔ تمہیں کوئی مددگار نہیں مل سکتا۔ تمہاری توحید کو برباد کرنے
والے ہر جگہ کثرت سے موجود ہیں یہ شہر بت پرستوں مشرکوں اور اسلام کے خلاف لڑائی میں بٹہ
لگانیوالوں سے آباد ہے ایسے مقام پر تم صرف اپنی جرات تمہیں نہیں تو یہ صرف خدا
کے فضل و کرم سے بھروسا کر سکتے ہو بڑھو اے مسلمانوں بڑھو اسلام کو اس سرزمین پر
رواج دو توحید کی حکومت قائم کرو اس خلاق عالم کی حکومت قائم کرو اور اسکے ہر دلعزیز
پیغام کو ... جلال تمہاری تلواروں بلکہ تمہاری ضرب سے نمودار ہوا کرتا ہے اتنا
کہہ کر سلطان نے اپنا گھوڑا لڑائی کے میدان میں آگے بڑھایا۔ یہ تقریر سنتے ہی مسلمان
کے حوصلے بڑھ گئے اور انکا جوش تازہ ہو گیا۔ انہوں نے ایک ساتھ حملہ کر دیا کل کیطرح
آج تھوڑی تھوڑی فوجیں مقابلہ کو نہیں بڑھی ہیں بلکہ آج تمامی اسلامی فوج نے یورش
کر دی ہے مسلمانوں کا جوش و خروش دیکھکر ہندوؤں کے بہادر فرمانروا مہاراجہ اجمیر
نے بھی اپنے سواروں کے حوصلے بڑھائے اور خود مع اپنے بڑے آزمودہ افسروں اور سرداروں
کے میدان جنگ میں نکلا۔ اسکی تقریر بھی نہایت موثر تھی ہر ہندو سپاہی دل میں بخوبی
سمجھ گیا تھا کہ مسلمان کتنے بڑے ظالم ہیں راجہ نے یہ بات سبکے ذہن نشین کر دی تھی
کہ مسلمان انتہا سے زیادہ ظالم ہیں۔ انکی غرض اس سرزمین کی حکومت ہی نہیں ہے کہ

شاید کبھی ان سے عدل و داد کی امید کی جا سکے بلکہ وہ صرف ہندو مذہب کو ذلیل کرکے بتوں کی بےحرمتی کرکے اپنا دل ٹھنڈا کرنے اور لوٹ مار کرکے ہندو باہوش اور باعصمت عورتوں کا زیور اور شاہی خزانوں کے جواہرات لوٹکر اپنی مٹھیاں گرمانے چلے آئے ہیں یہ لوٹیرے ہیں صرف رہزنی اور محض ڈاکہ زنی انکا کام ہے۔ اگرچہ شاہی قوت انکے ساتھ ہے مگر دراصل یہ لوگ ڈاکو قزاق ہیں الغرض دونوں طرف کی فوجیں پورا جوش تھا۔ سپاہی میدان جنگ میں کود پڑے اور لڑائی اس سختی سے ہونے لگی اور ایسا مہیب منظر میدان میں پیدا ہو گیا کہ دیکھنے والوں کے دل کانپ اوٹھے وہی بہادر تھے جو معرکہ جنگ میں اپنے مقابل کے لوگوں سے لڑنے میں مشغول تھے اور کسی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے مگر عمروں کے اختتام کا زمانہ سروں پر آگیا تھا آہ! ایسے ایسے قوی ہیکل اور تندرست ایسے ایسے خوبرو اور پری جمال دنیا سے رخصت ہو رہے تھے اور اس بیکسی اور بےبسی سے کہ نہ کوئی انکے اوٹھانیوالے اور نہ کوئی انکے سرہانے بیٹھ کے رونیوالے نظر آتے تھے اونکی وہ شادی بیاہیاں جو انکے ساتھ زندہ جلکر خاک ہو جانا بخوشی خاطر گوارا کر لیا کرتی تھیں۔ لاشوں کو دشمنوں میں گرا ہوا دیکھکر لپٹے آنچے ہوئے دلکو ہاتھوں سے دبائے بیٹھی تھیں لاشوں کے دشمن مردار خوار جانور بھی لڑائی کے ہجوم میں اتنا موقع نہیں پاتے تھے کہ اونکے جسموں پر بیٹھ کر اپنا پیٹ بھریں کوئی اتنا بھی نہیں دیکھتا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے گرنے والے بالکل جان دے گئے ہیں یا انمیں کچھ دم باقی ہے چاہے جس حال میں ہوں حملہ آور فوجیں اونکو روندتی ہوئی بڑھتی ہیں اور تیز رو گھوڑے اونکو کچلتے ہوئے جاتے ہیں غرضکہ زندہ ہوں تو بھی ان صدمات اور مصائب میں مبتلا ہو کر دم بھر میں دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

لڑائی نے بہت طول کھینچا اسکے پیشتر داؤد طائی اور رنجیت سنگھ کی لڑائی میں دن کے گیارہ بجگئے تھے۔ اب دونوں طرف کے حملہ آوروں نے اتنی دیر تک یکساں بہادری سے کام لیا کہ تین بجگئے ہیں اور لڑائی اسی معمولی حیثیت اور اسی جوش و خروش کے ساتھ جاری ہے کوئی شخص میدان جنگ سے ہٹنے کا نام نہیں لیتا اور کیونکر ہٹیں ہر شخص نے اپنے دل

یہی منصوبہ ٹھیرالیا گیا کہ یا تو فتح ہوئی ورنہ یہاں سے مر کر جائینگے۔
ہندو فوج کے بہادر سپہ سالار جے رام نے اس موقع پر ایک اور آخری کوشش کی اوسنے
اپنی ہمراہی کے لیے دس ہزار فوج سے منتخب کرکے الگ کر لیے میدان جنگ سے
پیچھے ہٹکر پہاڑیوں کے دامن میں چھپ گیا اور پوشیدہ ہی پوشیدہ چکر کھا کر اور پہاڑیوں کے
دامنوں کو طے کر کے بائیں طرف سے ناگاہ نمودار ہو کر اس طرف یکبارگی حملہ کر کے میدان
جنگ میں کود آئے گویا تازہ دم فوج ہندوؤں کی مدد کو آگئی۔ ان بہادروں نے حملہ
کرتے وقت زور سے مہاراجہ اجمیر شہ کی جے کا نعرہ بلند کیا اور لڑائی کے میدان میں پہنچ کر اپنے
گھوڑوں کی تیز روی دکھانے لگے بعد جے رام کے اس حملہ نے اہل اسلام پر بڑا اثر کیا بیشک
انکے دل تھوڑے ہو گئے تھے اور لشکر میں تھوڑی لغزش ہونے لگی مگر ایک طرف التونتاش نے
دوسری طرف سے داؤد طائی اور درمیان سے خود سلطان محمود نے اپنے دلیر اور
بہادروں کے یکبارگی حملہ کر دیا اور ایسا حملہ کیا کہ تمام سلمانوں نے بھی یکبارگی چونک کے
اپنے دشمنوں پر ایک زور کا حملہ کیا "اللہ اکبر" کے نعرے بہت زور سے بلند ہوئے اور
لڑائی کی آگ سے دیکھنے والوں کو محسوس طور پر آگ کی چنگاریاں اڑتی نظر آنے لگیں سلطان
نے ایک تدبیر اور کی جو زیادہ مفید ثابت ہوئی اسلامی لشکر میں سے چار ہزار تیر انداز جو
سب سے بہتر اپنی تیر زنی کا جوہر دکھاتے تھے انکو حملہ آوروں سے علیحدہ کیا اور ایک پہاڑ
کے دامن میں انکی کئی صفیں کر کے قائم کیا۔ یہ لوگ کسی قدر چکر کھا کر تیر باری کرتے
ہوئے بڑھے انہوں نے ایک موقع منتخب کر لیا جہاں سے سلمانوں کو بچا کر ان تیروں کا
نشانہ صرف ہندوؤں کو بنا سکتے تھے۔ ان لوگوں کے تیروں نے واقعی بڑا اثر کیا جو لوگ
سلمان حملہ آوروں کی لڑائی میں مشغول ہونا چاہتے تھے اونمیں سے اکثر کو تیر مار کر گرا
دیتے تھے اور جو زندہ بچے تھے انکو سوا بھاگنے اور بھاگ کر جان بچانے کے اور کوئی صورت
میں مفر نہ تھا تیروں نے ہندوؤں نے بڑے صبر اور استقلال سے کام لیا۔ لیکن ایک
عالمگیر مرگ مفاجات کا اونکے پاس کیا علاج تھا۔ وہ بہت ہی پریشان ہوکر ادھر ادھر
گھبرائے پھرتے تھے۔ خود مہاراجہ اجمیر شہ اور اسکا بہادر فوجی افسر جے رام دونوں فکر میں تھے

کہ کیا کریں مگر باوجود ہر طرح کی پریشانی کے دونوں نہایت بہادری سے مقابلہ کر رہے تھے اور برابر لڑنے پر آمادہ کر رہے تھے۔ اب آفتاب غروب ہونیکے قریب پہونچا طیور جو لڑائی کا ہنگامہ دیکھکر اوڑ گئے تھے اور ادھر ادھر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اب شام ہوتے دیکھکر اپنے اپنے نشیمنوں اور آشیانوں کے ارادے سے اڑ اڑ کر آ رہے تھے اور کہیں ٹھہرنے کی جگہ نہ پاکر سیاہ [illegible] کے فضا میں ادھر اودھر دوڑنے لگتے تھے
اس تیر بارش نے مسلمانوں کے سپاہیوں پر اس آخر وقت نے دور انتشار طاری کر دیا مسلمانوں کا جہاندیدہ افسر داؤد طائی جو پہلے پہل میدان میں نکلا تھا ہندؤں کی اس حالت کو بخوبی سمجھ گیا اور انکی بزدلی کا مضمون انکی چہرے سے پڑھ لیا اس نے اپنے سواروں کو یک بیک اوبھارا اور نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے زور سے ایک آخری حملہ کر دیا اس حملے نے ہندؤں کے قدم اکھاڑ دیے اور سب گروہ تو جم کر لڑتے رہے مگر دو رسالے جو بائیں جانب دیر سے بدحواس ہو رہے تھے اور داؤد کے سواروں کا زیادہ دباؤ ان ہی پر پڑا تھا اون سے نہ ٹھیرا گیا اور فورًا بھاگ کھڑے ہوئے بہادر جے رام انکے قریب آیا اور انکو سنبھالنے لگا لیکن اون کا سنبھالنا تو درکنار جے رام کے ساتھی جنھوں نے وسط فوج کو زیادہ مضبوط کر رکھا تھا انکے بھی قدم اکھڑ گئے دیگر افسران لوگوں کے روکنے اور قائم رکھنے کی تدبیر ہی میں تھے کہ باقی حصہ فوج کا بھی اتنک مقابلہ کر رہا تھا اوسنے بھی بھاگنا شروع کیا الغرض فوج کچھ اسطرح بے استقلال اور بیدل ہوکر بھاگی کہ مہاراجہ اجمیر اور اسکے وفادار افسروں نے ہزار تدبیریں کیں مگر کچھ نہ ہو سکا۔ اگرچہ مسلمانوں کو موقعہ ملگیا تھا کہ تعاقب کر کے اپنے حریفوں کا کام آج ہی تمام کر دیتے مگر انہوں نے خدا جانے تھک جانے سے یا نہیں معلوم کس سبب سے اونکا تعاقب نہیں کیا اپنے کیمپ میں جا کر ٹھیر گئے جنکے خیموں کی مستطیل قطاریں مسلمانوں کے لشکرگاہ سے قریب ہی دور تک پھیلی چلی گئی ہیں۔
سلطان محمود جب اپنے خیمہ کو چلا تو اسکی جلو میں مخلہ اور افسروں کے التونتاش بھی تھا سلطان نے اوسکی طرف متوجہ ہوکے کہا التونتاش آجکی لڑائی تو نے دیکھی میں ہندؤں کے فوج سے اکثر لڑا مگر ایسے جانباز سپاہیوں سے لڑنیکا آجتک اتفاق نہیں ہوا

التونتاش۔ حضور آپ بہادر تو ضرور ہیں مگر سلطان بہادر نے غضب کا مقابلہ کیا اور ثابت قدم رہے
محمود۔ بیشک۔ مگر افسوس منصور کا پتہ نہیں اگر آج وہ ہوتا تو اوسکے حملے کے سامنے یہ کفار اتنی دیر بھی نہ ٹھیر سکتے۔
التونتاش۔ بجا ہے قطع نظر اس کے اگر منصور کے علم ہوتا ہے جوانمردوں کو درست بنا رکھا ہے
محمود۔ نہیں معلوم منصور کیا ہوا اور کہاں غائب ہو گیا۔
التونتاش۔ عساکر سلطانیہ اس مہم سے فراغت ہوئے تو منصور کی جستجو میں سرسری سی کوشش کیجائے۔ میرے خیال میں کل اس لڑائی کا اختتام ہو جائیگا۔
محمود۔ انشاء اللہ۔ دونوں یہ باتیں کرکے مع تمام افواج کیمپ کو روانہ ہوئے۔

سولھواں باب

اجمیری کیمپ

اگرچہ ہندوؤں نے معرکہ جنگ میں بڑی بہادریاں دکھائی تھیں خصوص افسروں نے اپنی قومی حمیت کا انتہائی جوش دکھایا تھا۔ لیکن لڑائی کا نتیجہ ایسا خراب ہوا تھا کہ جب راجہ دربار عام میں اور معزز اراکین دولت جب اپنی فرودگاہ کو پہونچے تو نہایت سست اور انتہا سے زیادہ مضمحل تھے راجہ کا یہ عالم تھا کہ غصہ اور صدمے کے مارے وہ لمبے لمبے سے گزرا جاتا تھا اس نے شاہی خیمہ میں داخل ہوتے ہی تھوڑی دیر تو انتظار کیا اور اسکے بعد تمام افسران فوجکو اپنی حضوری میں طلب کیا دربار اپنی قدیمی شان و شوکت سے قائم ہوگیا اور اراکین دولت اپنے اپنے قرینے سے مناسب مقامات پر آکے بیٹھ گئے۔ جب مقربان دولت جمع ہو گئے تو انکی طرف مخاطب ہو کر راجہ نے یہ کلمات کہے۔
راجہ۔ اجمیر کے والو تمہاری غیرت کہاں گئی۔ تمہاری جرأت کیا ہوئی وہ بڑے بڑے لمبے چوڑے دعوے جو اپنے دیش کے بچانیکے لئے تم کرتے رہتے تھے شکست کا خاص اپنے وطن اور گھر کے دروازے پر اغنیمت یہی ہوا کہ سلطان دن بھر کے تھکے تھے ورنہ اگر تمہارا تعاقب کرتے تو تم ہی بتاؤ کیا ہوتا۔ تم بھاگ کھڑے ہوتے ذلت اور بےعزتی کے ساتھ اپنی

استریوں اور اپنے بالکوں کو کس پر چھوڑ چلے تھے مسلمانوں کی عادت کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ
وہ اپنے دشمنوں کی شریف بہو بیٹیوں کو اپنی لونڈیاں بنا تے ہیں اور انکی بے عزتی کرتے ہیں
ایسی لڑکیوں کو پکڑ کر اپنے دیس میں لیجا کر بیچ ڈالتے ہیں جنکی زندگی غلامی اور ترکوں کی خدمت میں
بسر ہی کرتے گذر جاتی ہے اپنے خاندانوں کو تم اس لئے مسلمانوں کے سپرد کئے دیتے تھے مرنا
اچھا ہے اور یہ ذلت اچھی نہیں مگر یہ خیال شریف بہادر کو نہیں ہوتا ہے کیونکہ پھر تم نے بے غیرتی
[illegible] ایسی بے عزتی تم نے گوارا کرلی۔ میرا راج اگر کسی ہندو راجہ کے ہاتھ میں جاتا تو مجھے
بالکل افسوس نہ ہوتا اس لئے کہ وہ دھرم کی قدر کرتا اور عورتوں اور بچوں کی ایسی بے آبروئی
اوسکے ہاتھ سے نہ ہوتی افسوس تو یہی ہے کہ تم ان ذلیل لوگوں کے آگے بھاگ رہے ہو
جنکے دلمیں نہ شرافت کی قدر ہے نہ کسی عصمت کا خیال ہے خود ذلیل ہیں ویسا ہی ذلیل اور
سبکو بھی سمجھتے ہیں تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو ایسے ظالموں کے سپرد کئے جاتے تھے راجہ کی
پرجوش اور پرحسرت تقریر سنکے تمام لوگوں نے ندامت سے سر جھکا لیا ایک دریا میں سناٹا
رہا آخر ایک ناتی برہمن جو در [illegible] اعلیٰ درجہ کا شیر تھا اوٹھا اور راجہ کے [illegible]
[illegible] کہنے لگا [illegible] بہت بڑی غفلت ہوئی اور [illegible] لوگوں نے
بالکل اپنے نام [illegible] راضی ہے اب انکے دل میں غیرت پیدا [illegible] ہے
شاید [illegible] اور ملک [illegible] آگے سے بھاگ کھڑے ہوں کل
کیواسطے انکے [illegible] قسم لیجئے اور [illegible] کار نمایاں کر دکھاتے ہیں۔
راجہ۔ [illegible] دکھائیں گے۔ افسوس میری پیاری! وہ نازنین اور بہادر لڑکی موہنا
آج [illegible] تو مجھکو کسی بات کی پرواہ نہ ہوتی۔ جس روز سے اسکا پتہ نہیں اسدن
سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اب اجمیر کی قسمت الٹ گئی اور وہ زمانہ بہت نزدیک آنیوالا
ہے جب ظالم بے رحم بے حمیت [illegible] کی قدر نہ جاننے والے ترک آکر سارے دیس
سارے مندروں کو بھرشٹ کردینگے۔ [illegible] اور مجھے ان مصیبتوں میں [illegible]
کہتا ہوں تمہارے کئے کچھ نہ ہوگا۔ لیکن لے اجمیر کے [illegible] چاہیے جان [illegible]
کہ جس ذلت کو تم نے گوارا کرلیا ہے اور جس تباہی میں تم اجمیر کو [illegible] ذلت

اور تباہی تم دیکھو اور شوق سے دیکھو مگر مجھ سے نہ دیکھی جائیگی بدنصیبی اور مایوسی کی گھڑی سے پہلے ہی دنیا کو چھوڑ دونگا اگر دنیا مجھے نہ چھوڑیگی تو میں خود دامن جھٹک کے اسکو اپنے سے علیحدہ کر دونگا میں خود لڑائی اور خونریزی کے دریا میں کود دونگا اور دشمنوں کو [illegible] کرتے اپنی جان دونگا۔ افسوس اجمیر شریف کی تباہی کا وقت آگیا اور کسی وجہ سے نہیں صرف اس وجہ سے کہ اسکے دوستوں کے دل سے اسکی محبت [illegible] اتنا کہکے راجہ زار و قطار [illegible] شیر محمد راجہ کی یہ ایسی تقریریں اور آخر میں اسکی گریہ [illegible] دیکھکر لوگوں سے نہ رہا گیا سب راجہ کے قدموں پر گر پڑے اور سب [illegible] عرض کرنے لگے سری مہاراج آپ [illegible] نہیں ہم لوگوں میں سے جبتک ایک شخص کی جان باقی رہیگی اسوقت تک ممکن نہیں کہ ایک ملکش بھی اجمیر شریف کے پھاٹک پر قدم رکھ سکے۔ اگر ہمارے اس عہد پر [illegible] تو ہم اسکا ثبوت دوسرے موقع پر دے سکتے ہیں آخر [illegible] کارروائی ایک مہند و مہاراجہ کو کرنا چاہیئے وہ کر دینگے بھی ہم موجود ہیں ممکن ہے کہ ہم سب اپنی استریوں کو چتا میں بٹھا دیں اور جلا کر خاک کر دیں [illegible] جرأت سے رخصت کر دیں اور تلواریں ہاتھ میں لیکر نکل کھڑے ہوں اگر ایشر نے مدد کی تو آج [illegible] کا راج آپ ہی کے لئے ہوگا۔ ورنہ ہم سب حضور کے قدموں [illegible] کٹ کر مر جائینگے اجمیر شریف پر جس روز ظالموں کی حکومت ہوگی۔ اس روز ہم میں سے ایک بھی زندہ نہ ہوگا۔

راجہ۔ ابھی [illegible] کی ضرورت نہیں ابھی تو ہم اپنے شہر سے باہر مسلمانوں کا مقابلہ کر رہے ہیں ان باتوں کو اس دن کیلئے اٹھا رکھنا چاہیئے جس روز ہم اجمیر شریف میں محصور ہو کر فتح سے ناامید ہوں۔ ابھی ہمارے ساتھ کافی فوج موجود ہے اور اگر ہم دل کریں تو پوری جرأت کے ساتھ مقابلہ کر سکتے ہیں افسوس کی بات ہے کہ اسوقت تم بھاگ کھڑے ہوئے اور تم نے دشمنوں کو اپنے اوپر [illegible] کل کی لڑائی پر دارومدار ہے۔ اگر تم لوگوں نے پوری جرأت اور [illegible] سے کام لیا تو امید ہے کہ تم مسلمانوں کو قبل اسکے کہ وہ ہمیں اجمیر شریف کے برج اور اوس کے مندر دکھلائیں مار کر بھگا دوگے۔

افسر- مہاراج کل ہم بتادینگے کہ حضور کے ان حملوں نے ہمپر کیا اثر کیا اور ہمارے دل اب کیسے بپھر گئے ہیں آپکی خطا معاف فرمائیں اور کل ہماری بہادری اور ہماری تقدیر کا امتحان کریں راجہ- مجھے اپنی موہنا یاد آتی ہے وہ شریف تھی اور بہادر تھی اگر وہ ہوتی تو مجھے لڑائی کیطرف سے نا امیدی نہ ہوتی اسکی بہادری اور سپہگری کی دور دور شہرت تھی اور شاید اسکے ذریعے سے مسلمان مجھسے صلح بھی کرسکتے ہیں نہیں معلوم کہ اسے کیا صدمہ پہنچا کہ وہ چلی گئی اور خدا جانے کہاں گئی اسکو میرے ساتھ بڑی محبت تھی مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اسنے مجھے کیوں چھوڑ دیا اسکے بعد راجہ اپنے وزیر کے بیٹے جے رام کیطرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا جے رام اگرچہ کل کی لڑائی میں تجھکو میں نے دیکھا کہ بڑی بہادری سے لڑتا رہا اور تو نے بہت خوبصورتی سے مقابلہ کیا جسوقت فوجیں لوگ بھاگنے لگے تھیں اسوقت تو ہی بہادری سے انکو روک رہا تھا اور مقابلہ پر آمادہ کرتا تھا مگر تو کیا کرسکتا تھا جبکہ سپہ سالار نے میدان جنگ چھوڑ دیا رنجیت سنگھ نے بھی پوری بہادری دکھائی اور تم لوگوں نے ذہن نشین کردیا کہ ہمارے دیس میں بڑے بڑے سورما اور بہادر سپاہی موجود ہیں کل کی لڑائی کا انتظام تمہی دونوں افسروں کے سپرد ہے۔

یہ کہکر راجہ نے تمام افسروں کو رخصت کیا اور خود خیمہ میں چلا گیا۔

جو خیالات راجہ نے اپنے افسروں کے سامنے ظاہر کیے تھے یہی خیالات تمام افسران نے ہر ایک سپاہی کے آگے بیان کئے سپاہی اپنی شکست پر نادم ہوتے تھے اور اپنی اوسوقت کی طبیعت پر جھنجھلاتے تھے اور غصہ کرتے تھے جب مسلمانوں کے سامنے سے انکے قدم ہٹ گئے تھے وہ رہ رہ کے غور کرتے تھے کہ کیا بات تھی مگر خود انکی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ انہیں حریف کے مقابلہ میں زک ملگئی اپنے نام اپنے دہرم اور دیش اور اپنے وطن کی حمایت میں جان دینا ہر شخص کا کوئی معمولی ہی خیال نہ تھا بلکہ ہر شخص نے اوسکو اپنا فرض کرلیا تھا۔

یہ رات ہندوؤں کی فوج میں عجیب رات تھی ایک مذہبی اور قومی غیرت کا جوش تھا کہ مجسم صورت نظر آرہی تھی لوگ سستاتا یا آرام کرنا بلکہ اثر کھانا تک بھولے ہوئے تھے اور ایسا جوش و خروش میں گذری کچھ افسروں ہی پر منحصر نہ تھا سپاہی ایک دوسرے کو غیرت دلاتا تھا

اور سمجھاتا تھا کہ آزادی اور قومی حمایت کتنی بڑی ضروری اور لازمی چیز ہے اسکے علاوہ
ایک قدرتی کارروائی یہ ہوگئی کہ خاص شہر اجمیر شریف میں اس شکست کی خبر پہنچی تو جتنے گھر تھے
سبھوں میں ایک کہرام مچگیا۔ معزز گھرانوں کی عورتیں خصوصاً چھتریوں کی وفادار عورتیں شہر سے
نکل کے لشکر گاہ میں گئیں جنہوں نے مردوں کو غیرت دلائی جو اپنے انتہائی جوش میں چلے ہوئے
دلکو حد سے زیادہ لعنت و ملامت کرنے لگیں اونہوں نے یہ انتہائی کلمہ کہا کہ اگر تم
سے اب مقابلہ نہیں ہوسکتا وطن اور دھرم درکنار تم اپنے بال بچوں کو نہیں بچا سکتے
تو کچھ پروا نہیں تم گھر میں بیٹھو ہم مسلمانوں کو مار کر اپنے ملک سے بھگا دینگے یہ تمام ایسی
باتیں تھیں جو ہو گئیں کہ اگرچہ ہندوؤں کے دل سست ہوگئے تھے اور انہیں اب مقابلہ کی تاب
نہیں رہی تھی مگر انکے دل پھر بڑھ گئے اور پوری قوت سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوگئے
مسلمانوں کو بھی شاید یہی خیال رہا ہوگا کہ ہم نے ہندوؤں کو پوری شکست دی پھر انمیں
پھر مقابلہ کی قوت نہ ہوگی۔ کل اجمیر شریف پر فتح و نصرت کے جھنڈے اوڑا دینگے جو جیالا
لوٹ مار کے زیادہ شایق تھے انکو خوشی تھی کہ کل اجمیر شریف کے خزانے اور مندروں
کے لوٹنے کا موقع ملیگا۔ مگر انکے خیالات اب صرف دل ہی دل میں تھے اصل میں وہ
ہندو جو شکست کھا چکے تھے دل میں مرتے نہیں ہیں اب صبح کو تقدیر کا آخری کھیل کھیلیں گے
اور دیکھنا ہے کہ [illegible] وہ کس قدر مضبوط ہیں۔ واقعی اس بات کا [illegible] دیکھنے کے قابل تھا
[illegible] تھی جب [illegible] اپنے حوصلے اور اپنی حیثیت کے موافق
اقتباس نور کر رہے تھے تارے [illegible] چھپ گئے تھے اور جو اپنی خمار آلودہ اور
دھندلی آنکھیں کھولے ہوئے تھے۔ ان ہی رفتار پر رات کے گذرنے کا اندازہ کیا جاتا ہے
مذہبی پرجوش فوجوں کے سپاہی بار بار آنکھ اوٹھا کے ان تاروں کی صورت دیکھ لیتے تھے کہ
مذہبی فرائض کے ادا کرنے کا وقت آیا یا نہیں ہندو اسیطرح دیوتاؤں کی پرستش کی ابتدا
میں سرگرم [illegible] تھے جسطرح مسلمانوں کو صلوۃ فجر کی ابتدائی اور مقبولیت کے وقت کا
انتظار تھا [illegible] میں جوش شجاعت اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اونہیں سب چیزیں بھول گئی
تھیں اور صرف اس امر کے انتظار میں ایک بیقراری تھی کہ کسی طرح صبح ہو تو پھر بہادری اور

جانبازی کا تماشا دیکھنے اور دکھانے کا موقع ملے ایسی پرجوش اور پرشوق تو موہنر اس
نورانی رات کے چاند کی شعاعیں پڑ رہی تھیں کہ سنگستانی ٹیلے گما گئے اور دیگر پہلوؤں
پر واقع ہونے والے جنگل ان تمام چیزوں کا مجموعی سماں دیکھنے کے قابل ہے رات
کے جوش میں وہ جوگی جو ایک ذلیل اور ننگ مندر میں سکونت پذیر تھے اپنی موثر
اور سریلی آوازیں [illegible] قادر مطلق کی تعریف میں بھجن گانے لگے رات کے سناٹے
میں انکی پاٹ دار آوازیں فضائے عالم کا زیادہ حصہ طے کر جاتی تھیں واقعی اسوقت
کے سُر میں انکی [illegible] نے ایک روح پھونک دی تھی کہ درندوں کی آوازیں جنگل سے
آنا موقوف ہو گئیں دونوں لشکروں میں جو معمولی شور اور ہنگامہ تھا وہ بھی موقوف
ہو چلا اور سب ذوق و شوق کے ساتھ انکی غزل سن سنکے بیتاب ہونے لگے جسطرح عرب کے
ریگستانوں میں رات کو اونٹوں کی رفتار شتر نغموں سے تیز ہو جاتی ہے اسیطرح یہاں اہل فوج کے
خواصوں کی رفتار جوگیوں کی موثر آوازوں سے ساعت بساعت زیادہ ترقی کرتی جاتی تھی
سلطان محمود غزنوی اپنے لشکر میں آئے تھوڑی دیر تو اہل فوج کو آرام لینے کا موقع دیا
اسکے بعد ایک دربار مرتب کیا یہ دربار عشا کی نماز پڑھنے کے بعد مرتب کیا چند منجم جو ساتھ
تھے اونہوں نے لڑائی کے متعلق کچھ حکم لگائے اگرچہ وہ حکم سلطانی افواج کے حق میں بھی
مفید تھے مگر محمود غزنوی کے خیالات دینی تعلیموں کے واسطے موافق نہ تھے کہ اسنے ان منجموں کو سخت تنبیہ
دین میں یہ وہ باتیں تھیں جنکی بنا [illegible] محمود کو سخت [illegible] واقعی [illegible]
کے خیالات ان ساحرانہ کرتوں کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے محمود نے [illegible] کو
مبارکباد دی اور خوشخبری سنائی [illegible] نوبت نہ آئیگی اور ہماری اسلامی پھریرے
اجمیر کے اونچے کلسوں اور شاہی محلوں اور قلعہ کے اونچے برجوں پر اڑ رہے
ہونگے کل دنیا ہمارا استقبال کریگی اور عقبی میں بھی ہم اپنی سرخروئی کا تمغہ حاصل
کر سکیں گے۔ حوریں ہماری آرزومند ہونگی۔ جنت کے دروازے شہدا کے
واسطے کھلجائیں گے جو خدا کی طرف سے ہمیں ہدیہ اور ہماری شمشیر زنی اور جانبازی
کا صلہ ہوگی۔ سلطان کی اس تقریر اور انکے خیالات سے ہر مسلمان کے دلمیں وہ

آبائی اور اسلامی فیلنگ تازہ ہوگئی جس کے اکثر سپاہیوں میں مسلمانوں کو بہت جوش و شوق تھا لگوا دیا ہے۔ تمام حاضرین دربار نے سلطان کو مضبوطی کے ساتھ یقین دلایا کہ چاہے جو کچھ ہو وہ جبتک اپنی غرض حاصل نہ کرلین گے میدان سے یا تو فتح و نصرت اور یا شہادت اور موت یہ ایک خیال ہے۔ جو نہایت گہرے حرفون سے لوگونمیں ہر شخص کے دلپر نقش ہوگیا سلطان نے آخر یہ بھی کہا کہ تم لوگونکی بہادری اور جرأت کا میں معترف ہون مگر مجھے اسکا خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی کامیابی اور فتح کے دہوکے میں رہو اور تقدیر تمکو دہوکا دیدے بہت سے بہادر اور فتحمند لوگون کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی فتح کے دہوکے میں رہے اور انکے دشمنون نے انکو اسی غفلت میں ڈالکر خود کامیاب ہو جانے اور تقدیر کا پانسہ پلٹ دینے کا موقع پالیا بہادر و فتح کرنا دشوار ہے مگر اُس فتح کو سنبھالے رکھنا اور آخر تک کامیاب رہنا زیادہ دشوار ہے اہل اسلام اور اے میرے فتحمند افسرو تمہیں تاکید کرکے اور خدا و رسول کا واسطہ دلاکے کہتا ہون کہ جس دل سے آج تم صبحکو میدان جنگ میں گئے تھے ویسے ہی پرجوش اور پرشوق دل اور ویسے ہی جانبازی کے خیال اور ارادے سے تم کل صبح بھی میدان میں نکلنا۔ الغرض سلطان نے بھی اپنے سپاہیون کے دلمیں ان الفاظ سے ایک تازہ جوش پیدا کردیا تھا۔ سلطان اور شاہنشاہ کی کاروائی اور دونوں حریفونکی آمادگی اور مستعدی کو ہمارے قصہ کا دیکھنے والا اندازہ کرسکتا ہے کہ دوسرے روز قیامت کبری کا خوف ہے دونوں فریق کے جنگجویون کو جوش و خروش نے ذرہ بھی آرام سے نہ رہنے دیا تھا کہ صبح کا سفیدہ نمودار ہوا جسکے ساتھ ہی اُدھر اذان کی آواز آئی اور اُدھر ناقوس اور شنکھونکا شور بلند ہوا۔

ستر ہواں باب

لڑائی اور تمام واقعات کا نتیجہ

صبح ہوئی اور صرف مسلمان و ہندو ہی اپنی مذہبی عبادات میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ طیور نے بھی اوس خداوند مطلق کی بے نیازی اور شاہنشاہ عظمی کی تعریف اپنے چھوٹے اور میٹھے ترانون سے ادا کرنا شروع کیا نماز و عبادات سے فراغت ہو [illegible]

عالم کے مخفی اور پوشیدہ چہروں پر سے تاریکی کا پردہ اوٹھنے لگا اور سب کو اس امر کا موقع ملنے لگا کہ لڑائی کے لیے تمام باتوں کا سامان کر لیا۔

یکایک دونوں طرف تیاری فوج کے حکم دینے والے باجوں کی آوازیں آئیں۔ ہر شخص خواہ پیادہ ہو یا سوار دل اوس نے سویرا ہو پہنچنے والے دن کے پورے نیر گرد کا خیال کر کے ایک جھرجھری لی۔ دونوں حریف لشکر انھوں نے بھی ایک حسرت دیم نگاہ سے اس آخر شب کے آسمان اور ان رخصت ہونے والے اور اتری صورت والے تاروں کی صورت دیکھی کہ شاید آئندہ تقدیر کی وضع نظر آجائے۔ گو خیالات میں ایسی تغیر تھے لیکن ظاہری وضع میں ہر شخص انتہائی جرأت کے نمونے دکھا رہا تھا۔ دونوں طرف کے جھنڈے بلند کیے گئے اور جوش و مسرت کے نعرے گونجنے لگے فرودگاہ اور لشکر گاہ کے آگے جو میدان پڑا ہوا ہے اسمیں بہت جلد صفوف جنگ مرتب ہونے لگیں۔ ہر شخص اس امر کا خیال تھا کہ جس طرح ہو [illegible] کو العزام و انتظام سے فراغت ہو جائے افسر صفوں کے آگے گھوڑے دوڑا دوڑا کر کلمات رجز یا واز بلند کہ کہا کر اپنے ہمراہیوں کا دل ابھارنے لگے ہندو کی فوجیں ابھی پوری طرح مرتب نہ ہونے پائی تھیں کہ مہاراجہ اجمیر جو فتح سے زیادہ اپنی موت کا خواستگار تھا میدان جنگ میں آیا برہنہ تلوار اسکے ہاتھ میں تھی اور اس سے اشارے کر کے اپنی ہر سپاہی کا دل بڑھا رہا ہے سلنے ہر شخص یقین دلایا کہ اگر فتح ہوئی تو اوسکا راجہ بھی زندہ ہے اگر اجمیر کے سپاہیوں سے بنام ہو کر ذلت کے ساتھ اپنے گھروں میں واپس آنا چاہا تو یہ سب یقین کر لیں کہ وہ راجہ کو پھر اپنے شہر میں نہ پائیں گے اس خیال نے سب کے حوصلے بڑھا دئے ہیں ہر ایک کو موت کا آرزومند بنا دیا۔ دوسری طرف سلطان محمود غزنوی گھوڑا بڑھاتے ہوئے آیا اور اپنی صفوں کے آگے اپنا نیزہ گاڑ کر ٹھیر گیا پھر اپنے فوج کے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا اے [illegible] تم کہیں سفید نیزہ کہاں گاڑ دیا ہے؟ سفید سنت عربی [illegible] مبارک امر برگزیدہ دین اسلام کا مرکز ہے۔ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس لڑائی کو صرف جہاد سمجھتا ہوں۔ میری غرض اس فوج کشی سے ملک گیری اور دنیاوی جاہ و حشمت ہرگز

نہیں ہے۔ جو غرض ایک مجاہد کی جہاد میں ہوتی ہے۔ وہی غرض میری اس لڑائی میں ہے۔ بتوں کو توڑنا۔ کفر کو مغلوب کرنا اور اعلان کلمۃ اللہ کا چاہتا ہوں۔ تمہارا بادشاہ بنکر لڑائی میں تمہارا حکمران تم ہونگا بلکہ میں تمہارا بھائی بنکر لڑائی کے سمندر میں کودونگا اور جہاد اور استرار نفس میں جتنا حصہ ثواب کا تم لینا چاہتے ہو اتنا ہی لوگے ان کلمات نے عساکر اسلامیہ میں ایک رشک انگیز حالت پیدا کر دی اور ہر شخص مارنے مرنے پر تیار ہوگیا۔ پہلے راجہ اجمیر ہی کیطرف لڑائی کا نرسنگھا بجا جس سے اشارہ تھا کہ اب فوج کا انتظام ہو چکا لڑائی شروع ہوجائے۔ مسلمان گویا اسکے منتظر ہی تھے کہ انکی طرف بھی فوراً طبل جنگ بجنے لگا۔ دونوں طرف کی فوجیں ایک سکوت کے حالت میں بڑھنے لگیں سپاہیوں کے لئے یہ وقت بہ نسبت دیگر اوقات کے زیادہ نازک تھا شاید لڑائی کے شروع ہونیکے بعد دلوں میں وہ بیقراری اور اضطراب اور الجھن نہ ہو جو اس وقت ہوتی ہے ہر شخص اپنے دل سے بار بار بیقرار ہو کر یہ سوال کرتا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ مگر تقدیر کچھ جواب نہ دیتی تھی اسکا جواب نہ ملنے سے جو الجھن دلمیں پیدا ہوتی تھی جوں جوں صفیں قریب ہوتی تھیں اور بڑھتی جاتی تھیں ایک بیتابی کا اثر دل میں ترقی کرتا جاتا تھا یہی وقت ہے کہ بڑے بڑے جوانمرد ایسے وقت میں دل ہار دیا کرتے ہیں [illegible] لڑائی [illegible] ہو چکنے کے [illegible] اور ایک قسم کی یکسوئی بھی ہوجاتی ہے [illegible] کی غلبہ دیکھی ہے مگر [illegible] ایک عجیب اضطراب و یاس کے عالم میں ہوتا ہے جبتک سپاہی کی زمین پر پہونچ نہ جائے [illegible] مگر پہونچنے کے بعد جو کچھ گذرتی ہے اسکو نفس کسی نہ کسی طرح [illegible] ہے غرض دونوں [illegible] ہوگیا پہلے تیر [illegible] اور آخر میں تلواریں چلیں لڑائی کی ابتدا ہندوؤں نے بڑی بہادری سے شروع کی اور وہ ثابت کر رہے تھے کہ واقعی وطنی محبت کا جوش [illegible] سے ہیجان میں ہے انہوں نے اپنے پہلے حملے میں بہت سختی اور بیباکی سے مسلمانوں پر شمشیر زنی کے جوہر دکھائے مسلمان کا ایک رسالہ [illegible] کمال کیا۔ داؤد طائی جو سواروں کا افسر تھا اسنے اس رسالہ کے ساتھ ہندوؤں کی اس حصہ فوج پر حملہ کر دیا جسمیں خود راجہ اجمیر بھی جلوہ افروز تھا ہندوؤں [illegible] کوشش کی مگر مسلمان سواروں نے ایسا

سخت حملہ کیا تھا کہ وہ کسی طرف نہ رک سکے بلکہ جس قدر سپاہی وہ مسلمانونکو پیچھے ہٹاتے گئے
تھے اوس سے زیادہ خود ہٹ گئے راجہ نے اپنی فوج کے لوگون کو بہت روکا لیکن اونکی یہ
کیفیت تھی کہ دل کڑا کرکے ٹھہرتے تھے لیکن نہین معلوم وہ کیونکر دیکھتے تھے کہ مسلمان
سوار اور آگے بڑھ آئے جس کی وجہ سے مجبوراً کسی نہ کسی قدر پیچھے ہی ہٹ جانا پڑتا
تھا. رنجیت سنگھ نے اپنے سوارون کے ساتھ ان مسلمانون پر حملہ کیا اور بہت سخت لڑائی ہونے لگی
ان دونون طرف کے سوارونکی لڑائی نے دم بھر مین بہت سی جان کا فیصلہ کردیا اور ہزار ہا
آدمی اوس عالم کو چلے گئے جسکو اپنے اعتقاد مین وہ اپنی حسن خدمات کا انعام گاہ خیال کرتے
ہین جسوقت کہ لڑائی زور و شور پر تھی اور جسوقت کہ ہندو اور مسلمان ایسے کسی کو اپنے پرائے کا
بالکل ہوش نہ تھا اسوقت اجیر شہ کے بہادر اور نوجوان نامور جے رام نے روز گذشتہ کیطرح
پھر کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور لوگون کی نظرین بچاکر اس ہولناک معرکہ سے غائب ہوگیا ہمارے دوست
یہ نہ سمجھین کہ وہ بھاگ گیا نہین اوس نے کامیابی کی ترکیب نکالی کہ تھوڑی فوج لیکر پشت کیجانب
واقع ہونے والی پہاڑیون مین گیا اور وہان سے اوس نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایک بہت بڑا چکر
لگایا اور پہاڑیون ہی پہاڑیون جاتے جاتے اوس مقام پر پہونچگیا جہان پر جہان ان جوگیون
کا جھونپڑا تھا اوس جھونپڑے کے قریب پہاڑی کے دامن مین کھڑے ہوکر اوس نے اپنے سوارونکو
تین حصون پر تقسیم کیا ایک حصہ فوجکو اوس نے زیادہ شمال کیجانب بڑھادیا تاکہ مسلمانون
کی پشت کی طرف سے وہ لوگ نمودار ہون اور ایک حصہ اوس نے اپنے ساتھ لیا اور ایک حصہ
کو پہلے دوسرے حصہ کے درمیان مین مقرر کیا اور ارادہ کیا کہ تینون گروہ ایک ساتھ مسلمانونپر
ٹوٹ پڑین تاکہ مسلمانون مین یک بیک ایسا اضطراب پیدا ہو کہ انکے قدم اوکھڑ جائین ہر
حصہ فوج مین ایک سنکھ بجانیوالا ساتھ تھا اور سنکھ کی آواز حملہ کرنیکی پہچان تھی تاکہ ایک گروہ
کے حملہ کی دوسرے گروہ کو فوراً خبر ہوجائے جے رام نے یہ انتظام کرنیکے بعد دونون
حصون کو اپنے اپنے مقام پر روانہ کردیا اور حکم دیا کہ کسی مخفی جگہ کو کمینگاہ مقرر کرلین اور وہان
اسوقت تک چھپے بیٹھے رہین کہ جبتک خود جے رام کی طرف سے سنکھ کی آواز سن لین دونون
گروہ اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوگئے جے رام اصل مین بڑا بہادر شخص تھا اور اوس کے

خیالات اجمیر شاہ کی حفاظت مین کل بہادرون سے زیادہ پرجوش تھے اوسنے اپنے سوارونکو ایک مقام پر ٹھہرایا اور خود تنہا روانہ ہوا کہ کسی مقام سے چھپکر لڑائی کا تماشا دیکھے اور اندازہ کرے کہ سپاہی کیسی لڑائی لڑ رہے ہین اور مسلمانون کا استقلال کیسا ہے اسی ضمن مین اوسکا یہ بھی مقصد تھا کہ خود حملہ کرنے کے لئے مناسب وقت اور مناسب موقع تجویز کرے اس کے سوار اطمینان سے پہاڑیون کے درہ مین خاموش کھڑے ہین اور وہ آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے سلطان محمود کے سپاہیون سے اگرچہ کارروائی بالکل مخفی رکھی گئی تھی اس قسم کا حملہ جو گذشتہ روز کی لڑائی مین جے رام کیطرف سے کیا گیا تھا اوسکا حال اگرچہ پہلے نہین معلوم ہوا تھا لیکن رات کو جب سلمان جنگجو پلٹ کر اپنے خیمے مین آئے تھے اوسوقت انہین بعض جاسوسون سے اور دو چار ہندوون سے جنکو کامیاب مسلمانون نے گرفتار کر لیا تھا. معلوم ہو گیا تھا کہ جے رام کتنا بڑا بہادر اور ہوشیار سپاہی ہے اور اوس نے اپنی کامیابی کیواسطے کس خاموشی سے کچھ فوج الگ کر کے پہاڑیون کے اندر سے یک بیک کیسا حملہ کیا تھا آج ابتدائے جنگ سے مسلمانون کے ہوشیار افسر جے رام کی حالتون کو دیکھتے رہے تھے جسوقت آج وہ اپنی فوج سے علیحدہ ہوا تھا اوس وقت گو کہ مسلمانون نے اپنی طرف اس امر کا بالکل ثبوت نہین دیا کہ وہ جے رام کے جانے اور روانہ ہونیکو سمجھ گئے اور انہون نے اسکو اپنی فوج سے علیحدہ ہوتے دیکھ لیا مگر وہ درحقیقت ان باتونکو بخوبی جانتے تھے مسلمانون نے پوشیدہ ہی پوشیدہ ایسی تدبیر کر لی کہ جے رام کو آج کل کی طرح سے کامیاب نہونے دین انکا بہادر افسر التونتاش ہندوون کے ساتھ ہی اپنی ہی فوج دس ہزار سوار لیکر علیحدہ ہو گیا اور وہ بھی اوسی طرف روانہ ہوا جدھر جے رام گیا تھا اور اوسی طرح لوگونکی نظر بچا کر کہ ہندوونکو اوسکی خبر بھی نہوئی. گو ہماری نظر اسے دیکھ نہین رہی ہے. مگر ہم اس امر کا یقین کر لین کہ جے رام کے سپاہیونکے قریب ہی کہین وہ بھی چھپا ہوا بیٹھا ہوگا اور کسی ایسے موقع پر نکل پڑیگا کہ جے رام کی ساری ہوشیاری اور تمام تدبیرین بیکار ہو جائین زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ جے رام نے اپنی فوجکو تین حصون مین تقسیم کر کے ایک ہی حصہ اپنے ہمراہ لیا ہے باقی حصے دور دور بٹھا دیے ہین اور اپنے ساتھ اپنی فوج کم رکھی ہے. جو کسی طرح التونتاش کی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتی خراب دیکھئے کہ جے رام تن تنہا

لڑائی کا سمان دیکھنے چلا ہے وہ نہایت اور بہت اطمینان سے آ رہا ہے کبھی نشیب میں ہوتا ہے اور کبھی بلندی پر اس پہاڑی سے اس پہاڑی پر ہوتا ہے اس وادی سے گذر کر اس وادی کو طے کرتا ہے اس جھاڑی میں چھپا ہوا آتا ہے دوسری جھاڑی سے نکلکر کھلے میدان میں آ جاتا ہے پھر لپک کے دوسری جھاڑی کے دامن میں چھپ جاتا ہے اور اسنے وہ مقام بھی طے کیا جہاں پہاڑی فقیروں اور جوگیوں کا جھونپڑا ہے سن رسیدہ اور بوڑھا جوگی اپنے جھونپڑے سے نکل کر اوس کے قریب آتا ہے اور کہتا ہے بچہ تو لڑائی کا میدان چھوڑ کے یہاں آیا ہے

جے رام - آپ کو اس کوہستانی مقام کے حالات بخوبی معلوم ہونگے - کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے ہم مخفی طور پر بیٹھ کے لڑائی کا تماشہ دیکھ سکیں -

جوگی - (ایک مشرقی پہاڑی کی طرف اشارہ کرکے) دیکھئے اس پہاڑی کے درمیان میں وہ بڑی سی چٹان نظر آتی ہے اوسکے پہلو میں بیٹھ کے اگر کوئی دیکھے تو سارا میدان جنگ نظر آتا ہے -

جے رام - میں تو جاتا ہوں وہاں سے دیکھوں گا

جوگی اس کے بعد لپک کے جھونپڑے میں ہو رہا اور جے رام آگے بڑھا - راستہ کے نشیب و فراز کو سنبھل کر اور ٹھہر ٹھہر کے طے کر رہا تھا اوسکا شوق اوسے بہت تیز لیے جاتا تھا لیکن راستہ ایسا خراب تھا کہ گھوڑے کے جانے میں بڑی بڑی دقتیں پڑتی تھیں اور کسی طرح نہیں نکلنے بنتی تھی آخر جاتے جاتے ایسا مجبور ہوا کہ گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنے گھوڑے کو ایک درخت سے باندھدیا اور لپکتے بڑھا

جے رام روانہ ہوتے وقت بہت ہوشیاری سے کرتا گیا تھا کہ اپنے سواروں میں سے کچھ سواروں سے ایسے بلند مقام پر تعین کرے جہاں سے وہ اسکی حالت کو ہر وقت دیکھ سکتے تھے جے رام نے جسوقت گھوڑا چھوڑا ہے اوس وقت اوسکے ہمراہیوں کو بھی خبر معلوم ہوئی کہ اور بھی چند لوگ جائیں جو اوس کے ہمراہ موجود رہیں چنانچہ ان مخفی سواروں میں سے دس شخص روانہ ہوئے اور گھوڑا بڑھائے ہوئے چلے کہ جلدی سے اوس مقام تک پہونچ گئے جہاں جے رام نے گھوڑا چھوڑا ہے اپنے گھوڑے بھی چھوڑ دیں اور اوسکے پاس پہونچ جائیں جے رام برابر چلا جاتا تھا راستہ کی خرابیوں اور الجھنوں میں اس درجہ محو تھا کہ کسی اور

طرف نگاہ اٹھانیکی مہلت ہی نہ ملتی تھی - اوس سے ان لوگون کو بھی نہ دیکھا جو اس کی ہمدردی کیلئے چلے آتے تھے اور ابھی اس سے بہت دور تھے یکایک اوسکی گردن پر ایک کاری تلوار پڑی اور اوس کے ساتھ ہی آواز آئی تو نے مسلمان کے احسان بھلا دئے اور پھر ان ہی لوگون کو فریب دینے جاتا ہے جنہون نے قید کر کے اپنا غلام بنا کے چھوڑ دیا تھا جے رام کو سنتے ہی غصہ آگیا اوس نے بھی بغیر کسی قسم کا خیال کئے اپنے دشمن کیطرف مڑ کے دیکھا اور ساتھ ہی اپنی تلوار کا وار کیا - یہ تلوار اوس شخص کے شانے پر پڑی اور کاٹتی ہوئی سینہ تک اوتر گئی - لیکن اوسکی تلوار کا وار بھی ایسا کاری پڑا تھا کہ جے رام نے طیش مین آکر ایک وار تو کر دیا تھا لیکن ہنوز اوس کی تلوار حریف کے سینے مین اپنی جانستانی کا پورا طے کرنے نہین پائی تھی کہ وہ تیوراکے گرا اور گرتے ہی غش آگیا - دونون حریف پڑے تڑپ رہے تھے صرف فرق اتنا ہوا کہ جے رام تو ... اور اوسکے حریف نے دو چار ہی دفعہ کروٹین بدل کے جان دیدی - ... ابھی تک نہین معلوم کدھر سے دو نوجوان جوگی وہی جو سن رسیدہ جوگی کے مرید تھے شاید کسی طرف وہ چھپے ہوے تھے کہ یکایک اس ہیبت ناک سین مین پیدا ہو گئے - دونون شور کرتے ہوے نہین چلا کے روتے ہوے آئے انہون نے آتے ہی اپنی کفنیون سے تلوارین نکالین اور ... عنفوان شباب کی دلفریب صورتین ... کر کے جان نثار تخت ... خادم کو کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اگرچہ اونکی تلوارین اکثر ... پڑتی تھین اور ویسی پڑتی تھین لیکن اپنی ناکامی کی ضربون کا دوبارہ اعادہ کرتے رہے یہانتک کہ جے رام کی لاش کو بالکل کاٹکے ڈالدیا یہ نوجوان ہنوز اپنے اس ظالمانہ کام مین مشغول تھے کہ جے رام اس شہید قوم کے ہمدرد اور وفادار ہمراہی جو اسکی اعانت کو چلے تھے آپہونچے اونکی آنکھون مین دنیا تاریک ہو گئی انکو نہایت ہی مایوس حسرت و غضب کی آنکھون نے بتا دیا کہ اونکے مالک اور اونکے افسر کے شہید الوطنی قوم کے نہایت خوبصورت پھول اور نہایت ہی ... نوجوان ... کو وہ دیسی جوگی اپنی تلوار ظلم سے کاٹ رہے ہین اونہون نے طیش کھا کے ہوے ... سے حملہ کیا اور تین چار ہی وار ... مین نوجوان کا فیصلہ کر دیا اس ... کو اس

صفائی اور ایسے نہ رکنے والے حملوں سے کہ قبل اسکے کہ انکی زبان سے ایک لفظ بھی نکل سکے دونوں کی روح پرواز کر گئی - آہ یہ اندھیر ایسا خوفناک ایسا تھا کہ نہ سہی! اور بالکل نہیں معلوم کہ کیوں؟ اور کس بنا پر -

اجمیر شش کے حسرت نصیب سواروں نے اگرچہ اپنے دشمنوں کا فیصلہ کر دیا تھا لیکن انکے دلکی حسرت کیونکر نکل سکتی تھی - اپنے سردار کے قاتلوں کو انھوں نے قتل کیا اور کھڑے ہوکے نہایت بیتابی سے بڑا نالہ و زاری شروع کیا - یہ آواز اس پہاڑی میں گونجی دور تک پہونچی ناگہان بالکل پہلے جوگیوں کی طرح ایک نوجوان جوگی دوڑتا ہوا آیا اس نے نالہ کشی کرنے والے سواروں سے نہایت اضطراب کے لہجے میں پوچھا کیا ہوا اسکے جواب میں سواروں نے ہٹ کے کہا تم خود ہی دیکھ لو - اس نوعمر جوگی نے بڑھ کے دیکھا - چیخ ماری - دونوں پہلے جنگ آور حریفوں کی لاش پر جھکا اور جھک کے انتہائی بیتابی کے ساتھ انکے چہروں کو غور سے دیکھا دیکھتے دیکھتے ایک قیامت کا حسرتناک سکوت اس پر طاری ہو گیا اُسنے جے رام کی تلوار ہاتھ میں لے لی اور چلا کے پُر شور جوش کے لہجے میں اسکی زبان سے نکلے دونوں کا غم دونوں کا داغ اٹھا کے کلیجہ کیوں نہیں پھٹتا کس کس کو روؤں لیکن ... بس جو کچھ ہو میری جان کو صدمہ پہونچانے کے لیے جے رام ہی کی تلوار زیادہ مناسب ہے! ان جملوں نے تمام لوگوں کو اس درجہ متحیر کر دیا کہ سب بت پرست ہو کے رہ گئے کسی کو اپنا ہوش آیا تب جبکہ اس پچھلے نوعمر جوگی نے جے رام کی تلوار سے اپنا کام تمام کر دیا تھا اور تڑپ کے دھم سے پہلی لاشوں پر گر پڑا تھا اس امر نے اور قیامت برپا کر دی اس ٹریجک میں حسرتناک دلخراشی اور ترقی کر گئی اور پہلے سے زیادہ شور کر کے سب سوار رونے لگے اور ایسے روئے کہ آواز نے پہاڑوں کے کلیجہ میں ناسور ڈالدیا جے رام کی ہمراہی سوار جو ابھی دور تھے دور پڑے اونکا دوڑنا تھا کہ الغوثا کی آواز اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نکلا - قبل اس کے کہ اس بلند مقام میں پہونچیں جہاں مقتولوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھی اور جہاں تک گھوڑے نہیں پہونچ سکتے تھے پیچھے ہی دونوں طرف کے سواروں کا سامنا ہوا پہاڑی کی بلندی پر شہید ہونے والوں کے ہمراہی سمجھے کہ یہاں سب سے جانبازوں کے سرکش مقابلہ کیا اور دنیا سے رخصت ہو گئے ...

شمار مین زیادہ تھے اس لیئے کہ ہندو بہادر اونکی فوج کے دو حصے علیحدہ جا چکے تھے صرف ایک ثلث فوج تھی اور مسلمانون مین لوگ التونتاش کے ساتھ جو آئے تھے سب اس مقام پر موجود تھے ہندوون نے اپنے باقی حصہ ہائے فوج کو اپنے بلانیکے لیئے گراسٹ مین سنکھ بجادیا یہ اونکی غلطی تھی اسلیئے کہ یہ علامت محمود کی فوج پر حملہ کرنیکی قرار دی گئی تھی نہ فوجکے واپس بلانیکی سنکھ کی آواز سنتے ہی ہندوونکی دونون مخفی فوجون نے محمود کی فوج پر حملہ کردیا محمود نے اپنے سوارون اور التونتاش کا انتظار کیا مگر وہ نہ آئے جسکی وجہ سے اوسکے دل مین ایک بیقراری پیدا ہوئی اور اس بیقراری کا اثر ہر سوار اور ہر سپاہی کے دل مین ایسا پڑ گیا کہ سب کے [illegible] ادھر راجہ کے ساتھیون نے بھی لڑائی تیز کر دی اور بڑی سختی اور جانفروشی کے ساتھ ہر طرف سے حملہ شروع کیا یہان لڑائی کا یہ عالم کہ جیسے محمود غزنوی کی فوج اب شکست اوٹھایا ہی چاہتی ہے اگرچہ وہ اور داؤد طائی بڑی مضبوطی سے اپنی فوجکو دبا دبا کر لڑا رہے تھے مگر لڑائی کا رنگ بدل گیا تھا اور تقریر نے ہندوونکو ایسی دلاوری دی تھی کہ وہ بڑے شوق و مسرت سے مسلمانونکی شکست کے منتظر تھے اودھر التونتاش کے ایسے تیر چلے کہ اور اس سختی سے مقابلہ کیا کہ جے رام کے سپاہی بدحواس ہونے لگے دیر تک وہ اپنی کمک کے منتظر رہے مگر کوئی نہ آیا آخر گھبراکر اونہون نے دو سوار دوڑائے کہ جلدی سے جاکے راجہ اجمیرش کو اس لڑائی کی اطلاع دین اور یہ بھی خبر کردین کہ جے رام کی حالت نہایت مخدوش معلوم ہوتی ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انکو سخت صدمہ پہنچا اس لیئے کہ اون کے دس ہمراہیون کی رونے کی آوازین ہمارے کانونمین آئین ہم گھبراکر اونکی خبر لینے کو روانہ ہوئے لیکن مسلمانون نے ہمکو روکا مسلمانونکی فوج بہت زیادہ ہے آپ ہماری مدد کیجیئے ورنہ عنقریب شکست ہوا چاہتی ہے یہ پیام جیسے ہی راجہ کے پاس پہنچا اوس کے حواس جاتے رہے چہرہ اتر گیا اور اوسنے اپنے مقام پر رنجیت سنگھ کو ٹھہراکے خود اودھر کا رخ کیا دس ہزار [illegible] کے دامن مین اوسی جگہ جا پہونچا جہان جے رام کے ساتھی اپنے سنبھالنے کی آخری کوشش کر رہے تھے التونتاش نے بڑی جرات سے چاہا کہ آخر تک مقابلہ کرتا رہے لیکن دشمنونکی طرف اتنی بڑی فوج آنے سے اوسکے سپاہیون نے دل ہار دیا اور کسی طرح نہ لڑ سکے آخر

نتیجہ یہ ہوا کہ التونتاش کے تمام سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور سبکے بعد خود التونتاش کو بھی میدان جنگ دشمنون کے سپرد کر کے واپس آنا پڑا - بھاگتے وقت بہت مسلمان مار گئے جن کی لاشین اس سنگستانی مقام مین ادھر اودھر پڑی ہوئی تھین راجہ نہایت بیتابی کے ساتھ بلندی پر چڑھ کے وہان پہنچا جہان جے رام کی لاش پڑی ہوئی تھی اسوقت تک راجہ کو جے رام کے مرنے کی خبر نہین پہونچی تھی جب اوس نے اس مقام پر اپنے وزیر کے بیٹے کو اس بے کسی کے عالم مین مردہ پڑا دیکھا تو اوسکی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور نہایت بیقراری اور بیتابی کے ساتھ روئیگا راجہ نے جو لوگ وہان کھڑے تھے اونسے دریافت کیا جے رام کیونکر مارا گیا - ایک سوار) مہاراجہ ہمین زیادہ معلوم نہین ہم دور تھے جب ہم قریب پہونچے تو ہمنے ان دو جوگیون کو جو نیچے پڑے ہوئے ہین دیکھا کہ روتے جاتے ہین اور ہمارے سردار جے رام کی لاش کو تلوار سے کاٹ رہے ہین ہمین نہایت ہی غصہ معلوم ہوا اور ہم نے دونوںکو تلوارونسے مار کر گرا دیا اتنی دیر مین یہ تیسرا جوگی جسکی یہ لاش پڑی ہے آیا اور اسنے جے رام کی تلوار اٹھاکے اپنے تئین آپ ہی قتل کیا

راجہ - آہ! اجمیر شہر تباہ ہوگیا - اجمیر شہر کی فوجکا سردار مار ڈالا گیا وہ شخص جس پر میری کل امیدون کا دار و مدار تھا جسکی ذات سے بہت کچھ کامیابی کی امید تھی وہ آج خاک و خون مین بیجان پڑا ہوا ہے اے اجمیر شہر تو تباہ ہوگیا تیرا حامی قتل ہوگیا - اس کے بعد راجہ اون لوگون کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کوئی ایسی تدبیر ہو سکتی ہے کہ اس راز کا پتہ لگے اور ہم کو معلوم ہو کہ یہ جوگی کون لوگ ہین اور انکو جے رام سے کیا تعلق ہے -

ایک سوار - مہاراج یہان قریب ہی ایک جھونپڑا ہے جسمین کچھ جوگی رہتے ہین اگر حکم ہو تو ہم انکو پکڑ لائین - شاید اس طور پر حال معلوم ہو جائے "

راجہ - ہان ہان ابھی جاؤ -

سوار روانہ ہوا اور راجہ کھڑا ہو کر پھر رونے لگا - اوس نے نہایت یاس کے لہجے مین کہا آہ میری موہنا مجھکو داغ دیگئی - پھر اوس کے بعد جے رام کو بھی زندگی نہ پسند آئی اور وہ مجھ سے رخصت ہو لیا - راجہ دیر تک اسی قسم کے حسرتناک جملے کہتا رہا اور رو رہا تھا کہ سوار ایک بڑھے سن رسیدہ جوگی کو پکڑ لایا - اور وہ جیسے ہی اس اندوہناک سین مین پہنچا زار و قطار -

روپنے لگا دیر تک اسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کچھ خبر ہے کہ کیا سانحہ ہوا اور ان نوجوان جوگیون اور میرے سپہ سالار نوج جے رام سے کیا تعلق تھا۔ اسکا جواب دینے کیلئے جوگی نے بڑی مشکلون سے آواز سنبھالی اور رک رک جانیوالے شکست الفاظ مین اتنا کہا ہان مجھے تمام معاملات کی خبر ہے مین سب باتین جانتا ہون مگر اونکو اوسوقت ظاہر کرونگا جب ظاہر کرنے کا وقت آئیگا۔

راجہ۔ آہ اتنے بڑے معاملہ کی اسکی حالت سننے کیلئے وقت کا منتظر رہون نہین مجھسے نہین ہوسکتا۔ جلدی بتاؤ ورنہ مین تجھے کاٹکے ان ہی ہاتھون کے برابر ڈالدونگا۔

جوگی۔ مہاراج موت سے مین بالکل نہین ڈرتا مین خود اپنی زندگی سے بیزار ہورہا ہون حضور احسان کرینگے اگر مجھے قتل کر ڈالینگے۔ باقی رہا اس امر کا ظاہر کرنیوالا دنیا مین صرف مین ہی ہون اور کوئی نہین مگر یہ راز ابھی نہین کھل سکتا جب یہ کھلیگا جب محمود غزنوی اور مہاراج آپ دونون برابر بیٹھے ہونگے دونون کے سامنے بیان کرونگا کیونکہ اس قصہ کو دونون بادشاہون سے برابر تعلق ہے

راجہ۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ سلطان محمود میرے برابر آکے بیٹھے اور وہ میرا دشمن ہے اور مین اوسکے خون کا پیاسا ہون۔

جوگی۔ مہاراج آپکے نزدیک یہ ممکن نہین ہے مگر میرے اختیار مین ہے اگر حضور حکم دین تو مین سلطان کو ابھی یہان بلالاؤن وہ میرے کہنے سے چلے آئینگے۔ سنکے راجہ نے حیرت سے جوگی کی صورت دیکھی اور تعجب کی آواز مین پوچھا تو محمود کو بلالائے گا؟

جوگی۔ ابھی بلاسکتا ہون بس آپکی اجازت چاہیے۔

راجہ۔ شاید تو مجھے دھوکا دیتا ہو کہ اسی بہانے سے اپنی جان بچاکے بھاگے۔

جوگی۔ اگر مہاراج کو اعتبار نہین تو اپنے کچھ سپاہی میرے ہمراہ کر دیجئے وہ میرے ساتھ رہینگے مجھے بھاگنے کا موقع نہ دینگے مین اونکو لئے ہوے سلطان محمود کے پاس جاؤنگا اور سلطان کو بلالاؤنگا۔

راجہ۔ اگرچہ اسکا اعتبار نہین کیونکہ جب دشمن کی فوج مین گیا تو میرے سپاہی کیا کرسکین گے لیکن خیر مین تیرا اعتبار کرتا ہون اپنے چند سوارونکی طرف اشارہ کرکے تم لوگ اس کے

ساتھ جاؤ دیکھو خبردار اوس کا ساتھ نہ چھوڑنا - محمود کے لشکر میں بھی اوس کے ساتھ جانا اور اگر سلطان سپاہیانہ اسے چھوڑنا چاہیں تو تم اوس پر [illegible] دیدینا مگر اسے زندہ چھوڑنا - تمہاری چھتری ذات پر اعتبار کرکے مین اوس کے ساتھ کرتا ہوں - دیکھو اپنی ذات پر دھبا نہ لگانا - محمود کے لشکر میں یہ جاکے اگر ذرہ بھی خلاف عہد کی کرے تو فوراً اس کا سر اوڑا دینا - اس میں چاہے کچھ ہو - ان راجپوتوں نے راجہ کے آگے سر جھکایا اور عرض کیا کہ مہاراج آپ کے حکم سے ذرہ بھی سرتابی نکرینگے اسکے تیور بدلے اور ہم نے سر اوڑا دیا - جوگی نے پھر راجہ کی طرف دیکھ کے کہا مہاراج آپ مجھ سے مطمئن رہیں [illegible] اپنی لشکر مین جاتا ہوں -

جوگی اجمیر کے راجپوتوں کے ہمراہ اسلامی کیمپ کو روانہ ہوا اور راجہ پھر اوسی پیشتر کی بیتابی اور بیقراری کے ساتھ رہنے لگا -

سن رسیدہ جوگی جسوقت اسلامی فوج میں پہنچا اسوقت لڑائی ہو رہی تھی راجہ کے نہونے سے ہندی فوج میں سستی پیدا ہوگئی تھی اور سلطان سوارونکو داؤد طائی اور خود سلطان بڑھا بڑھا کر لڑا رہے تھے اس جوگی کو دیکھ کے کئی افسروں نے سلام کیلئے ہاتھ اوٹھایا اور ادب سے [illegible] حضرت [illegible] آپ [illegible] پریشان [illegible]

جوگی - ہان مین اسوقت نہایت [illegible] ضروری کام ہے جس طرح ہو سکے اسی وقت سلطان کو یہان لے آؤ -

افسر - آپ تو ملاحظہ ہی کر رہے ہین کہ سلطان اسوقت میدان جنگ مین ہین مین آپکے حکم کے خلاف نہین کرسکتا - ابھی جاکے سلطان سے عرض کرتا ہون -

جوگی - ہان جاؤ [illegible] کہدینا کہ بہت ضروری کام ہے -

بہت خوب کہکے وہ افسر سلطان کے پاس گیا اور قریب جاکے جوگی کے آنیکا حال بیان کیا سلطان نے داؤد طائی کو لڑائی کے قائم رکھنے کی تاکید کی [illegible] جوگی سے ملنے کیلئے پیچھے چلا آیا جوگی کے قریب پہنچ [illegible] مگر کیا جوگی [illegible] قریب جاکے [illegible] اسکے بعد [illegible] اسب [illegible]

رکھی جائے اور آپ چل کے دیکھیے کہ راجہ سے کیا گفتگو ہوتی ہے اور کیا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

سلطان۔ بہتر مجھے آپکے حکم مین کوئی عذر نہین۔ اسکے بعد [illegible] افسر کے ذریعہ سے ہندو فوج کے افسر [illegible] کہ اب لڑائی موقوف رکھی جائے انشاء اللہ کل مقابلہ ہوگا ہندو افسران فوج بھی اپنے انکار مین اس درجہ پریشان ہو رہے تھے کہ انہون نے اس درخواست کو فوراً قبول کر لیا اور امن کی جھنڈیان دکھلا کے لڑائی موقوف کیگئی دونون طرف کے سپاہی اپنی اپنی فرودگاہ مین روانہ ہوئے اور سلطان محمود خاص افسرون اور ایک ہزار سوار کو اپنے ہمراہ لیکر اس طرف روانہ ہوا جہان پہاڑی پر راجہ اجیمرتی کھڑا ہوا تھا یہ سب اس حد تک تو سوار رہے جہانتک گھوڑے جا سکتے تھے اسکے بعد گھوڑون پر سے اتر پڑے اور پا پیادہ پہاڑیون پر چڑھنے لگے تمام ہندؤنکو نہایت حیرت تھی کہ یہ جوگی کون شخص ہے کہ اسکے آتے ہی سلطان محمود غزنوی فوراً چلا آیا راجہ نے سلطان کو آتے دیکھکر آگے بڑھکر استقبال کیا اور شاہانہ آداب اور دوستانہ اخلاق سے ملا اگرچہ اسوقت وہ از حد غمگین تھا کیونکہ [illegible] بین پڑے تھے لیکن حتی الامکان اپنے خلق و مروت سے کوئی بات اوٹھا نہ رکھی جب راجہ نے بڑے [illegible] سلطان سے [illegible] اور جب رسمی مزاج پرسی سے فراغت ہو چکی تو [illegible] راجہ نے کہا آپنے بڑی تکلیف کی اب مجھے آپ کے ذریعہ سے معلوم ہو [illegible] بیٹا جسے کس لئے مار ڈالا گیا

سلطان۔ جوگی کی طرف متوجہ ہوکر شاہ صاحب اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان فرمائیے

جوگی۔ جی ہان معلوم ہے اور صرف مجھی کو معلوم ہے میرے جھونپڑے مین ایک نوجوان شخص قید تھا جو [illegible] مین ہندو رکھا جاتا تھا وہ ایک خاص ضرورت اور مصلحت سے قید کیا گیا تھا علاوہ [illegible] مین کئی نوعمر جوگی تھے جنمین سے تین اصل مین شریف عورتین تھین اسلام کے ایک معزز خاندان مین دو بھائی تھے ایک یعقوب اور ایک یوسف یعقوب [illegible] خراسان مین [illegible] اسکی نسل چلی وہ نوجوان شخص اسی نسل سے تھا اور اس سلطانی افواج مین ہمیشہ بہادری دکھائی [illegible] یوسف اگلے زمانہ مین عرب کی فوجونکے ساتھ سندھ مین آیا تھا اور اس کی نسل برابر یہان پھیلتی رہی ان تین عورتون مین وہ اس نسل سے تھین لیکن دونونکی یہ خاندانی یگانگت بھی کسیکو معلوم نہین تھی اس راز کا [illegible] عورتون نے

اور اس نوجوان نے کسی موقع پر دیکھا اور دیکھتے ہی ایک اس میں سے ایک پر عاشق ہو گیا علیٰ ہذا القیاس عورت جو ابھی بالکل بچہ ہی تھی اسکے دل میں بھی عشق کے جذبات پیدا ہو گئے گو کہ عصمت اسکا منہ ہمیشہ بند کئے رہی۔ اس عشق کے ابتدائی زمانہ میں ایک نیا واقعہ ہوا۔ وہ یہ کہ ہندوستان کی ایک معزز اور شریف لڑکی نے اس نوجوان کو دیکھا اور پہلے ہی نظر میں اپنا غم رسیدہ دل اس کے سپرد کیا۔ یہ ہندو لڑکی اپنی قوم بدنام ہونیکے ڈر سے اس عشق کو بہت چھپاتی تھی مگر نہ چھپتا تھا وہ نوجوان بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ اسکو اپنے عقد یعنی نکاح میں لائے کہ اس میں ایک شریف ہندو خاندان کی اپنی قوم میں بے عزتی منظور تھی اور اسی وجہ سے اس نوجوان نے ایک موقع پر نہایت ظالمانہ طریقے سے اس دل شکستہ لڑکی کو اپنے پہلو سے جدا کر دیا وہ مایوس ہو کے چلی آئی اور دل ہی دل میں غم کھاتی رہی۔ نوجوان کی یہ ظالمانہ کارروائی ان مسلمان لڑکیوں کو بھی ناپسند ہوئی وہ بھی اس ہندو لڑکی سے ملنے کیلئے یہاں آئیں میں نے انکو روک لیا جو میرے پاس جوگی کے بھیس میں رہا کرتی تھیں مجھ سے ہندو لڑکی نے مدد لینا چاہی چونکہ اس ملک میں میرے مرید بہت ہیں لہذا میں نے ایک چال سے نوجوانکو گرفتار کرا لیا اور اسکو اپنے ہمراہ صندوق میں بند کر کے رکھنے لگا مگر اس ہندو لڑکی کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسکا معشوق میرے پاس قید ہے اب اسکے دل میں ایسا جوش جنون پیدا ہوا کہ وہ بھی میرے جھونپڑے میں جوگیوں کا بھیس بدل کے رہنے لگی۔ اسکا اصلی عاشق ہندو شخص تھا اسکو بھی اس امر کی خبر پہلے ہی سے ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے اپنی معشوقہ کو بعض ہمراہیوں نے کچھ ضرر پہنچانا چاہا لیکن اسکا کچھ بس نہ چل سکا وہ عاشق کون تھا انہیں جے رام تھا راجا جمیر شش اور سلطان دونوں حیرت سے دیکھنے لگے!!

جوگی۔ اس وقت وہ نوجوان صندوق سے نکالا گیا تھا اور حسب معمول کھانا کھلا کے اسے ذرہ جھونپڑے سے جھانک کے اس فضا کے دیکھنے کی اجازت دیگئی تھی اپنے رقیب جے رام کو جاتے دیکھکر فوراً اسے غصہ آ گیا کہ مسلمانوں کے ساتھ فریب کی کارروائی کرنے جاتا ہے خصوص جے رام کو مجھ سے باتیں کرتے دیکھکر آگ ہو گیا میرے جھونپڑے میں سے ایک تلوار لے لی اور لپک کے جے رام کے پیچھے روانہ ہوا پہاڑی کی بلندی پر پہونچکے اسنے جے رام پر وار کیا جے رام نے بھی پھر کے تلوار ماری اور دونوں کے وار کاری پڑے اور دونوں گرے میں اپنے جھونپڑے سے اس تماشہ کو دیکھ رہا تھا بلکہ

جے رام کی تلوار زیادہ کارگر تھی اس لئے کہ جے رام زندہ تڑپ رہا تھا اور [illegible] نوجوان سینہ [illegible] کرتے ہی ٹھنڈا ہو چکا تھا اس کے بعد جوگی سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا حضور [illegible] اس نوجوان کی لاش ملاحظہ فرمائیے شاید آپ پہچانتے ہونگے۔ سلطان نے جھک کے دیکھا اور حیرت سے [illegible] کہا [illegible] تو میرا نوجوان بہادر افسر منصور ہے۔ آہ مارا گیا۔ سلطان کی آنکھوں سے آنسو [illegible] ہو گئے"

جوگی۔ اسی نوجوان کے غم میں وہ بیتاب ہو کے [illegible] اپنا سا اسی جوگیوں کے بھیس میں تلواریں لیکے دوڑیں انہوں نے نیم جان جے رام کو غصہ کے مارے اپنی تلوار سے کاٹنا شروع کیا اتنی دیر میں راجپوت کے سوار [illegible] کر ڈالا حضور سلطان آپ جانتے ہوں گے یہ وہی غریب [illegible] کی فتح کے قریب ملی تھی جسکا خاندان تباہ ہو گیا [illegible] مرحوم منصور نے آپ کی خدمت [illegible] عرض کیا تھا"

سلطان۔ ہاں۔ ہاں۔ افسوس وہ بھی قتل ہو گئیں"

جوگی۔ اب باقی رہا [illegible] بے خود [illegible] وہ وہی سندر لڑکی تھی مہاراج آپ اس کی لاش کو غور سے دیکھیں، راجہ نے جھک کے دیکھا دیکھتے ہی ایک چیخ مار کے چلا اٹھا۔ ہائے یہ تو میری پیاری جان سے زیادہ پیاری موہنا ہے"

ہائے! ہائے! [illegible] دو ہی دفعہ ہائے کا لفظ [illegible] کہا کر گر پڑا کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو جوگی نے کہا! آہ! یہ عشق کا واقعہ کہانی بن کے ہمیں پر تمام ہوا اور سب حسرتیں رہ گئیں دل میں [illegible] سلطان جس [illegible] بے شک انصار ہے اس لئے کہ وہ غریب لڑکی [illegible] راجہ صاحب آپ [illegible] شکایت آپکے دربار میں کی گئی تھی کوئی مسلمان برہمن کے بھیس میں [illegible] حضور کے دربار میں جا [illegible] کی گئی تھی میں ہی سلطان فتح مالوں کے نزدیک یحییٰ بن زکریا تھا اور اس ہی اجمیر شریف کے مندر میں [illegible] اگرچہ میں نے کوئی ظلم جان سے نہیں کیا لیکن بہت [illegible] بہتر ہو کہ اس قصہ کے ساتھ میں بھی اپنے [illegible] کی [illegible] جاؤں اس تقریر نے ایک سناٹا پیدا کر دیا جوگی دوبارہ بولا۔ اگر میری [illegible] کی گئی تو اتنی نصیحت بھی مانی چاہئے کہ دونوں بادشاہ اب خونریزی [illegible] صلح کر [illegible] نے یہ غمناک نتیجے پیدا کئے"

جوگی [illegible] حل کیا گیا۔ اور صلح [illegible] ان کرکے دونوں [illegible] اپنے اپنے لشکر گاہ کو روانہ ہوئے"

ختم

پیاری دنیا	۳ر	احمق الذین	۳ر	یوسف دلارا	۴ر
حاجی بغلول	۵ر	جام زہر	۶ر	اندھیر نگری	۱۰ر
بچھڑی دولھن	۳ر	حسرت وصل	۴ر	کرشمۂ الفت	۲ر
ہشو	۳ر	تارا وتی	۸ر	لال کپتان	۵ر
عیاش شوہر	۲ر	مقدس دیوی	۶ر	وفائے خانصاحب	۵ر
خضر شباب	۶ر	سر سید احمد پاشا	۳ر	عیاشی کا خفیہ راز	۴ر
برق غضب	۵ر	پہاڑی گروہ	۳ر	وفادار معشوقہ	۴ر
رومال کا عاشق	۴ر	فیروز محمودہ	۴ر	شہید ناز	۴ر
عصمت کا البم	۴ر	طرح دار لونڈی	۷ر	یوسف نجمہ	۴ر
کمسن بی بی	۲ر	مشیر شباب	۸ر	مہر جبیں	۳ر
جوان بی بی	۲ر	لاڈلی بیٹی	۲ر	عزیز عاشق	۱۰ر
شیر دکن	۷ر	معشوقۂ فرانس	۸ر	دو جورو کا شوہر	۲ر
قاتل کا قاتل	۳ر	خوبصورت ناگن	۶ر	آئینہ	۳ر
چاند اور سلطانہ کامل	۱۵ر	لیلائے دمشق	۵ر	پریچہر کامل	۶ر
معشوقۂ عرب	۷ر	چتور کی دیوی	۳ر	سونے کی چڑیا	۵ر
محبوب کنشت	۶ر	مہر شہربا نازنین	۳ر	پدماوت	۳ر
حسن کا ڈاکو	۲ر	اٹھتی جوانی	۳ر	جذبۂ الفت	۲ر
خونی رقیب	۵ر	مالن کی بیٹی	۲ر	تاثیر الفت	۲ر
مرد میدان کامل	۲ر	امید وصال	۲ر	شیدا حسینہ	۲ر
روزہ لبرٹ	۱۱ر	چالاک قاتل	۴ر	لالہ رخ	۳ر
سلطان نازک ادا	۲ر	حور عراق	۵ر	انوکھی معشوقہ	۳ر
کامنی	۱۲ر	حور عرب	۴ر	ممتاز بیگم	۴ر
اسرار کامل	۱۴ر	نازنین	۲ر	نظر عشق	۱۰ر
طلسمی انگوٹھی	۵ر	نئی دلہن	۲ر	پیارا پیارا عاشق	۳ر

جملہ فرمائشیں بنام حاجی غنی احمد تاجر کتب چوک لکھنؤ آنا چاہئیں

طلسم جدید	۲ر	عربی دلہن	۴ر	ہیرا باز عاشق	۵ر
ابن طولون	۱۰ر	نغمہ	۹ر	سنہری زلفین	۴ر
اختری بیگم	۶ر	فطرتی جاسوس	۵ر	شاطر چور	۶ر
امین مامون	۱۰ر	فطرتی قاتل	۵ر	شفق آرا بیگم	۸ر
امریکین نازنین	۸ر	گل بہار	۱ر	شارل عبدالرحمن	۱۰ر
امراؤ جان	۶ر	فاتح یورپ	۵ر	سونے کا جزیرہ	۸ر
انار کلی	۱ر	لندنی جاسوس	۳ر	انقلاب روس	۵ر
اندرا	۴ر	محبوبۂ شام	۲ر		
بوڑھا دولہا	۱۰ر	محبوبۂ بغداد	۵ر	سعید جمیلہ	۴ر
بوالہوس بنگالی	۱۰ر	مخمور عاشق	۷ر	خونی شاہزادہ	۷ر
بے زبان دوست	۷ر	بلائے بد	۵ر		
پاربتی	۱۰ر	خونی ساحر	۴ر	حسن پرست	۴ر
پراسرار شادی	۴ر	زرپرست	۴ر		
جمیلہ	۴ر	بہرام چور	۴ر		
حسین لڑکی	۱۰ر	شریف چور	۵ر		
شیخ چلی	۲ر	وفادار دلہن	۴ر		
خوبصورت کاہنہ	۴ر	کرشمۂ رقابت	۴ر		
دور فلک	۴ر	گنجی کا راز	۳ر		
ذات شریف	۶ر				
زندہ لاش	۶ر	مراکش کا ڈاکو	۲ر		
شوخ یہودن	۳ر	مالوہ کی بیگم	۳ر		
شہنشاہ عیاران	۵ر	قاتل شوہر	۶ر		
طلسمی برج	۵ر	جہاں آرا	۴ر		
		[illegible]			

[illegible]

[illegible]